باسمہٖ تعالیٰ

وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ

مناظر اسلام ترجمان اہل سنت وکیل احناف
حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے

علمی معرکے اور مجلسی لطیفے

خطاط

باہتمام

مفتی محمد الیاس صفدر

جمعیۃ اشاعۃ العلوم الحنفیہ فیصل آباد

نام کتاب ------- علمی معرکے اور مجلسی لطیفے
تقدیم و تہذیب -- مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی خطیب جامع مسجد قاسمی خانقاہ شریف
جمع و ترتیب ----- مولانا عطاء اللہ شہر سلطانی خطیب مدنی مسجد خانقاہ شریف
محمد یوسف الحسینی بہاولپور
عنوانات ------- مفتی محمد الیاس صفدر مہتمم جامعہ شریفیہ فیصل آباد
کمپوزنگ ------- خطاط کمپوزنگ سنٹر مدینہ ٹاؤن فیصل آباد
ناشر ---------- **جمعیۃ اشاعۃ العلوم الحنفیہ فیصل آباد**
طبع اول ------- محرم الحرام ۱۴۲۴ھ بمطابق مارچ ۲۰۰۳ء
قیمت --------- ۴۵ روپے

ملنے کے پتے:

- -----حافظ محمد شعیب فیصل 6-Y-8 مدینہ ٹاؤن فیصل آباد
- -----جامعہ شریفیہ سرگودھا روڈ فیصل آباد
- -----مکتبہ عارفی نزد جامعہ اسلامیہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
- -----مکتبہ قاسمیہ 17 الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
- -----کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
- -----نعمان اکیڈمی ملی مسجد بخاری روڈ گوجرانوالہ
- -----مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
- -----اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
- -----مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

فہرست

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہٗ کی شخصیت علم سے تعلق رکھنے والے حضرات کے لئے کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ نے فقہ کی جس قدر خدمت کی ہے اس زمانے میں اس کی مثال ملنا بہت مشکل ہے۔ مخالف کی ہر چال کو اسی پر لوٹا دینا آپ ہی کا خاصہ تھا۔ اب جب کہ آپ کی شخصیت ہمارے درمیان موجود نہیں ہے ہم آپ کے مسحور کن بیان اور خوش کن مزاح سے محروم ہیں۔

اسی محرومی کے ازالے کیلئے کچھ ساتھیوں نے فرداً فرداً آپکے مجلسی لطائف اور مخالفین کے اعتراضات کے فی البدیہہ اور برموقع جوابات کو جمع کیا اور احقر کی حضرت کے ساتھ دیرینہ اور دلی وابستگی، حضرت کے احقر پر اعتماد اور تجلیات صفدر کی طباعت کی اجازت کو مدنظر رکھتے ہوئے احقر کے سپرد کیا ہے۔ اب احقر نے ان علمی معرکوں اور مجلسی لطیفوں کو عنوانات قائم کر کے اور مضامین کی ترتیب لگا کر آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر حضرت اوکاڑویؒ اور احقر کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔

فقط والسلام مع الاکرام

مفتی محمد الیاس صفدر عفا اللہ عنہ

ناظم جمعیت اشاعت العلوم الحنفیہ فیصل آباد

۱/۱/۱۴۲۴ھ

مقدمہ

الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علیٰ رسوله الامین محمد و آله واصحابه اجمعین۔ اما بعد:

مناظر اسلام وکیل احناف حضرت مولانا محمد امین صاحب اوکاڑوی رحمہ اللہ قدرت کی طرف سے بڑا زرخیز دماغ لے کر آئے تھے۔ ذہنی بلندیوں، دماغی قابلیتوں اور وسیع علمی ترکتازیوں کی وجہ سے وہ محدثین میں عظیم محدث، فقہاء میں جید ترین فقیہ، مفسرین میں نکتہ رس مفسر، اہل کلام میں طرز جدید کے متکلم، مناظرین میں کامیاب مناظر اور واعظین میں دلپذیر واعظ تھے۔ مفتیان کرام فتاویٰ نویسی میں ان سے مدد لیتے، اساتذہ کرام کتابی الجھنوں میں ان سے استفادہ کرتے۔ ابتدائی طالب علم سے لے کر شیخ الحدیث تک سب ان کے ممنون کرم تھے۔ میدان مناظرہ کے تو وہ خصوصی شہ سوار تھے ہی مجلسی گفتگو میں بھی کوئی ان کا ثانی نہ تھا۔ وہ ہر فن میں فرد فرید تھے۔ وہ جس مجلس میں رونق افروز ہوں جہاندہ علم کی موجودگی میں متکلم وہی ہوتے تھے۔ طلاقت لسانی ان کی بے مثال تھی، استدلال ان کا بہت انوکھا تھا، علوم ان کے سراسر وہبی تھے، مضامین ان کے سامنے دست بستہ حاضر ہوتے تھے، وہ بے اعتنائی سے جس کو چاہتے لے لیتے مگر اپنے سہل ممتنع انداز بیان سے اس کو چار چاند لگا دیتے اور یوں مشائخ کی مجلس میں چھا جاتے، پھر نقار خانے میں صرف انہی کا طوطی بولتا۔ عوام کی مجلس ہوتی یا خواص کی سب ہی بڑے انہماک سے ان کی گفتگو سنتے، ان کے موثر ترین بیان سے متاثر ہوتے، ان کے عام فہم مضامین سے قلب و نگاہ کو روشن

کرتے، ان کے لطائف سے لطف اندوز ہوتے، ان کے ظرائف سے طبیعتیں سرشار ہوتیں، تھکاوٹیں دور ہو جاتیں، چہرے ہشاش بشاش ہو جاتے اور مزید سننے کے لئے **ھل من مزید** کا نعرہ لگاتے۔ میدان مناظرہ میں حریفوں پر ان کا رعب طاری رہتا۔ ابتداءً وہ اپنے مد مقابل پر کچھ شرائط لگاتے کہ ان سے باہر نہیں جانا، انتہاءً وہ اسے کھلی چھٹی دے دیتے کہ تو جس سوراخ میں چاہے گھسنے کی کوشش کر لے لیکن میں وہیں سے تجھ کو نکال لاؤں گا اور تجھے کسی طرح بھی بھاگنے نہیں دوں گا۔ آپ اس کے لئے فرار کے سارے راستے بند کر دیتے۔ ان کا حریف جدھر نکلنا چاہتا وہ اپنے سامنے دیوار کھڑی پاتا، وہ جدھر بھی بھاگنا چاہتا اپنے راستے میں کھائیاں کھدی پاتا، اول تو ان کے سامنے کوئی نہ آتا اور اگر آجاتا تو منہ کی کھاتا اور چاروں شانے چت ہو جاتا۔

اس مختصر مضمون میں ان کے تمام علمی معرکے اور ان کے محیر العقول مباحثے اور مناظرے بالتفصیل بیان کرنا مقصود نہیں کیونکہ وہ تو ایک بحر ناپیدا کنار ہے جس کی شناوری ہم جیسے دوں ہمتوں کے بس کی بات نہیں اس کے لئے تو کوئی بہت ہی اولوالعزم شخصیت غیب سے سامنے آئے گی جو اس ہفت خواں کو طے کرے گی، سر دست صرف ان معرکوں، مناظروں، مباحثوں اور مجادلوں کی ہلکی ہلکی جھلکیاں دکھانا مقصود ہے جس سے قارئین کو حضرت العلام کی نابغہ روزگار شخصیت اور ان کی فقید المثال عبقریت کا تھوڑا بہت اندازہ ہو جائے گا اور مولانا کی فتوحات کا بھی ایک مدہم سا نقشہ ان کے سامنے آجائے گا جس سے ان کا یہ احساس اجاگر ہو گا کہ ہم نے حضرت کی حیات میں ان سے مستفید نہ ہو کر کتنی بڑی خیر سے محرومی پائی اور اب ان

کے جانے کے بعد آگاہ ہوئے تو قافلہ بہت دور نکل چکا ہے۔

ان بکھرے ہوئے موتیوں کو مولانا محمد عطاء اللہ صاحب شہر سلطانی خطیب مدنی مسجد خانقاہ شریف اور محمد یوسف الحسینی صاحب نے جمع کیا ہے۔ سینکڑوں کیسٹوں اور بیسیوں مخطوطات ومطبوعات کو کھنگال کر یہ گوہر ہائے آبدار نکالے گئے ہیں۔ میں (مولوی فضل الرحمٰن دھرمکوٹی) نے ان کا ہار پرویا ہے اور سید عبید اللہ حسنی، حافظ محمد شعیب فیصل اور مفتی محمد الیاس صفدر صاحب نے امت مسلمہ اور ملت حنفیہ کے گلے میں ڈالا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس خدمت کو قبول فرمائے اور تمام مسلمانان اہل سنت والجماعت کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق بخشے، آمین۔

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

احقر فضل الرحمن دھرمکوٹی

خطیب جامع قاسمی خانقاہ شریف بہاولپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سینے پر ہاتھ گھر جاکر باندھنا

ایک مرتبہ ایک غیر مقلد نے حضرتؒ سے کہا کہ قرآن میں ہے:
فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۔ "اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور سینے پر ہاتھ باندھو۔" جیسا کہ فتاویٰ ثنائیہ ج١/ص٥٣٤، فتاویٰ علماء حدیث ج٤/ص٩٥٥ پر ہے۔ حضرتؒ نے تحقیقی جواب کے علاوہ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ احادیث صحیحہ میں وانحر کی تفسیر قربانی کرنے سے آئی ہے مگر تمہارا معنی شیعوں والا ہے۔ غیر مقلد نے کہا کہ ہم دونوں معنی لیتے ہیں، سینے پر ہاتھ باندھنا بھی اور قربانی کرنا بھی۔ حضرت نے فرمایا: قربانی آپ نماز کے بعد گھر جاکر کرتے ہیں تو ہاتھ بھی گھر جاکر باندھ لیا کرو۔

بہشتی زیور کی چیلنگ

ایک مرتبہ ایک غیر مقلد عالم نے کہا کہ فقہ حنفی کے تمام مسائل قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ حضرت رحمہ اللہ بہشتی زیور لے کر خود اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں بالترتیب وضو کے مسائل سے شروع کر کے ایک ایک مسئلہ پڑھتا ہوں آپ ہر ہر مسئلہ کے خلاف ایک ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث لکھوا دیں، پھر اس غلط مسئلے کے بالمقابل جو صحیح مسئلہ ہو وہ لکھوا کر اس کے موافق ایک ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث لکھوا دیں۔ غیر مقلد مولوی بہت پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ

فقہ حنفی کے سارے مسائل تو حدیث کے خلاف نہیں بلکہ بعض حدیث کے مطابق بھی ہیں اور بعض مخالف بھی ہیں۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: میں بالترتیب ایک ایک مسئلہ پڑھتا جاتا ہوں ان میں سے جو مسئلہ حدیث کے مطابق ہو اس کے مطابق ایک ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض لکھاتے جائیں اور جو مسئلہ حدیث کے خلاف ہو اس کے خلاف ایک ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض لکھوادیں، یہ سن کر وہ بھاگ گیا اور ایسے بھاگا جیسے وہ.........اذان سے بھاگتا ہے۔

امام خود مقتدی کیوں نہیں ہوتا؟

کوہاٹ میں ۲۰ اگست ۱۹۹۳ء میں شیر سرحد نورستانی غیر مقلد سے مناظرہ طے ہوا، اس نے اپنی بجائے لیکچرار طالب الرحمٰن کو مناظرہ کے لئے بٹھادیا۔ دورانِ مناظرہ طالب الرحمٰن حضرت کے دلائل سے جب حواس باختہ ہوگیا تو اس نے کہا کہ جب تقلید بحکم قرآن واجب ہے تو امام ابو حنیفہ کس کے مقلد تھے؟ انہوں نے اس حکم قرآنی کو کیوں نہیں مانا؟ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تو منیب تھے ہم ان کے مقلد ہیں۔ یہ ایسی جہالت ہے جیسے کوئی جاہل کہے کہ اگر مقتدی پر امام کی اقتداء واجب ہے تو خود امام اس واجب کا تارک کیوں ہے؟ یا کوئی باغی کہے کہ اگر رعایا پر حکمران کی تابعداری واجب ہے تو حاکم کیوں اس واجب کا تارک ہے؟ یا کوئی مریض کہے کہ مجھے اپریشن کرانا لازمی ہے تو ڈاکٹر صاحب نے اس لازمی چیز کو کیوں چھوڑ رکھا ہے؟ ہائے افسوس ایسی جہالتوں کا نام عمل بالحدیث رکھ دیا گیا ہے؟

چار مصلے

ایک صاحب نے حضرتؒ سے اپنا تعارف یوں کرایا کہ میں ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات ہوں، وکالت کرتا ہوں، ساتھ ہی ساتھ میں نے دین میں بھی کافی ریسرچ کی ہے اور مسلکاً میں اہلحدیث ہوں۔ اس نے بہت سے سوالات کئے جن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آپ سلاطین اسلام پر فخر کرتے ہیں کہ وہ حنفی تھے، یہ وہی تو ہیں جنہوں نے حرم مکہ میں ساڑھے پانچ سو سال تک اپنی حکومت میں چار مصلے بچھا رکھے تھے اللہ بھلا کرے سعودی حکومت کا جس نے سوائے ایک کے سب لپیٹ دیئے اور اب ایک ہی مصلیٰ ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا: جب چار مصلے تھے تمہارا اس وقت بھی کوئی مصلیٰ نہیں تھا اور اب ایک ہے تو تمہارا اب بھی نہیں ہے۔ ہاں اس سے اتنا پتہ چلا کہ اہل سنت کے مذاہب چار ہی ہیں اور آپ لوگوں کا اہل سنت میں کبھی شمار نہیں ہوا۔

دوندا جانور

میں نے ایک دن عرض کیا کہ حضرت حدیث میں ہے: لا تذبحوا الا مسنة۔ اس کے پیش نظر غیر مقلد کہتے ہیں کہ دوندا جانور ہی ذبح کریں ان کے نزدیک عمر کا اعتبار نہیں۔ حضرت رحمہ اللہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اس حدیث کی رو سے تو چار چھ آٹھ دانتوں والے جانور کی قربانی بھی جائز نہیں غیر مقلدین کس دلیل سے ان کی قربانی کرتے ہیں؟

"بے بے" سے نماز سیکھنا

ایک دفعہ حضرت رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ غیر مقلدین

عورتوں کی طرح نماز پڑھتے ہیں۔ ایک جگہ غیر مقلدین کا وجود نہیں تھا، کوئی غیر مقلد وہاں نماز پڑھنے لگا تو اس کا یہ نیا طریقہ دیکھ کر دو شخص آپس میں باتیں کرنے لگے کہ یہ عجیب آدمی ہے کہ خدا نے اس کو مرد بنایا ہے مگر یہ عورتوں کی طرح نماز پڑھتا ہے تو دوسرے نے کہا کہ اس نے نماز اپنی بے بے سے سیکھی ہوگی اس لئے ویسی نماز پڑھتا ہے۔

یہودی کون؟

ایک موقع پر حضرت رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بار بار ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص آمین بالجہر نہیں کہتا وہ یہودی ہے، یہودی آمین بالجہر سے جلتے اور حسد کرتے ہیں۔ حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ سنن کبریٰ بیہقی ج ۲ / ص ۵۶ میں ربنا لك الحمد اور سلام کا بھی آمین کے ساتھ ذکر ہے بلکہ مجمع الزوائد ج ۲ / ص ۱۴۸ پر قبلہ کا بھی ذکر ہے۔ جو غیر مقلدین سلام اور ربنا لك الحمد بلند آواز سے نہیں کہتے وہ کم از کم $\frac{۲}{۳}$ یہودی تو ضرور ہوں گے اور اگر اکیلے نماز پڑھیں تو آمین بہر حال آہستہ کہتے ہیں اس صورت میں تو مکمل یہودی ہونے میں کیا شبہ رہا؟

”الف“ سے لے کر ”ے“ تک

مولوی طالب الرحمٰن غیر مقلد سے ہارون آباد میں مناظرہ ہوا، مضمون کافی طویل ہے، غیر مقلد نے کہا کہ تم ماسٹر ہو ”الف“ پڑھا نہیں پہلے ہی ”ب“ شروع کر دی ہے۔ حضرت اقدس نے جواب میں ارشاد فرمایا

کہ میں نے اس سے بالکل ماسٹروں کی طرح سے سوالات شروع کئے کہ تکبیر تحریمہ فرض ہے یا واجب؟ اس کے بعد ثناء، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ، آمین، سورۃ، رکوع، سجدہ اور تشہد وغیرہ کے بارے میں پوچھوں گا۔ میں الحمد للہ استاد ہوں، مجھے ترتیب یاد ہے لیکن جو شاگرد میرے سامنے بیٹھا ہے یہ الف بھی پڑھنے کے لئے تیار نہیں، یہ "ب" سے لے کر "ے" تک جواب کیسے دے گا جو نہ "الف" جانتا ہے نہ "ب"۔

اہلحدیثوں کا صادق

غیر مقلد مولوی صادق سیالکوٹی کی کتاب سبیل الرسول کا جواب لکھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جس فرقہ کے صادق کا یہ حال ہو کہ جھوٹ پر جھوٹ بولے جاتا ہے اس کے کاذب کا کیا حال ہو گا؟

غیر مقلد بزدل ہیں

ایک دفعہ میں حضرت کو سلانے کے لئے گھر لایا۔ جب چارپائی پر بیٹھنے لگے تو تین دفعہ عجیب لہجہ سے مجھے فرمایا کہ غیر مقلد بہت بزدل ہیں، بہت بزدل ہیں، بہت بزدل ہیں۔ میں بہت حیران ہوا۔ حضرت نے میری حیرانی کو محسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ غیر مقلدین ایک ماسٹر سے مناظرہ نہیں کر سکتے، یہ فرمایا اور ہنس پڑے۔

حق بحق دار رسید

حضرت اقدس رحمہ اللہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ لامذہب کو شکایت

ہے کہ فقہاء نے یہ کیوں تحریر فرمایا کہ بہتر امام وہ ہے جس کی بیوی خوبصورت ہو۔ ارشاد فرمایا کہ اس کا غلط ہونا لامذہب حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت کرتا کہ امام اس کو بنانا چاہئے جس کی بیوی نہایت بد صورت ہو اور بد سیرت بھی ہو۔ لامذہب اس مسئلہ کو بہت اچھالتے ہیں، اگر واقعی یہ مسئلہ غلط ہے تو ان کا پہلا فرض ہے کہ جس لامذہب امام کے نکاح میں خصوبصورت بیوی ہو وہ فوراً اسے طلاق دے دے کیونکہ یہ احناف کا حق ہے، اس سے فقہ کا بغض بھی ثابت ہو جائے گا اور حق بحق دار رسید پر عمل بھی ہو جائے گا۔ لامذہب پہلے اپنے گھر کی خبر لیں کہ لغات الحدیث پ۵ صفحہ ۵٦ پر کیا لکھا ہے؟

بدھ کے دن جمعہ

جمع بین الصلوٰتین پر لامذہب کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن میں ہے: اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا۔ بیشک نماز مومنوں پر وقت مقررہ کا فرض ہے۔ جب وقت سے پہلے فرض ہی نہیں تو ادا کیسے ہوگی جیسے حج ذوالحجہ سے پہلے شوال میں ادا کرنا، روزہ رمضان سے پہلے شعبان میں رکھ لینا، جمعہ بدھ کو پڑھ لینا، موت سے پہلے جنازہ پڑھ دینا اور نکاح سے قبل اولادِ حلالی کا ہونا غلط ہے اسی طرح وقت سے پہلے نماز پڑھ لینا بھی غلط ہے جہاں جمع کا ذکر ہے وہ صرف صوری جمع ہے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے عبدالحفیظ نامی ایک ملازم کو اجازت دے دی تھی کہ وہ عصر کی نماز ظہر کے وقت میں پڑھ لیا کرے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱/ص ٦١٥)

شیطان کا انڈہ

ایک دن حضرت رحمہ اللہ نے لفظِ اہلحدیث پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ اہلحدیث حقیقت میں وہ اہلحدیث ہیں جو شیخ جیلانی رحمہ اللہ نے لکھے ہیں، میں یہ حوالہ غنیۃ الطالبین میں ساری رات تلاش کرتا رہا، جب حوالہ مل گیا تو ساری رات کی تھکاوٹ دور ہو گئی اور موجودہ اہلحدیث کا مطلب بھی سمجھ میں آگیا۔

شیخ جیلانی رحمہ اللہ نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پر بخار اترنے کا پسینہ موتیوں کی طرح چمک رہا تھا۔ آپ ﷺ نے پسینہ پونچھ کر تین مرتبہ فرمایا کہ اللہ ملعون پر لعنت کرے، پھر سر جھکا لیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے یہ لعنت کس پر فرمائی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے خبیث دشمن ابلیس پر جس نے اپنی دم اپنی دبر میں داخل کی اور سات انڈے دیئے، ان سے سات بچے پیدا ہوئے جو بنی آدم کو بہکانے کے لئے مقرر کئے گئے۔ ایک کا نام مدحش ہے یہ علماء پر مقرر کیا گیا ہے، دوسرے کا نام حدیث ہے، اس کا کام نمازی کے دل میں وسوسے ڈالنا ہے، وہ نمازیوں کو تعدادِ رکعات فراموش کراتا ہے اور نماز میں گوشۂ چشم سے دیکھنے کے کھیل میں لگاتا ہے، جمائیاں اور اونگھ نمازیوں پر مسلط کرتا ہے یہاں تک کہ بعض آدمی سو جاتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین ص ۱۵۶ مطبوعہ مکتبہ اشرفیہ رائے ونڈ روڈ لاہور) لامذہب غیر مقلدین کو بھی انگریز نے نمازیوں کے دلوں میں وسوسے ڈالنے کیلئے مقرر کیا اور ۱۸۸۸ء میں نام اہلحدیث الاٹ کیا۔

حدیث میں ائمہ کا نام نہیں

ایک بار مسئلہ تقلید پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ائمہ اربعہ کا نام حدیث میں نہیں ہے اچھا ذرا اصحاح ستہ والوں کے نام اور ان کی تصنیفات کے نام تو حدیث سے دکھلا دیں یا پھر ان کو بھی چھوڑ دیں۔

بے پٹے کتے

غیر مقلدین عام طور پر مقلد حضرات کو پٹے والا کتا کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ غیر مقلدین بے پٹے کے کتے ہوئے۔ جو کتا کسی گھر کا رکھوالا ہوتا ہے گھر والے اس کی ساری ضروریات پوری کرتے ہیں، روٹی، دودھ، گھی تک کھلاتے ہیں اور جو بے پٹے کا آوارہ کتا ہوتا ہے اس کا کوئی بھی خیال نہیں رکھتا، آخر بھوک سے بے تاب ہو کر چوری کرتا ہے۔ کسی کی روٹی اٹھالی وہاں سے ڈنڈا رسید ہوا، کسی کے دودھ میں منہ ڈال دیا اس نے لاٹھی سے خبر لی، ایسے کتے کو کوئی دروازے کے قریب بھی نہیں لگنے دیتا، اسے ہر جگہ سے دُر دُر ہوتی ہے، آخر کار گندی روڑی اور نجاست وغیرہ چاٹ کر پیٹ کا دوزخ بھرتا ہے۔

امام اعظم کی کتاب کا نام

ایک غیر مقلد نے اعتراض کیا کہ امام ابو حنیفہ کی کوئی کتاب نہیں ہے، اگر ہے تو دکھلاؤ۔ اس کے جواب حضرتؒ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کتاب لکھی ہے ذرا اس کا نام تو بتاؤ بلکہ خود آقائے نامدار سرکارِ مدینہ ﷺ نے جو کتاب لکھی ہے اس کی زیارت تو کراؤ۔

اندھی تقلید

ایک غیر مقلد نے کہا کہ تم اندھے مقلد ہو۔ حضرت رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اندھی تقلید اس کو کہتے ہیں کہ اندھا اندھے کے پیچھے چلے تو دونوں کسی کھائی میں گر کر مر جائیں گے یہ اندھی تقلید ہے اور اگر اندھا آنکھ والے کے پیچھے چلے تو وہ آنکھ والا اس اندھے کو بھی اپنی آنکھ کی برکت سے ہر کھائی سے بچا کر لے جائے گا اور منزل تک پہنچا دے گا، ائمہ مجتہدین معاذ اللہ اندھے نہیں عارف اور بصیر ہیں، البتہ اندھی تقلید ان کے ہاں ہے کہ جو خود بھی اندھے اور جاہل ہیں اور ان کے پیشوا بھی اجتہاد کی صلاحیت نہیں رکھتے، جس کنویں میں وہ خود گریں گے اسی میں ان کو بھی گرادیں گے۔

بخاری کی طرف سے بخاری کی مخالفت

ایک بار حضرت رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ حافظ عبد اللہ پروفیسر بہاولپوری نے ایک گریجوایٹ کو اپنا رسالہ "اصلی اہل سنت" مطالعہ کے لئے دیا جس میں حدیث کی کتابوں کے طبقات لکھے ہیں۔ اس نے وہ رسالہ پڑھ کر پروفیسر سے کہا کہ مجھے حدیث کی کوئی مترجم کتاب مطالعہ کے لئے دے دیں۔ اس نے امام بخاری رحمہ اللہ کی جزء القراءۃ اور جزء رفع الیدین دے دیں۔ وہ دوسرے دن پھر پروفیسر کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ نے حدیث کی کتابوں کے جو طبقات لکھے ہیں ان میں تو کسی گھٹیا سے گھٹیا طبقے میں بھی ان رسالوں کا نام نہیں تو ان کے پڑھنے سے کیا فائدہ ہو گا؟ پروفیسر بیچارے کوئی جواب نہ دے سکا۔ اس نے پھر پوچھا کہ ان رسالوں کا معیار

بخاری شریف کے برابر ہے تو کسی مستند محدث کا نام لیں جس نے یہ لکھا ہو۔ پروفیسر اس سے بھی عاجز آ گیا۔ پھر اس سے سوال کیا گیا کہ رسالہ جزء القراءۃ میں سے امام بخاری نے کتنی حدیثیں صحیح بخاری میں لی ہیں تو پروفیسر نے کہا کہ صرف ایک لاصلوٰۃ والی اور دوسری ابو بکرہ والی جس میں مدرک رکوع کا ذکر ہے۔اس نے کہا کہ ابو بکرہ والی حدیث سے واضح ہو گیا کہ جس مقتدی نے فاتحہ نہیں پڑھی نہ امام کی سنی اور رکوع میں مل گیا تو اس کی رکعت ہو گئی خواہ نماز جہری ہو یا سری اور اس پر ائمہ اربعہ کا اجماع بھی ہے۔ پروفیسر نے کہا کہ امام بخاری نے اس رسالہ میں ثابت کیا ہے کہ ابو بکرہ کی حدیث بخاری میں نامکمل ہے یہاں زائد عبارت ثابت کی ہے۔اس نے کہا کہ اب تو آپ ہمیں یہی بتاتے رہے کہ جو صحیح بخاری کی کسی حدیث پر انگلی اٹھائے وہ بدعتی اور بے دین ہے اور اب آپ بتا رہے ہیں کہ امام بخاری خود ہی صحیح بخاری کی حدیثوں کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ بعض اوقات ائمہ اربعہ کی مخالفت پر ڈٹ جاتے ہیں۔

پھر اس نے پوچھ لیا کہ جزء رفع الیدین میں سے بخاری نے صحیح بخاری میں کتنی حدیثیں لی ہیں؟ تو پروفیسر نے جواب دیا کہ دو تین۔اس نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ باقی حدیثیں اس کے معیار صحت پر پوری نہیں اتریں لیکن یہاں بھی بخاری نے صحیح بخاری کی خود ہی مخالفت کر لی، بخاری میں ہے کہ حضور ﷺ سجدوں میں رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے اور اس رسالہ میں اپنے شیخ عبدالرحمٰن بن مہدی سے لکھ دیا کہ سجدوں کے وقت رفع یدین سنت ہے، گویا صحیح بخاری میں مندرج حدیث خلاف سنت نماز کی ہے۔اب تو پروفیسر کا حال ایسے تھا کہ کاٹو تو لہو نہیں بدن میں۔

کھسیانا غیر مقلد

ایک صاحب حضرت اقدسؒ سے ملے اور کہنے لگے کہ میں اہلحدیث ہوں۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں اہل سنت ہوں۔ پھر حضرت نے پوچھا کہ تجھے کس نے کہا کہ تو اہل حدیث بنا؟ اس نے جلدی سے کہا کہ تمہیں کس نے کہا کہ تم اہل سنت بنا؟ حضرت نے فرمایا کہ میں جس نبی کا کلمہ پڑھتا ہوں اسی نے یہ لازم کر دیا ہے کہ **علیکم بسنتی** یعنی میری سنت کو لازم پکڑ لینا، مگر اس نے یہ نہیں فرمایا کہ **علیکم بحدیثی** یعنی میری حدیث کو لازم پکڑنا۔ اب وہ کھسیانا سا ہو کر کہنے لگا کہ حدیث و سنت ایک ہی چیزیں ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ یہی چیز اللہ یا رسول اللہ ﷺ سے ثابت کر دیں کہ حدیث و سنت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔

انگوٹھے سے مصافحہ

حضرت رحمہ اللہ نے ایک عجیب لطیفہ سنایا کہ میں نے ایک غیر مقلد دوست کو بخاری شریف کی دو ہاتھ سے مصافحہ کرنے کی حدیث دکھائی تو تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد بولا کہ اگرچہ حضور ﷺ کے مصافحہ میں دو ہاتھ تھے لیکن حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا تو ایک ہی ہاتھ تھا، میں نبی تو نہیں کہ دو ہاتھ سے مصافحہ کروں، میں نبی ﷺ کی بجائے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اتباع کروں گا۔ حضرت نے فرمایا: جس طرح تم نبی نہیں اسی طرح تم ابن مسعودؓ کی طرح صحابی بھی نہیں کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرو لہٰذا تم صرف انگوٹھے سے انگوٹھا ملا کر مصافحہ کر لیا کرو تاکہ نہ تمہارے نبی ہونے کا شبہ ہو اور نہ صحابی ہونے کا۔

بائیں ہاتھ سے مصافحہ

ایک دفعہ حضرت اقدس بہاولپور میں ختم نبوت کے دفتر میں تشریف فرما تھے کہ دو غیر مقلد ملنے آئے۔ ان میں سے ایک نے مصافحہ کیلئے ایک ہاتھ آگے بڑھایا، مولوی فضل الرحمٰن دھرمکوٹی جو پاس ہی بیٹھے تھے انہوں نے کہا: کیا دوسرے ہاتھ پہ کوئی زخم ہے جو ایک ہاتھ دیتے ہو؟ حضرتؒ نے بایاں ہاتھ آگے کر دیا تو وہ ناراض ہو کر کہنے لگا کہ ہم تو عقیدت سے ملنے آئے تھے مگر آپ نے ہمارے ساتھ بدسلوکی کی ہے، ہماری حوصلہ شکنی کی ہے، ہمیں سخت تکلیف پہنچائی ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ تم سو سال سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دل آزاری کر رہے ہو، ان پر کیچڑ اچھالتے ہو تمہیں شرم نہیں آتی، آج اگر ان کے ایک مقلد نے تھوڑی سی بدسلوکی کر لی ہے تو یہ جزاء سیئة سیئة بمثلها کی قبیل سمجھ لو، دونوں ناراض ہو کر چلے گئے۔

جماعت الشیاطین

مسعودی فرقہ جماعت المسلمین سے تعلق رکھنے والے ایک آدمی نے حضرت سے عرض کیا کہ حدیث میں ہے کہ جماعت المسلمین اور اس کے امام کو لازم پکڑو۔ (مستدرک حاکم، بخاری وغیرہ) حضرت اقدسؒ نے فرمایا کہ تم اسی حدیث سے لوگوں کو دھوکا دیتے ہو، یہی حدیث ابو داؤد میں بھی ہے مگر اس کے بعد کی حدیث میں ہے کہ حاملہ گھوڑی بچہ نہیں جن پائے گی کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ (ابو داؤد ج ۲/ ص ۵۸۳) کیا مسعود کے زمانے میں گھوڑیوں نے بچے نہیں جنے؟ افسوس کہ مسعود نے حدیث کو بے موقع و محل استعمال کرنے میں یہودیوں کو بھی مات کر دیا۔ امام مسلمؒ نے یہ تفصیل بتائی

ہے کہ ایسے امام اور امیر ہوں گے جو اہل سنت نہیں ہوں گے، ان میں ایسے انسان ہوں گے جن کے جسم انسانوں جیسے اور دل شیطانوں جیسے ہوں گے۔ (مسلم ج ۲/ص ۱۲۷) مسعود صاحب سمجھ لیں کہ اہل السنۃ والجماعۃ جماعت المسلمین ہی ہے اور اہل السنۃ کی مخالفت میں جماعت الشیاطین وجود میں آئے گی۔

آپ نے بھی دیکھنی ہو تو کوثر نیازی کالونی نارتھ ناظم آباد کراچی میں دیکھ لیں۔

گدھے کے سینگ

حضرت رحمہ اللہ نے کھلا خط بنام چوہدری ابو طاہر محمد زبیر علی زئی کے آخر میں لکھا کہ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ کے رسالے سے یہ بات درجہ یقین کو پہنچ گئی کہ آپ رفع الیدین کے مسئلہ میں دلائل شرعیہ سے ایسے عاری ہیں جیسے گدھا سینگوں سے۔ (تجلیات صفدر ج ۱/ص ۵۵۲)

"ہار" یا "پٹہ"

ایک مجلس میں حضرت رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ غیر مقلد تقلید کا معنی پٹہ کرتے ہیں جبکہ حدیث میں ہار کے معنی پر بھی لفظ قلادہ کے ساتھ آیا ہے۔ فرمایا چونکہ ہم انسان ہیں اس لئے انسانوں والا معنی مراد لیتے ہیں اور غیر مقلد چونکہ جانور ہیں اس لئے وہ جانوروں والا معنی کرتے ہیں۔

مشرک کی کتاب اور گالیوں کی تسبیح

حضرت رحمہ اللہ نے اپنے ابتدائی حالات کے متعلق لکھا ہے کہ

ایک دن نسائی کا سبق تھا اور قرآت خلف الامام کا مسئلہ چل رہا تھا، میں سبق میں بیٹھا تھا مگر کتاب ہاتھ میں نہیں تھی۔ میرے غیر مقلد استاد جی نے پوچھا: کتاب کہاں ہے؟ میں نے کہا: کمرے میں۔ فرمایا: لایا کیوں نہیں؟ میں نے کہا: وہ تو مشرک (مقلد) کی لکھی ہوئی کتاب ہے ہم اسے کیوں ہاتھ لگائیں؟ استاد جی نے بل تو کھائے مگر خاموش رہے۔ امام نسائی نے باقاعدہ باب باندھا ہے: باب تاویل قوله تعالیٰ: وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۔ اور پھر حدیث لائے ہیں: واذا قرأ فانصتوا۔ گویا خدا اور رسول اللہ ﷺ دونوں کا حکم ہے کہ امام جب قرآت کرے تو مقتدی خاموش رہیں، یہ آیت اور حدیث استاد صاحب کے خلاف تھی اس لئے وہ اس کو شہید کرنے پر تل گئے۔ فرمایا: ابو خالد احمر مدلس ہے، یہ حدیث جھوٹی ہے، ابو خالد کا کوئی متابع دنیا کی کسی بھی کتاب میں نہیں ہے، میں نے علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے بھی بات کی وہ بھی اس کا کوئی متابع نہ دکھا سکے، میں نے آٹھ دس مناظرے کئے کوئی مائی کا لعل جواب نہیں دے سکا۔ میں تو مطالعہ کر کے بیٹھا تھا، دل ہی دل میں استاد کی ان تعلیوں پر شرمسار تھا مگر زبان سے خاموش تھا کہ اتنے میں استاد کی نظر عنایت مجھ پر ہوئی۔ فرمایا: او حنفی! خالد کا کوئی متابع ہے؟ حالانکہ میں ابھی حنفی نہیں ہوا تھا۔ میں نے کہا: استاد جی آپ اوپر کو منہ اٹھا کر بیٹھے ہیں اس لئے متابع نظر نہیں آتا، ذرا آنکھیں کتاب پر لگائیں تو اسی کتاب میں اس کا متابع موجود ہے جو محمد بن سعد انصاری ہے اور میں نے اٹھ کر اس پر انگلی رکھ دی۔ اب تو استاد صاحب غصے میں آگئے، گالیوں پر اتر آئے۔ میں نے جیب سے تسبیح نکال کر ان کے سامنے رکھ دی۔ پوچھا: یہ کیا؟ میں نے کہا: آپ نے گالیوں

کی جتنی تسبیح پڑھنی ہیں اس پر پڑھ لیں پھر مجھے بتائیں کہ آخر آپ کو سامنے پڑی ہوئی کتاب میں متابع نظر کیوں نہیں آیا، بس پھر تو لاٹھی سے پٹائی شروع کر دی اور مجھے مدرسہ سے نکال دیا۔ (تجلیات صفدر ج ۱/ ص ۶۶)

ہزار درجہ کا ضعیف غیر مقلد

ایک غیر مقلد نے امام صاحب پر جرح کی اور کہا کہ وہ ضعیف تھے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: تو ہزار درجہ کا ضعیف ہے۔ وہ بہت بگڑا کہ میرے ضعیف ہونے پر کیا دلیل ہے، مبہم جرح عدالت میں قبول نہیں۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: جب تم جیسے عام آدمی پر مبہم جرح قبول نہیں تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہ جن کی امامت فی الفقہ محدثین کے ہاں بھی مسلم ہے ان پر مبہم جرح کیسے قبول ہو گی؟ کہنے لگا: محدث ابن عدی کا فیصلہ ہے اور تم مقلد ہو اس لئے اس کی بات مانو۔ حضرت نے فرمایا: ابن عدی کا امام، امام شافعی ہے میں تو ان کا بھی مقلد نہیں ابن عدی کا مقلد کیسے بن جاؤں؟

کذاب ابن کذاب غیر مقلد

ایک غیر مقلد نے کہا کہ فلاں امام کذاب ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تو کذاب ابن کذاب ہے۔ وہ بہت بگڑا اور کہنے لگا کہ میرے جھوٹ کو شرعی ثبوت سے ثابت کرو تو حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عجیب بات ہے کہ تجھے کذاب ثابت کرنے کے لئے تو شرعی ثبوت کی ضرورت ہے اور امام صاحب کو کذاب ثابت کرنے کے لئے کسی شرعی ثبوت کی ضرورت نہیں؟

زندہ غیر مقلد کی غائبانہ نمازِ جنازہ

ایک غیر مقلد نے غائبانہ نماز جنازہ پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ کوئی بھی مسلم غائبانہ نمازِ جنازہ کا منکر نہیں ہو سکتا۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: کیوں؟ کہنے لگا: سب مسلمان نمازِ جنازہ میں یہ الفاظ پڑھتے ہیں: وشاھدنا وغائبنا۔ اس سے ثابت ہوا کہ جنازہ حاضر کا بھی ہوتا ہے اور غائب کا بھی۔ حضرت اقدس رحمہ اللہ نے فرمایا: اس سے پہلے وہ یہ بھی پڑھتے ہیں: حینا ومیتنا۔ تو ان الفاظ کا پھر یہی مطلب ہوگا کہ جس طرح مردوں کا جنازہ ہے اسی طرح زندوں کا بھی ہے، پھر تو ہم تیرا جنازہ ابھی پڑھ سکتے ہیں، کہو تو اعلان کر دیں؟ وہ گھبرا کر بھاگ گیا۔

فقہ سے خالی محدّثیت

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے تلبیس ابلیس میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک محدث نے یہ حدیث یاد کر لی تھی: نھٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الحلق قبل الصلوٰة یوم الجمعة۔ مطلب یہ سمجھتا تھا کہ نمازِ جمعہ سے پہلے حلق کرانے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، اس کی وجہ سے وہ چالیس سال تک جمعہ سے پہلے حجامت کرانے سے محروم رہا اور اسے ناجائز سمجھتا رہا۔ یہ غلطی اسے فقہ سے محرومی کی وجہ سے لگی۔ امام خطابی نے اسے سمجھایا کہ حَلق نہیں حِلَق ہے جو حلقہ کی جمع ہے، مطلب یہ ہے کہ جمعہ سے پہلے گپ شپ لگانے کے لئے حلقے بنا کر نہ بیٹھو۔ دیکھو نری محدثیت جو فقہ سے خالی ہے ایسی غلطیوں کو جنم دیتی ہے۔

بد بو دار چاند

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ فقہ کے مسائل قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ فرمایا کہ ایک عورت نے بچے کو پاخانہ کرایا جیسے پاؤں پر بیٹھا کر کراتی ہیں تو کچھ گندگی اس کی انگلی کو لگ گئی جس کا اسے پتہ نہ چلا۔ چاند رات تھی، سب عورتیں چاند دیکھنے لگیں تو اس نے بھی وہ گندگی سے آلودہ انگلی ناک پر رکھ لی، اس کو بدبو آئی تو کہنے لگی: چاند تو نکلا ہے پر بدبودار ہے۔ انصاف سے بتلاؤ کہ یہ بدبو چاند کی تھی یا اس کی انگلی پہ لگے پاخانے کی۔ اسی طرح غیر مقلدین کی فہم و فراست تو اپنی خراب ہوتی ہے نام فقہ کا لے دیتے ہیں کہ وہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔

کچھ ہی نہیں بہت کچھ

مسئلہ حلالہ پر ایک غیر مقلد نے کہا کہ ہم طلاقِ ثلاثہ کے بعد کچھ نہ کچھ تو کرتے ہی ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ نے فرمایا: کچھ نہ کچھ کیوں بہت کچھ ہوتا ہے، اگر طلاق دہندہ اسے ویسے ہی رکھ لے تو اس کا ضمیر اسے لعنت کرے گا، وہ شرمسار ہوگا اور اپنے آپ کو گناہگار سمجھے گا۔ تم جو اسے حلت کا فتویٰ دے کر عورت کو اس کے حوالے کر دیتے ہو، اب وہ اسے حلال سمجھ کر اور نیکی جان کر رکھے گا تو گناہ کو نیکی سمجھنا تو کفر ہے تو کچھ ہی نہیں بہت کچھ ہوتا ہے۔

باپ کو جوتے مارنا جائز نہیں

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ تین طلاقیں ایک

مجلس کی سنت کے خلاف ہیں اس لئے واقع ہی نہیں ہوتیں۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ باپ کو جوتے مارنے ناجائز ہیں لیکن اگر کوئی بد بخت مارے تو جوتے لگ جائیں گے یا نہیں؟

عاشق کا سوال

حضرت رحمہ اللہ نے مسئلہ قرآت پر چیلنج کرتے ہوئے مولانا عبدالقادر روپڑی کو فرمایا:

مانا کہ تم حسین ہو پر دل کے سخی نہیں
عاشق کا اک سوال بھی پورا نہ کر سکے

اہلحدیث نام کی انگریز کو واپسی

فرمایا کہ اگر تم حدیث نہیں دکھلا سکتے تو اہلحدیث نام جو تم نے ۱۸۸۸ء میں انگریز سے الاٹ کروایا تھا اسے واپس کر دو یا پھر حدیث کی لاج رکھو۔

دوندی جماعت

ایک دفعہ ایک غیر مقلد نے کہا کہ قربانی کے جانور کا دوندا ہونا شرط ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابھی تک تو تمہاری جماعت دوندی بھی نہیں ہوئی تھی کہ اتنے فرقے بن گئے۔

رسول، خدا نہیں

بریلوی حضرات کہتے ہیں کہ چراغ سے چراغ روشن ہو تو روشنی

میں کوئی فرق نہیں آتا یعنی اللہ کے نور سے اگر نبی کا نور نکلنا باور کرلیں تو اس سے خدائی میں فرق نہیں آتا۔ اسی طرح اگر سمندر سے تھوڑا سا پانی لے لیا جائے تو اس میں بھی کوئی خاص فرق نہیں آتا۔ جواب میں حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ چراغ سے چراغ روشن کرلیا جائے تو اس نئے چراغ کو بھی چراغ ہی کہتے ہیں، سمندر سے لئے پانی کو بھی سمندر کا پانی ہی کہتے ہیں، اسی طرح تمہیں چاہئے کہ حضور ﷺ کو بھی خدا ہی کہو نہ کہ بندہ جیسے عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا سے نکلا ہوا مانا تو اسے خدا ہی کہتے ہیں جو تین اقنوم میں سے ایک ہے۔

غیر مسلم اہلحدیث

حضرتؒ نے فرمایا کہ کراچی سے ایک کتاب لکھی گئی ہے، اس میں لکھا ہے کہ اہلحدیث کی دو قسمیں ہیں: ایک مسلم اہلحدیث، دوسرے غیر مسلم اہلحدیث، اور لاڑکانہ کے مناظرہ میں دونوں قسم کے اہلحدیث میرے خلاف متفق تھے مولوی پیر محب اللہ اور مولوی اللہ بخش غیر مقلد۔

اسلام اللہ کے پاس ہے

مولوی سعید چتروڑی سے مناظرہ ہوا تو سعید نے کہا: قرآن میں ہے: اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ اور وہ آسمانوں پر عِنْدَ رَبِّهِمْ زندہ ہیں نہ کہ قبر میں، اس لئے اس سے حیات فی القبر ثابت نہیں ہوتی بلکہ صراحۃً اس کی نفی ہوتی ہے۔ حضرت اقدس رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اولاً عِنْدَ رَبِّهِمْ ظرف ہے یُرْزَقُوْنَ کا، اگر آپ کی بات مان بھی لی جائے تو کیا اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ

اَلْاِسْلَام سے تمہارے سب اشاعتیوں کا اسلام زمین پر ختم ہو گیا ہے، اللہ کے پاس بے شک سہی مگر یہاں تو سارے ایمان سے کورے رہ گئے۔

میرا نام قرآن میں ہے

ڈاکٹر مسعود الدین کا ایک چیلہ آیا اور کہنے لگا: ہماری جماعت کا نام قرآن میں ہے اور تمہارا نام قرآن میں نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ قرآن میں مسعود الدین کا نام نہیں میرا نام ہے: اِنِّی لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْن۔ وہ کہنے لگا امین سے یہاں تم مراد ہو؟ حضرت نے فرمایا کہ وہاں حزب اللہ سے تمہارا فرقہ مراد ہے؟

سری پائے ڈھک رکھ

ایک دفعہ چار آدمی سفر پر گئے تو تیتر کی آواز سنی۔ ایک آدمی نے پوچھا مولوی صاحب! یہ کیا کہتا ہے؟ مولوی صاحب نے فرمایا: یہ کہتا ہے: سبحان تیری قدرت۔ دوسرا آدمی جو قصائی تھا اس نے کہا: نہیں، یہ کہتا ہے: سری پائے ڈھک رکھ۔ تیسرا آدمی جو سبزی فروش تھا اس نے کہا: یہ کہتا ہے: آلو، میتھی، ادرک۔ چوتھا پہلوان تھا اس نے کہا: یہ کہتا ہے کھا گھی اور کر کسرت۔ جس طرح ایک آواز سے ہر ایک نے اپنے اپنے مطلب کی بات سمجھی ایسے ہی اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اہل سنت والجماعت نے اپنی "میں" چھوڑ دی اور نبی کے فہم اور صحابہ کی سمجھ سے دین سیکھا ہے اس لئے یہ فتنہ سے مامون ہیں بخلاف غیر مقلدوں کے جو صرف اپنی فہم کو حجت سمجھتے ہیں۔

پوتے کا ختنہ اور دادے کا نکاح

حضرت رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ پوتے کا ختنہ ہونے لگا تو شور مچ گیا کہ آیا دادا کا نکاح بھی ہوا تھا یا نہیں؟ آج جن لوگوں کے توسط سے دین ہم تک پہنچا ہے ان کے متعلق شور مچایا جاتا ہے کہ وہ خود بھی مسلمان تھے یا نہیں؟ انہوں نے دین کو سمجھا بھی تھا یا نہیں؟ ان کی فہم حجت ہے یا نہیں؟ معاذ اللہ۔

مسائل بہشتی زیور کے دعویٰ بخاری کا

حضرت رحمہ اللہ تقریر کے لئے ڈیرہ غازی خان تشریف لے گئے۔ تقریر ہو گئی تو غیر مقلدین کتابیں لے کر آگئے اور کہنے لگے: جانا نہیں ہم بات کریں گے۔ حضرت نے فرمایا: بات کرو، بات کرنا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور ہمارے امام نے بھی ساری عمر بات ہی کی ہے۔ غیر مقلدین کہنے لگے کہ بات تو کرنی ہے مگر تجھ سے نہیں کیونکہ تو تو ماسٹر ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر آپ قرآن میں دکھلا دیں کہ ماسٹر سے بات کرنا جائز ہے تو میں بات نہیں کروں گا یا صحاح ستہ سے دکھا دیں تب بھی میں بات نہیں کروں گا لیکن تمہاری طرف سے بھی عالم ہونا چاہئے جو بات کرے۔ اس نے کہا میں شیخ الحدیث ہوں۔ حضرت نے فرمایا: ذرا نمازِ ظہر کی رکعات تو بتلا دیں کہ کتنی ہیں اور کیا کیا ہیں؟ لوگ حیران کہ یہ کیا گھٹیا سا سوال کر دیا ہے؟ اس نے کہا: چار سنت، چار فرض، دو سنت، دو نفل، کل بارہ رکعات۔ حضرت نے فرمایا: یہ کہاں سے یاد کی تھیں؟ اس نے کہا: بخاری شریف

سے۔ حضرت نے فرمایا: بڑی مہربانی ہو گی اگر آپ بخاری شریف سے مجھے بھی دکھلا دیں۔ حضرت رحمہ اللہ بخاری شریف اس کے آگے کرتے اور شیخ الحدیث صاحب پیچھے ہٹتے۔ حضرت نے فرمایا کہ شاید ماسٹر سے بات کرنا تو گناہ ہو لیکن بخاری شریف کو ہاتھ لگانا تو گناہ نہیں۔ اس کے ساتھی بہت پریشان ہوئے کہ یہ کیا راز ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ سولہ احادیث کے خلاف اس نے سنت کہا ہے حالانکہ ان احادیث میں تطوع کا لفظ ہے، یہ تو مجتہدین نے ہمیں بتلایا ہے کہ فرض کے علاوہ جس عمل پر حضور ﷺ نے مواظبت فرمائی ہو وہ سنت ہوتا ہے اور جس پر مواظبت نہیں وہ نفل ہے۔ شیخ الحدیث نے کہا: واقعی مجھ سے غلطی ہوئی ہے، رکعات یوں ہیں: چار نفل، چار فرض، دو نفل۔ ان کے ساتھی کھڑے ہو گئے کہ مولانا آپ سنتوں کا انکار کر رہے ہیں۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ تمہارے گھر کی بات ہے گھر جا کے کر لینا کیونکہ ابھی علم کا اتنا زور ہے کہ پہلے ہی سوال سے بوکھلا کر اس نے سنتوں سے انکار کر دیا ہے، اگر میں دوسرا سوال کر دوں تو حضرت کو فرائض بھی نظر نہیں آئیں گے۔ حضرت رحمہ اللہ نے سوال کیا: شیخ الحدیث صاحب! مسجد میں بیٹھے ہیں، سچ بتلانا کہ یہ رکعتیں کہاں سے یاد کی ہیں؟ فرمانے لگے: بہشتی زیور سے (جس کو دن رات گالیاں نکالتے ہیں)۔

ان کا ایک آدمی غصے میں کھڑا ہو گیا کہ ہمیں تو کہتے ہیں کہ بہشتی زیور بالکل غلط کتاب ہے اور خود رکعتیں بھی اسی سے یاد کرتے ہیں۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: بھائی! لڑائی گھر جا کے کرنا لیکن اتنی بات ہے کہ آئندہ سچ بتلا دیا کریں کہ رکعتیں بہشتی زیور سے یاد کی ہیں بخاری شریف کا نام نہ لینا، کیوں بھئی یہ کوئی گالی تو نہیں؟

مسئلہ پوچھنے پر قتل کی دھمکی

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے ایک ماسٹر صاحب ایم اے عربی ہیں۔ وہ غیر مقلد شیخ الحدیث کے پاس چلے گئے اور کہا: حضرت! کیا ہمیں بھی تقلید کی ضرورت ہے؟ اس نے کہا: بالکل نہیں، عربی جانتے ہو، مقالے لکھ لیتے ہو۔ ماسٹر صاحب نے کہا: بات تو آپ کی صحیح ہے مگر ماسٹر امین کہتا ہے کہ تقلید کرو۔ شیخ الحدیث صاحب نے فرمایا کہ اس کا دماغ خراب ہے۔ پھر ایم اے عربی ماسٹر صاحب نے کہا کہ حضرت! ایک مسئلہ تو بتلادو کہ کل میں نے نماز پڑھی، وضو تو کیا تھا مگر کانوں کا مسح کرنا بھول گیا، اب کیا حکم ہے کہ نماز ہو گئی یا دوبارہ پڑھوں؟ شیخ الحدیث صاحب نے فرمایا کہ کانوں کا مسح کرنا سنت ہے اگر سنت رہ جائے تو وضو بھی ہو جاتا ہے اور نماز بھی ہو جاتی ہے۔ ماسٹر صاحب نے پوچھا کہ حضرت! یہ مسئلہ کس حدیث میں ہے کہ سنت رہ جائے تو وضو اور نماز ہو جاتے ہیں۔ شیخ الحدیث نے کہا کہ فقہ میں ہے۔ اس نے کہا: حضرت! ابھی تو آپ فرما رہے تھے کہ تقلید کی ضرورت نہیں ہے، آپ حدیث سے دکھلائیں کیونکہ آپ تو دن رات حدیث ہی پڑھتے پڑھاتے ہیں۔

نائب شیخ الحدیث تشریف فرما تھے، کہنے لگے کہ حضرت سے غلطی ہو گئی ہے، اگر کانوں کا مسح رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا، ہم فقہ کو نہیں مانتے ہم صرف اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو مانتے ہیں۔ ماسٹر صاحب نے کہا: بہت اچھا، یہ مسئلہ قرآن و حدیث میں دکھلا دیں۔ نائب شیخ الحدیث نے کہا کہ قرآن و حدیث میں تو نہیں ہے۔ ماسٹر صاحب نے کہا: پھر یہ بات آپ نے اپنے آپ کو اللہ سمجھ کر کی ہے یا رسول اللہ سمجھ کر، یہ کہہ کر ماسٹر صاحب

اٹھ کھڑے ہوئے کہ میں تو ایک مسئلہ پوچھنے آیا تھا جو دو شیخ الحدیثوں کو نہیں آیا، قربان جاؤں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے جنہوں نے ہماری زندگی میں پیش آنے والے بارہ لاکھ نوے ہزار مسائل نکال کر ہمارے سامنے رکھ دیئے۔ ماسٹر صاحب واپس آگئے تو شام کو تین چار مولوی صاحبان ان کے گھر آگئے اور ماسٹر صاحب کے والد سے ملاقات کی اور کہا کہ تمہارا لڑکا جو ماسٹر ہے اگر آئندہ ہمارے مدرسہ میں آیا تو اس کی لاش ہی تمہارے پاس آئے گی۔ والد صاحب نے پوچھا کہ میرے لڑکے نے کیا جرم کیا ہے کہ تم اتنے ناراض ہو؟ میں اس کو بلاتا ہوں پھر بات کریں گے۔ ماسٹر صاحب کو بلایا گیا تو مولوی صاحبان نے کہا کہ آج یہ ہمارے مدرسہ میں گیا اور اس نے شرارت کی ہے۔ ماسٹر صاحب نے والد صاحب سے کہا کہ میں مدرسہ میں گیا تو تھا مگر میں نے شرارت تو کوئی نہیں کی۔ مولوی صاحبان نے کہا کہ اس نے کانوں کے مسح کا مسئلہ پوچھا تھا۔ (سبحان اللہ)

کل والی بات نہ پوچھنا

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ رحیم یار خان میں ایک غیر مقلد مولوی آگیا۔ اس نے کہا کہ آپ کی نماز غلط ہے۔ حضرت نے کہا: مولانا! آپ جو رکوع کی تسبیح پڑھتے ہیں اس کی کوئی حدیث آپ کو یاد ہے تو سناؤ؟ اس نے کہا: یاد تو نہیں۔ حضرت نے فرمایا: چلو سجدہ کی تسبیح والی حدیث ہی سنا دیں۔ اس نے کہا: وہ بھی یاد نہیں۔ حضرت نے فرمایا: چلو درود شریف آہستہ پڑھنے کی حدیث بتلا دیں یا اونچی آواز سے پڑھنے کی۔ اس نے کہا: وہ بھی یاد نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ کے امام اللہ اکبر اونچی آواز سے

پڑھتے ہیں اور مقتدی آہستہ پڑھتے ہیں اس فرق والی کوئی حدیث سنا دیں، چلو سلام اونچی یا آہستہ کہنے کی حدیث ہی کی زیارت کرادیں۔ حضرت نے چھ باتیں نماز کے بارے میں پوچھیں۔ اس مولوی نے کہا: کل جواب دوں گا۔ رات کو رحیم یار خان سے بہاولپور آگئے، خانپور بھی گئے اور تیسرے دن آئے تو کہنے لگے: حضرت! وہ کل والی بات نہ پوچھنا۔

صلوٰۃ الرسول اور نوائے وقت

ایک دفعہ ایک غیر مقلد آیا اور کہا کہ ہم رسول پاک والی نماز پڑھتے ہیں، یہ دیکھیں یہ کتاب صلوٰۃ الرسول ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ کس کی لکھی ہوئی ہے؟ اس نے کہا: حکیم صاحب کی۔ حضرت نے پوچھا: حکیم صاحب نے کتنے صحابہ کی زیارت کی ہے؟ اس نے کہا: کسی کی بھی نہیں۔ حضرت نے فرمایا: چلو یہ بتادو کہ اس نے کتنے تابعین کی زیارت کی ہے؟ اس نے کہا: کسی کی بھی نہیں۔ حضرت نے فرمایا: شاید صحاح ستہ والوں کی زیارت کی ہو؟ اس نے کہا: ان کی بھی نہیں۔ حضرت نے کہا: ممکن ہے "بلوغ المرام" والے حافظ ابن حجر کی زیارت سے مشرف ہوئے ہوں۔ اس نے کہا: نہیں ان کو بھی نہیں دیکھا۔ حضرت نے فرمایا: پھر اس کی نماز کی تو کسی معتبر آدمی نے تصدیق نہیں کی لیکن میری نماز کی تصدیق صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کی ہے۔ غیر مقلد نے کہا: ہماری کتاب کی تصدیق نوائے وقت نے کی ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: ہماری نماز کی تصدیق پچپن دفعہ بموقع حج مکہ مکرمہ میں ہوئی ہے۔ کہنے لگا کہ ہماری صلوٰۃ الرسول کی تصدیق جنگ اخبار نے کی ہے اور لکھا ہے کہ کتاب بہت اچھی ہے۔

حضرت نے فرمایا: ہماری نماز کی تصدیق ائمہ اہل بیت نے کی ہے۔اس نے کہا: ہماری کتاب کی تصدیق کراچی کے عالم نے کی ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: ہماری نماز کی کتابیں جب مرتب ہوئیں تو وہ مکہ مکرمہ میں لکھی گئیں۔ شرح نقایہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مکہ میں بیٹھ کر لکھی ہے، کیا آپ کی صلوٰۃ الرسول مکہ میں لکھی گئی ہے؟ یا مکہ مکرمہ کے نصابِ تعلیم میں شامل ہے؟ اس نے کہا: نہیں بلکہ کراچی سے آگے اس کا نام بھی کوئی نہیں جانتا۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: ہماری کتابیں مدینہ منورہ میں مرتب ہوئی ہیں جیسے درمختار، کیا آپ کی بھی کوئی کتاب مدینہ میں مرتب ہوئی ہے؟ اس نے کہا: نہیں بلکہ یہ بہاولپور، فیصل آباد اور سیالکوٹ میں لکھی گئی ہیں۔ حضرت نے فرمایا: الحمدللہ ہماری کتابیں بھی خیر القرون میں لکھی گئی ہیں اور نماز بھی افضل الناس حضرات کی تصدیق شدہ ہے۔

صحابہ دشمنی

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: میرے ایک دوست تھے، وہ ایک دن کسی غیر مقلد کے درس میں بیٹھ گئے۔ مولوی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ تقلید شرک بھی ہے، بدعت بھی اور حرام بھی۔ حضرت کے دوست نے مولوی صاحب سے کہا: حضرت دو جرم بہت بڑے ہیں: شرک اور بدعت، آپ ہمیں ذرا سمجھا دیں کہ تقلید کس چیز کا نام ہے تاکہ ہم اس سے بچ جائیں۔ مولوی صاحب نے کہا: جو چیز نہ قرآن میں ہو، نہ مرفوع حدیث میں ہو بلکہ کسی امتی کی طرف سے ہو اس کے مان لینے کا نام تقلید ہے۔ حضرت رحمہ اللہ کے دوست نے پوچھا: مولوی صاحب! جمعہ کی پہلی اذان

قرآن میں ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ اچھا تو پھر مرفوع حدیث میں ہو گی؟ اس نے کہا: نہیں۔ اچھا تو پھر یہ کہاں سے آ گئی؟ اس نے کہا: یہ حضرت عثمان نے شروع کرائی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ امتی ہی تو تھے، کیا صحابہ کرامؓ نے ان کے خلاف جلوس نکالا تھا؟ اس نے کہا: نہیں۔ پھر تو اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے امتی کی بات کو مان لیا، کیا معاذ اللہ وہ حضرات مشرک یا بدعتی تھے؟ مولوی صاحب کہنے لگے: مشرک اور بدعتی تو سخت الفاظ ہیں وہ حضرات معاذ اللہ خطاکار ضرور تھے۔ اس سے پہلے کہ حضرت کے دوست کچھ کہتے مولوی صاحب کے اپنے ہی دو آدمی بول پڑے اور کہنے لگے: خدارا ہمارے حال پر رحم کریں صحابہ کرام کو ہمارے پلے رہنے دیں، اب تک تو ائمہ کرام کو گالیاں دلواتے رہے اب کل سے صحابہ کرام کو بھی خطاکار کہلوانا چاہتے ہو؟

حلوہ کدو کا درخت اور آم کی بیل

ایک مولوی صاحب آم کے درخت کے نیچے بیٹھے تھے۔ دیکھا تو چھوٹا سا آم لگا ہوا تھا، وہاں حلوہ کدو کی بیل بھی تھی، اس کو بہت بڑا کدو لگا ہوا تھا۔ اس نے اوپر کی منہ کر کے کہا: اللہ میاں! کسی سے مشورہ کرنا حرام تو نہیں، آپ نے کسی مشورہ کر لیا ہوتا، یہ بڑا کدو بڑے درخت کو لگا دیتا اور یہ چھوٹا آم چھوٹی بیل کو لگا دیتا۔ اتنے میں ایک کوا آم پر آ بیٹھا، اس نے آم پر چونچ ماری تو وہ ٹوٹ کر مولانا صاحب کے سر پر آ ٹکرایا۔ مولانا صاحب کا سر چکرایا تو کہنے لگے: یا اللہ! تیرا شکر ہے کہ حلوہ کدو اوپر نہیں لگا یا ورنہ میں تو دوبارہ دنیا دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔ معاذ اللہ اس دنیا میں خدا پر اعتراض کرنے والے بھی موجود ہیں۔

روپڑ اور حدیث

حضرت رحمہ اللہ نے ملتان میں تقریر فرمائی اور بہت زور دار الفاظ سے بیان کر رہے تھے کہ اہلحدیث کا لفظ حدیث سے دکھلا دیں۔ اگر کسی میں جرأت ہے تو حوالہ لکھ کر بھیج دیں۔ ایک طرف سے آواز آئی کہ کیا دیوبندی کا لفظ حدیث میں ہے؟ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: روپڑ، امرتسر، غرباء اہلحدیث تم دکھلا دو میں یہ دکھلا دیتا ہوں۔

اہلحدیث شیخ جیلانیؒ کی نظر میں

اسی ملتان کی تقریر کے دوران ایک آدمی نے پرچی بھیجی کہ حدیث کی کتب میں اہلحدیث کا لفظ آتا ہے۔ حضرت نے فرمایا: یہ دھوکہ ہے۔ یہ قرآن میں اہلحدیث کا نام نہیں دکھا سکا اور حدیث میں بھی نہیں دکھا سکا اب اعتیوں کی کتابوں میں اہلحدیث کا لفظ دکھاتا ہے۔ اہل قرآن کا لفظ بھی حدیث میں آیا ہے لیکن منکرین سنت کے معنی میں نہیں۔ اہلحدیث کا معنی ہے محدث۔ انگریز سے پہلے یہ لفظ ہر فرد پر استعمال نہیں ہوا۔ اہلحدیث کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے: (۱) محدث: کیا تمہارا ہر بوڑھا، بچہ، جوان اور عورت محدث ہوتے ہیں۔ (۲) صاحب الحدیث یعنی حدیث بیان کرنے والا، حدیث سے شغل رکھنے والا، حدیث کو یاد کرنے والا۔ یہ وصف بھی تمہارے اندر نہیں کیونکہ تم تو صرف اختلافی مسائل کی احادیث یاد کرتے ہو۔ حدیث کے چار معانی ہیں: (۱) بات خواہ کیسی ہی ہو۔ (۲) رسول اللہ ﷺ کا قول، فعل اور تقریر۔ (۳) ہر نئی چیز۔ (۴) شیطان کا بچہ۔ یہ معنی شیخ جیلانی رحمہ اللہ نے غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے اور اس کا کام

بتلایا ہے کہ یہ نمازیوں کے دلوں میں وسوسے پیدا کرتا ہے جیسے تم کرتے ہو کہ کسی بے نماز کو تو نمازی نہیں بناتے اور جو حنفی فقہ کے مطابق نماز پڑھتے ہیں ان سے کہتے ہو کہ تمہاری نماز نہیں ہوتی۔ اب خود سوچو کہ تم کون ہو؟ مذکورہ معانی امتیوں کے بیان کردہ ہیں۔

ابو جہل کے مقلد

حضرت رحمہ اللہ کو راولپنڈی کے مناظرے میں ایک غیر مقلد نے کہا کہ ہمارا دین مکہ مدینہ والا ہے اور تمہارا دین کوفہ والا ہے۔ حضرت نے فرمایا: جھوٹ کیوں بولتے ہو؟ تمہاری قسمت میں جھوٹ ہی لکھا ہوا ہے، تمہارا دین تو بنارس سے چلا۔ میاں نذیر حسین دہلوی کا استاد میاں عبد الخالق تنبیہ الغافلین صفحہ ۷ پر لکھتا ہے کہ اس فرقہ کا بانی عبد الحق بنارسی ہے۔ تمہارے نزدیک بنارس ہی مکہ ہے؟ تمہارا مذہب سمجھنے کے لئے گورو نانک کا شہر امرتسر ہے۔ امرتسر کو تم مدینہ کہتے ہو۔ آؤ اگر جرأت ہے تو کوئی بھی اور مذہب مجھے دکھلا دو کہ ان کی کونسی کتاب مکہ میں یا مدینہ میں لکھی گئی ہے۔ ہماری کتاب شرح نقایہ اور مشکوٰۃ کی شرح مرقات ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مکہ مکرمہ میں لکھی ہے۔ چیلنج ہے، آؤ میں دکھاتا ہوں ہماری کتاب درمختار مدینہ منورہ میں لکھی گئی ہے، حضور ﷺ کے روضہ کے سائے میں لکھی گئی ہے۔ علامہ علاؤالدین کو حضور ﷺ نے حکم دیا کہ میری امت کی رہنمائی کے لئے ایک جامع کتاب لکھو۔ علامہ رحمہ اللہ نے اپنی کمزوری کا عذر کیا۔ حضور ﷺ نے اپنی مقدس زبان ان کے منہ میں رکھ دی اور فرمایا: چوسو، سو وہ جیسے جیسے چوستے گئے دل و نگاہ میں انوارات پیدا

ہوتے گئے۔ کسی لامذہب میں جرأت ہے کہ وہ اپنی کوئی کتاب دکھائے جو روضۂ اطہر پر لکھی گئی ہو۔

ایک غیر مقلد کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا: الحمد للہ ہماری کتاب بھی مدینہ منورہ میں لکھی گئی ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مسجد میں جھوٹ نہ بولو اور لکھ کر دو کہ وہ کونسی کتاب ہے؟ غیر مقلد نے کہا: تمہاری شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ بخاری شریف مدینہ منورہ میں لکھی گئی ہے، بخاری شریف ہماری کتاب ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ زبان بندرکھو اور لکھ کر بھیجو ان جھوٹوں کی زبان پر سچ نہیں آتا، ان کے دادا پیر نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے لکھا ہے کہ امام بخاری امام شافعی کے مقلد ہیں، شافعی المذہب ہیں۔ یہ جھوٹ ہے کہ بخاری غیر مقلدین کی کتاب ہے۔ اگر اس غیر مقلد جھوٹے میں جرأت ہے تو اسماء الرجال میں امام بخاری رحمہ اللہ کے ساتھ غیر مقلد کا لفظ دکھادے میں دس ہزار روپیہ انعام دوں گا۔

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا جو لاوارث ہو وہ اندھوں کی طرح ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور شور کرتا ہے۔ مزید فرمایا: جو میری تقریر میں شور کرے گا وہ ابو جہل کا مقلد ہو گا کیونکہ وہ بھی بہت شور کیا کرتا تھا۔ حضرت نے غیر مقلد سے کہا کہ بخاری کے ساتھ لفظ غیر مقلد دکھا کر دس ہزار روپیہ لے لو ورنہ دس ہزار مرتبہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر اپنے منہ پر دم کرلو کہ اتنا بڑا جھوٹ اور وہ بھی مسجد میں۔ طبقاتِ شافعیہ جلد دوم میں ان کے استاد ابو عاصم نبیل صاف فرماتے ہیں کہ بخاری امام شافعی کے مقلد ہیں، ان غیر مقلدیں بے چاروں کا تو کوئی پکی کا قاعدہ بھی نہیں ہے۔ بہت شور ہونے پر حضرت نے فرمایا کہ غیر مقلد ختم نبوت کے منکر کے آگے تو

نہیں ناچتا لیکن سنت اور اہل سنت کا نام آنے پہ ابو جہل سے بھی زیادہ ناچتا ہے کیونکہ وہ بھی فقہ کا منکر اور یہ بھی فقہ کا منکر۔

تم مُحدِث ہو

حضرت رحمہ اللہ نے ایک مناظرہ میں غیر مقلدین سے فرمایا: تم کہتے ہو کہ ﷺ نے نبی ہمیشہ سینہ پر ہاتھ باندھتے تھے اور اسے بخاری کی طرف منسوب کرتے ہو۔ یہ بخاری شریف ہے اس میں یہ حدیث دکھلا دو، یہ ایک ہزار روپیہ ہے یہ تمہارے اوپر ماں کے دودھ کی طرح حلال ہے بلکہ صحاح ستہ کے اندر ہی دکھادو تو ہم تمہاری محدثیت کے قائل ہو جائیں گے ورنہ تم مُحدَّث نہیں مُحدِث ہو۔

اندھے غیر مقلد

ایک جگہ حضرت نے تقریر فرمائی تو غیر مقلدین ترجمہ والی ترمذی شریف لے کر آگئے، ان میں سے ایک نے کہا: بیٹھو جی! یہ دیکھو رفع الیدین کی حدیث؟ حضرت نے فرمایا: پڑھو۔ اس میں تھا کہ حضور ﷺ نے رفع یدین کی۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: اس میں ساری عمر کا ذکر کہاں ہے؟ کہنے لگا: یہ تو نہیں مگر منع بھی تو نہیں ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: آگے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث بھی پڑھو، اس میں عدم رفع کا ذکر تھا۔ دو غیر مقلدوں نے اٹھ کر اپنے مولوی کو تھپڑ مارے کہ تو نے کتاب اس کو کیوں دی؟ اس نے نیچے والی حدیث بھی دکھلا دی۔ وہ مولوی ترمذی لے کر بھاگا اور ترجمہ والی ابوداؤد شریف لے کر آگیا جب کہ ایک غیر

مقلد مسجد میں اونچی آواز سے دعاء کر رہا تھا: یا اللہ! مولوی امین کو اندھا کر دے۔ جب کتاب آگئی تو وہی دعاء کرنے والا خود کتاب لے کر پڑھنے لگا، وہ اردو بھی صحیح طرح سے نہیں پڑھ رہا تھا۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: تو تو اندھا ہو گیا ہے، ابن عمرؓ کی روایت کے متعلق امام ابوداوٗدؒ نے فرمایا کہ یہ قولِ ابن عمرؓ ہے مرفوع حدیث نہیں ہے لیکن تم عدم رفع والی حدیث کیوں نہیں سناتے؟ ان میں سے ایک کہنے لگا: یہ کتاب تو کیوں لایا ہے؟ اس میں تو عدم رفع کی حدیث بھی ہے، اچھا ہم دوسرا مولوی لاتے ہیں۔ حضرت نے پوچھا: اس کو کیا ہو گیا ہے؟ ایک غیر مقلد غصے سے کہنے لگا: یہ نبی ہے؟ حضرت نے فرمایا: تو اب رب کو لاؤ گے، ربوہ جاؤ گے یا قادیان؟

او جھوٹے! حدیث لاؤ

ایک مرتبہ تقریر کے دوران پرچی آئی کہ گردن کا مسح حدیث کے خلاف ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: کس حدیث کے خلاف ہے؟ ابن حجر رحمہ اللہ نے تلخیص الحبیر میں مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ گردن کا مسح قیامت کے دن جہنم کے طوق سے گردن کو بچائے گا۔ اب ظاہر ہے کہ جو مسح نہیں کرے گا اس کی گردن میں طوق ضرور فٹ ہو گا۔ تم لوگ روزِ قیامت طوق گردنوں میں ڈال کر آؤ گے، ہم پکڑ کر کہیں گے: او جھوٹے: حدیث لاؤ۔

تقلید کے سترہ ہزار دلائل

ایک پرچی آئی کہ صحابہ کرام فقط قرآن اور حدیث پر عمل کرتے

تھے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: معاذ اللہ یہ جھوٹ ہے، یہ لیتفقھوا فی الدین کے خلاف ہے۔ مصنف عبد الرزاق حدیث کی ایک کتاب ہے، اس میں سترہ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فتاویٰ موجود ہیں، نہ فتویٰ دینے والے نے دلیل نقل کی ہے نہ فتویٰ لینے والوں نے دلیل طلب کی۔ گویا ایک حدیث کی کتاب میں تقلید کے سترہ ہزار دلائل موجود ہیں۔ یہ اتنا بڑا جھوٹ اور بے دینی ہے کہ اس نے اتنے فتاویٰ جات کا انکار کر دیا۔

حنفیت کا ثبوت قرآن سے

ایک مرتبہ سوال ہوا: کیا حنفیت قرآن سے ثابت ہے؟ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: فطری طور پر ہر آدمی حنفی ہے: وَاتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا۔ اور مسلم شریف میں ہے کلھم حنفاء۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے حنفیت مرتب کی ہے اور ہم نے حنفیت میں ان کی اتباع کی ہے۔

بیوی کبھی دیگر ضرورت مندوں کو بھی دے دیا کریں

ایک مرتبہ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک غیر مقلد مولوی نے تقریر میں کہا: سنو! جو فرض اور سنت میں فرق نہ کرے وہ بے ایمان ہے۔ ایک آدمی نے کہا: حضرت! ہمیں فرق سمجھا دیں۔ مولوی صاحب نے کہا: فرض وہ ہے جس پر ساری عمر عمل کیا جائے اور سنت وہ ہے جس پر کبھی عمل کیا جائے اور کبھی چھوڑ دیا جائے۔ اگر کسی نے سنت پر ہمیشہ عمل کیا تو اس نے سنت کو فرض بنا دیا، لہٰذا وہ بے ایمان ہے۔ ایک نے سوال کیا کہ یہ فرق کس حدیث میں ہے؟ ایک نے پرچی لکھی کہ داڑھی سنت ہے یا

فرض؟ اس نے کہا: ہے تو سنت۔ تو پرچی والے صاحب نے کہا: آپ نے جب سے یہ رکھی ہے رکھ ہی چھوڑی ہے، اس طرح سنت کو فرض کے برابر کر کے کیوں بے ایمان بن رہے ہیں؟ تیسرے نے کہا: نکاح سنت ہے یا فرض؟ جبکہ حضور ﷺ نے فرمایا: النکاح من سنتی۔ مولوی صاحب نے کہا: یہ بھی سنت ہے۔ اس آدمی نے کہا: آپ نے جب نکاح کیا ہے بیوی اپنے پاس ہی رکھی ہوئی ہے اس کو بھی کبھی کبھی چھوڑ کر دوسرے ضرورت مندوں کو دے دیا کریں ورنہ یہ بھی فرض بن جائے گا اور تم بے ایمان ہو جاؤ گے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان بے چاروں کو تو فرض اور سنت کا فرق بھی معلوم نہیں۔

مقابلہ سے فرار اور زندہ باد

ایک دفعہ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: اہلحدیث مقابلے سے بھاگ جائیں پھر بھی زندہ باد، ناچنے لگیں تب بھی زندہ باد اور انہیں حدیث نہ ملے تب بھی زندہ باد۔

غیر مقلدین کے صادق کا کذب

ایک مرتبہ کچھ غیر مقلد صلوٰۃ الرسول لے کر حضرت رحمہ اللہ کے پاس آئے اور قرآت خلف الامام والی حدیث سنائی جس کے آخر میں نسائی کا حوالہ تھا مگر اس میں لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ خلف الامام نہ تھا۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث نسائی سے ملا کر دیکھو کیا اس سے ملتی ہے؟ جب ان کو فرق معلوم ہوا تو حیران ہو کر کہنے لگے کہ حدیث کی کتاب

صلوٰۃ الرسول میں بھی جھوٹ ہے؟ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: جی ہاں جس مسلک کے صادق کا یہ حال ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ پر جھوٹ بولتا ہے اس مسلک کے کاذب کا کیا حال ہو گا؟

سچ کا دعویٰ اور جھوٹ سے پیار

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: میرا ایک مرتبہ روپڑی صاحب کے ساتھ مسئلہ قرآت پر مناظرہ ہوا تو میں نے تینتیس ڈانٹیں سنائیں اللہ تعالیٰ کی ڈانٹ، نبی پاک ﷺ کی ڈانٹ، صحابہ کرامؓ کی ڈانٹ۔ جب روپڑی صاحب جواب کے لئے اٹھے تو دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ تب میں مائیک لے کر میز پر چڑھ گیا اور یہ اشعار پڑھے:

نگاہیں نہ پھیرو چلے جائیں گے ہم
مگر یاد رکھنا کہ یاد آئیں گے ہم
کیسے ہو گی حشر میں وہ آنکھ شرمائی ہوئی
ہائے کیسے اس بھری محفل میں رسوائی ہوئی
غیر مقلدو! حق سے ہے انکار کیوں؟
سچ کا دعویٰ جھوٹ سے ہے پیار کیوں؟

وہ حیران ہو کر کہنے لگے: یہ کیسا ماسٹر ہے پہلے حدیثیں سنا تا رہا اب شعر پہ شعر پڑھے جا رہا ہے، پھر جلدی سے رخ ہماری طرف کر کے اپنے دونوں کانوں کو پکڑ لیا اور کہنے لگے: یا اللہ توبہ، یا اللہ توبہ، یا اللہ توبہ۔ اس پر حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: یا اللہ یہاں تک تو میں لے آیا ہوں یعنی کانوں کو ہاتھ لگوا دیئے ہیں آگے ہدایت دینا نہ دینا تیرا کام ہے۔ روپڑی صاحب کہنے

لگے: ماسٹر بڑا دھوکے باز ہے اس نے جتنی ڈانٹیں سنائی ہیں ان سب میں فاتحہ کا لفظ نہیں ہے بلکہ قرآت کا لفظ ہے۔ حضرت نے فرمایا: صحاح ستہ کی ساری کتب میں ہے کہ فاتحہ قرآت ہے۔

پرلے درجے کے بے غیرت

ایک مناظرے میں ایک غیر مقلد نے کہا کہ اگر امام کی قرآت سب مقتدیوں کی قرآت ہے تو اس کی بیوی بھی سب مقتدیوں کی بیوی ہونی چاہئے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: جب ایک غیر مقلد مؤذن کی اذان سارے محلے کے لئے کافی ہے تو کیا اس غیر مقلد کی بیوی بھی سارے محلے کے لئے ہوتی ہے؟ جب ایک خطیب کا خطبہ سب نمازیوں کے لئے کافی ہوتا ہے تو کیا جمعہ کے بعد سارے نمازی غیر مقلد خطیب کی بیوی کو استعمال کرتے ہیں؟! اقامت والے کی اقامت سب نمازیوں کے لئے کافی ہوتی ہے، کیا غیر مقلد مکبر تکبیر کہہ کر اپنی بیوی ان کے حوالے کر دیتا ہے؟ اس کے بعد دو غیر مقلد کھڑے ہو گئے اور کہا: اس طرح کی باتیں نہ کرو۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: تم انتہائی درجے کے بے غیرت ہو، جب اس نے نبی پاک ﷺ کی حدیث پر اس طرح قیاس کیا تو تمہیں کوئی غیرت نہ آئی اب میں نے اس کا جواب دے دیا ہے تو تمہاری غیرت حرکت میں آ گئی ہے، تمہاری شرم و حیا بیدار ہو گئی ہے، اب تمہیں تکلیف ہو رہی ہے۔

حدیثی سروس کا خلاصہ

ایک مرتبہ حضرت رحمہ اللہ سائیکل پر جا رہے تھے کہ ایک غیر

مقلد نے آواز دی کہ ذرا بات سنتے جاؤ۔ حضرت رک گئے۔ اس نے کہا: ماسٹر! آج ختم بخاری تھا، جلال پور سے شیخ الحدیث تشریف لائے تھے، انہوں نے کہا: میں نے ساٹھ سال تک حدیث پڑھائی ہے، اس ساری حدیثی سروس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو کام حنفی کریں اس کا الٹ دین ہے، یہ بات سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: ذرا ہاتھ سیدھا کرو۔ اس نے کہا کیوں؟ حضرت نے فرمایا: اس خلاصے پر عمل کر لیں، لہٰذا میں تمہارے ہاتھ پر پیشاب کرتا ہوں تم اسے پی لینا کیونکہ حنفی نہیں پیتے اور آج شام تک میں یہ سن لوں کہ تو نے اپنی بیٹی سے شادی کر لی ہے کیونکہ حنفی ایسا نہیں کرتے۔

لعنتوں کے حق دار

حضرت رحمہ اللہ نے رفع الیدین پر ارشاد فرمایا کہ ابو داؤد محمد بن حجادہ کے طریق سے حدیث لائے ہیں جس میں رکوع کے ساتھ سجدہ کی رفع الیدین کا بھی ذکر ہے اور مالک بن حویرث کی حدیث نسائی میں ہے اس میں بھی سجدہ کی رفع یدین کا ذکر ہے، غیر مقلدین ان دونوں حدیثوں کے خلاف عمل کرتے ہیں، ان پر عمل نہ کر کے گویا ہر ایک رکعت میں چار سنتیں ضائع کرتے ہیں اور چار لعنتوں کے حق دار بنتے ہیں، بقول ان کے ایک سنت کے ترک پر ایک لعنت پڑتی ہے اور چار پتھروں کے حق دار ہوتے ہیں کیونکہ مسند حمیدی میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کو ہر خفض و رفع پر رفع یدین کرتے دیکھتے اس کو پتھر مارتے تھے، نیز چالیس نیکیاں برباد کرتے ہیں کیونکہ غیر مقلدین کے بقول ایک دفعہ کی

رفع یدین پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور چوتھی بات یہ کہ مصری غیر مقلد البانی نے اپنی کتاب صفۃ صلاۃ النبی میں سجدہ کی رفع یدین کی روایات جمع کردی ہیں، سجدہ کی رفع یدین کے راوی دس صحابہ کرامؓ ہیں گویا غیر مقلدین ہر رکعت میں دس حدیثوں اور دس صحابہ کرام کی مخالفت کرتے ہیں۔

مداری سے پالا پڑگیا

پروفیسر عبد اللہ بہاولپوری کے ساتھ مناظرے میں حضرت رحمہ اللہ نے خیلِ شمسِ سرکش گھوڑوں والی حدیث پڑھی اور فرمایا: اس مضمون کی دو حدیثیں الگ الگ ہیں۔ پروفیسر صاحب نے کہا: یہ حدیثیں اصل میں ایک ہی ہیں کیونکہ مولانا صاحب نے تشبیہ ایک ہی دی ہے یعنی گھوڑوں کے ساتھ۔ حضرت نے فرمایا: ٹوپی دودھ کی طرح سفید ہے، یہ دیوار دودھ کی طرح سفید ہے، یہ ٹیوب لائٹ دودھ کی طرح سفید ہیں، ان کا یہ معنی تو پاگل بھی نہیں لے گا کہ یکساں تشبیہ کی وجہ سے یہ ساری چیزیں ایک ہی ہیں آپ تو ماشاء اللہ پروفیسر ہیں۔ پروفیسر صاحب کو اس بات پر غصہ آگیا اور کہنے لگے کہ میں نے سمجھا تھا کہ کسی عالم سے مناظرہ ہوگا یہ تو کسی مداری سے پالا پڑگیا ہے۔ حضرت نے فرمایا: الحمد للہ آپ نے کسی فن میں تو میری مہارت مان لی ہے واقعی میں آپ کو مداری کی طرح نچا رہا ہوں اور آپ خوب ناچ رہے ہیں۔

کچلہ لکھنؤ سے منگوایا

مولوی حشمت علی پیلی بھیتی کا مناظرہ مولانا منظور احمد نعمانی

لکھنوی سے ہوا تھا، اس بریلوی مولوی نے اپنا تعارف یوں کروایا: میں سگِ بارگاہِ رضوی ہوں۔ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ برابر بیٹھے تھے، آپ نے فرمایا: ہم نے بھی کتے کے لئے کچلہ لکھنو سے منگوالیا ہے۔

ربوہ کا مرزائی اور چلہ

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ محمد منشاء مرزائی مبلغ اور مناظر تھا۔ اس نے ساری عمر وقف کر رکھی تھی۔ میری اس سے بات ہو گئی۔ اس نے وفاتِ مسیح پر یہ آیت پڑھی: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْل ۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُل۔ پھر ترجمہ یوں کیا کہ نہیں ہیں محمد مگر رسول اور مر گئے ہیں سب رسول۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: "مر گئے" اور "سب" یہ الفاظ کسی معتبر مفسر نے استعمال کئے ہوں تو بتلادو، وہ نہ بتلا سکا۔ پھر اس نے پڑھا: واذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ۔ حضرت نے فرمایا: اس سے موت تو ثابت ہوتی ہے مگر خدا کی۔ اس مرزائی نے کہا کہ میں تینتیس مناظرے کر چکا ہوں لیکن اس طرح کا اعتراض کسی نے نہیں کیا۔ اس نے حضرت کی تقریر ٹیپ کر لی تھی۔ کچھ دنوں کے بعد ملا اور کہنے لگا: میں تبلیغی جماعت میں چلہ لگانے کے لئے جارہا ہوں، میں مسلمان ہو گیا ہوں کیونکہ ربوہ کا کوئی مرزائی آپ کی تقریر کا جواب نہیں دے سکا۔

ایک غیر مقلد کی حق تلفی

ایک تقریر میں کسی نے پرچی بھیجی کہ تم کہتے ہو کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی تو وہ اپنی

بیوی کے حقوق کس وقت پورے کرتے تھے؟ حضرت نے فرمایا کہ شریعت نے حقوقِ زوجیت کے لئے دن اور رات کی کوئی پابندی نہیں لگائی، دوسری بات یہ ہے کہ حقوق کی عدم ادائیگی کی شکایت تو ان کی بیوی کو ہونی چاہئے تھی اور اس نے شکایت کی نہیں، آپ کو کیوں شکایت ہے؟ کیا اس سے آپ کی حق تلفی ہوئی ہے کہ ہم آپ کی شکایت دور کرنے کی کوشش کریں۔

حنفیت عرش پر

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مولوی عبد القادر روپڑی تقریر کر رہے تھے۔ حضرت قریب ہی ایک کارخانہ کی مسجد میں تشریف فرما ہو کر تقریر سن رہے تھے۔ مولوی عبد القادر نے کہا کہ رفع الیدین والی یہ حدیث فما زالت تلك صلواته حتی لقی اللہ۔ یعنی وفات تک آپ کی نماز یونہی رہی یعنی رفع یدین کے ساتھ، یہ بیہقی شریف میں ہے۔ حضرت نے ایک ہزار روپے کتاب کے اوپر رکھ کر کتاب اس کے پاس بھیج دی کہ حدیث دکھا دو ہزار روپے آپ کے لئے حلال ہیں۔ روپڑی صاحب تعلّی کرتے ہوئے کہہ رہے تھے: میں نے فرش پر مناظرے کئے تو فرش پر جیتا اور عرش پر مناظرے کئے تو عرش پر جیتا۔ حضرت رحمہ اللہ نے مسکرا کر فرمایا: معلوم ہوتا ہے کہ عرش پر حنفی ہیں۔ جب کتاب پہنچی تو ان کو بھی معلوم تھا کہ اس میں یہ حدیث نہیں ہے۔ روپڑی صاحب نے کہا: یہ کتاب حیدر آباد دکن کے حنفیوں نے چھپوائی ہے انہوں نے اس میں سے یہ حدیث نکال دی ہے۔ حضرت رحمہ اللہ کے پاس مصری چھاپا بھی تھا، حضرت رحمہ اللہ نے اس کے اوپر دو ہزار روپے رکھ کر بھیج دیئے کہ چلو اس میں سے دکھا دو۔

جب وہ کتاب پہنچی تو روپڑی صاحب برملا کہنے لگے کہ میں نے کئی دفعہ کہا ہے کہ پولیس کو اطلاع دو ورنہ یہاں فساد ہو جائے گا۔ آخر شور مچ گیا اور تقریر بند ہو گئی۔

یہودی اور عیسائی اہلحدیث

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ رفع یدین کرنے کی حدیثیں پہلے دور کی ہیں اور نہ کرنے والی بعد کے دور کی۔ ایک غیر مقلد نے حضرت سے کہا: آخر حدیث تو ہے اس پر عمل کرنے والا بھی اہلحدیث ہے۔ حضرت نے فرمایا: پھر تو سارے یہودی بھی اہلحدیث ہیں کیونکہ وہ بھی بیت المقدس والی حدیثوں پر عمل کرتے ہیں۔ اگر اہلحدیث ایسے ہی ہوتے تو پھر سارے عیسائی بھی اہلحدیث ہیں کیونکہ وہ بھی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔

کاغذات دکھاؤ کہ گاڑی تمہاری نہیں

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ غیر مقلدین دھوکہ کرتے ہیں جو ہمیں کہتے ہیں کہ منع کی حدیث دکھلاؤ حالانکہ ہر عدالت کا قانون ہے اور حدیث سے بھی ثابت ہے کہ گواہی مدعی کے ذمے ہوتی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک مولوی صاحب نے اس کو عجیب انداز سے سمجھایا۔ جب غیر مقلد نے ان سے منع کی حدیث کا مطالبہ کیا تو مولوی صاحب نے کہا: دلیل میرے ذمے نہیں ہے۔ غیر مقلد نے کہا: آپ کے ذمے کیوں نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے کہا: میں نفی کر رہا ہوں دلیل تو دعویٰ کرنے والے پر

ہوتی ہے۔ دوسرے غیر مقلدین بھی شور کرنے لگے کہ دکھلاؤ۔ مولوی صاحب نے کہا: حدیث تو تمہیں سمجھ نہیں آئے گی البتہ دنیا کی ایک مثال سے سمجھیں۔ کیا یہ کار آپ کی ہے؟ غیر مقلد نے کہا: نہیں۔ مولوی صاحب نے کہا: پھر نفی کے کاغذ دکھلاؤ۔ اب وہ کیا دکھلاتا۔ مولوی صاحب نے کہا: کاغذ اس سے دیکھے جاتے ہیں جو دعویٰ کرے کہ کار میری ہے نہ کہ منکر سے۔ اسی طرح بتلاؤ کہ یہ مکان تمہارا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ مولوی صاحب نے کہا: رجسٹری دکھلاؤ جس میں لکھا ہوا ہو کہ یہ مکان تمہارا نہیں ہے۔ اس طرح رفع یدین کی دلیل مدعی یعنی رفع یدین کرنے والے کے ذمہ ہے نہ کہ نہ کرنے والے کے۔

امام اعظمؒ کی فہم وفراست

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امام صاحب کے دور میں چوری ہوئی۔ اتفاق سے گھر والے کی آنکھ کھل گئی، اس نے چور پہچان لئے کہ یہ محلے کے آدمی ہیں۔ چور پریشان ہو کر کہنے لگے کہ اس نے پہچان لیا ہے اس لئے یہ صبح ہمیں پکڑوا کر ہمارے ہاتھ کٹوا دے گا، صرف ایک صورت ہے کہ اس کو پکڑ کر اس کا گلا گھونٹ دو۔ جب اس کے گلے پہ انہوں نے انگوٹھا رکھا تو وہ منتیں خوشامدیں کرنے لگا کہ مجھے چھوڑ دو میں کسی نہیں بتلاؤں گا۔ ایک نے کہا کہ تم قسم کھا کر کہو کہ میں تمہارے نام نہیں بتلاؤں گا ہم چھوڑ دیں گے۔ دوسرے نے کہا کہ نہیں یہ قسم کھا لے گا پھر نام بتلا کر قسم کا کفارہ دے دے گا لہٰذا یہ قسم یوں کھائے کہ اگر میں نے نام بتلائے تو میری بیوی پر تین طلاقیں۔ گویا اس زمانے میں چوروں کو بھی پتہ تھا کہ ایک مجلس کی تین

طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں ورنہ کوئی دوسرا چور کہہ دیتا کہ فلاں جامعہ محمدیہ میں تین طلاق کی بجائے ایک طلاق کا فتویٰ مل سکتا ہے یہ وہاں چلا جائے گا۔ خیر وہ چور اس سے طلاقِ ثلاثہ کی قسم اٹھوا کر مال لے کر چلے گئے۔ صبح وہ آدمی جس مفتی کے پاس جاتا ہے وہ کہتا ہے یا بیوی رکھو یا سامان؟ ایک تو چھوڑنا ہی پڑے گا۔ وہ آدمی بہت پریشان ہوا۔ ایک آدمی نے مشورہ دیا کہ تم امام ابو حنیفہ کے پاس چلے جاؤ وہاں تمہاری مشکل حل ہو جائے گی۔ اس نے امام صاحب کے پاس جا کر پورا واقعہ سنایا۔ امام صاحب سن کر کہنے لگے: فکر نہ کرو سامان بھی مل جائے گا اور بیوی بھی آپ کی ہی رہے گی اور چوروں کے ہاتھ بھی کٹ جائیں گے۔ سائل نے پوچھا: یہ کیسے ہوگا؟ امام صاحب نے فرمایا: یہ میری ذمہ داری ہے۔ امام صاحب نے تھانے دار کو بلا کر ساری واردات سنائی اور فرمایا: چور محلّہ کے ہیں، آپ محلّہ کے تمام بدمعاشوں اور مشتبہ لوگوں کو جمع کر لو پھر تفتیش کے لئے ایک ایک کو الگ الگ بلاؤ۔ اس آدمی سے کہو جو اس کا چور نہ ہو یہ زور سے بولے کہ یہ چور نہیں ہے۔ پھر جب اصل چور آ جائے تو پوچھنے پر ہاں یا ناں کچھ نہ کہے بس آپ کو پتہ چل جائے گا کہ چور یہی ہے۔ اس نے ایسے ہی کیا تو چور پکڑے گئے، مال بھی برآمد ہو گیا اور بیوی پر طلاق بھی نہ پڑی اور چوروں کے ہاتھ بھی کٹ گئے۔

بیچاری بوڑھے سے جان نہ چھڑا سکی

امام اعمش رحمہ اللہ کو کسی نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے خلاف بھر دیا اور کہا کہ یہ حیلے بہت کرتے ہیں۔ ایک دن ملاقات ہوئی تو امام اعمش نے فرمایا: سنا ہے کہ تم حیلے بہت کرتے ہو۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا:

میں ایسے حیلے کرتا ہوں کہ آدمی حلال کے اندر رہ جائے اور حرام میں واقع نہ ہو۔ امام اعمش رحمہ اللہ نے کہا: حیلہ بہر حال حیلہ ہی ہوتا ہے جو مذموم اور ناجائز ہے۔ چند دن گزرے کہ خود امام اعمش کو حیلے کی ضرورت پڑ گئی۔ ہوا یوں کہ امام اعمش رحمہ اللہ کی بیوی بہت خوبصورت تھی مگر وہ خود بہت ہلکے نقش و نگار کے آدمی تھے۔ عورتیں ان کی گھر والی کو تنگ کرتی تھیں کہ تیرے باپ نے علم کو دیکھا عمر اور صورت اس کو نظر نہ آئی، تجھ پر تیرے باپ نے بہت ظلم کیا۔ ان کے اکسانے پر بیوی بھی چاہتی تھی کہ کسی طرح مجھے ان سے طلاق مل جائے۔ اتفاق سے ایک دن امام اعمش رحمہ اللہ کے منہ سے نکل گیا کہ اگر آج رات مجھ سے نہ بولی تو تجھے تین طلاق۔ اس عورت کو پتہ تھا کہ یہ جامعہ محمدیہ یا جامعہ سلفیہ والے نہیں جو تین طلاق کو ایک ہی کر دیتے ہیں، وہ چپ ہو کر بیٹھ گئی اور امام اعمشؒ کی کسی بات کا جواب نہ دیا۔ جوں جوں صبح قریب ہوتی جا رہی تھی امام اعمشؒ کی بے قراری بڑھتی جا رہی تھی اور عورت دل میں خوش ہو رہی تھی کہ اب اذانِ فجر کے بعد ان سے میری جان چھوٹ جائے گی۔ امام اعمشؒ پریشان ہو کر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دروازے پر پہنچے کہ وہ کوئی حیلہ نکالیں تاکہ میری بیوی طلاق سے بچ جائے۔ امام صاحب باہر نکلے تو امام اعمش نے اپنی پریشانی اور مصیبت ان کے سامنے بیان کی۔ حضرت امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: فکر نہ کرو کچھ نہیں ہو گا تمہاری بیوی بدستور تمہاری بیوی رہے گی۔ پھر امام صاحب اس محلہ کی مسجد کے مؤذن کے پاس گئے اور اسے کہا کہ آج ایک ضرورت کے تحت اذانِ فجر وقت سے ایک گھنٹہ پہلے کہہ دینی ہے جو بعد میں دہرائی جائے گی۔ اس نے کہا: جیسے امام صاحب کا حکم ہے میں ویسے ہی تعمیل کروں گا۔

وقت فجر سے ایک گھنٹہ پہلے موذن نے اذان پڑھ دی۔ اب بیوی نے سمجھا رات ختم ہو گئی ہے وہ بھاگی بھاگی امام اعمش کے پاس آئی اور پکار اٹھی الحمدللہ رات ختم ہو گئی ہے اور تجھ جیسے بدصورت بڈھے سے میری جان چھوٹ گئی ہے۔ امام اعمشؒ کو تو حیلے کا پتہ تھا۔ وہ کہنے لگے: الحمد للہ نہیں انا للہ پڑھ کہ رات ابھی ختم نہیں ہوئی اور تو مجھ سے بول پڑی ہے لہٰذا تجھ پر طلاق نہیں پڑی اور یوں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا جائز اور حلال حیلہ کام کر گیا اور امام اعمشؒ کا گھر بدستور بستارہ گیا ورنہ آج وہ رنڈوے ہو جاتے۔

آدھا مسلم بھاگ گیا

حضرت رحمہ اللہ کے پاس قادر پور راواں کا رہنے والا ایک غیر مقلد ترجے والی مسلم شریف لے کر آیا اور کہنے لگا: مولوی صاحب! آپ کہتے ہیں کہ تین طلاقوں کے بعد حلالہ ضروری ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: میں تو نہیں کہتا۔ اس نے کہا: واقعی نہیں کہتے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: آپ کو تو نہیں کہا کسی اور کو کہا ہو تو اور بات ہے۔ وہ کہنے لگا: یہ مسلم کی حدیث ہے، آپ اسے نہیں مانتے؟ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: آپ مانتے ہیں؟ کہنے لگا: جی ہاں۔ حضرت نے فرمایا: آپ آدھے مسلم ہیں یا پورے؟ کہنے لگا: کیا مطلب؟ حضرت نے فرمایا: اسی مسلم شریف میں ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور پاک ﷺ کے زمانہ میں متعہ کیا کرتے تھے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں بھی متعہ کر لیتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی دور میں بھی۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آپ کی پیش کردہ حدیث بھی اسی

طرح کی ہے اور فرمایا: میں تجھے تو نہیں کہتا کہ اپنی بیوی کو حلالہ کے لئے بھیج البتہ نبوت کے تیئیس سال، زمانہ صدیقی کے دو سال اور دو سال حضرت عمرؓ کے ابتدائی دور کے یہ کل ستائیس سال بنتے ہیں لہٰذا تو ستائیس سال اپنی گھر والی سے متعہ کرواتا کہ پتہ چل جائے کہ آپ واقعی پورے مسلم ہیں۔ اس غیر مقلد کو بہت غصہ آیا اور کہنے لگا: تو شرارتی ہے۔ حضرت نے فرمایا: تو آدھا مسلم ہے تجھے پورا مسلم بنانا چاہتا ہوں، وہ بھاگ گیا۔

ایک حدیث تھی وہ بھی نہ رہی

ایک جگہ غیر مقلدین بار بار یہ حدیث پڑھ رہے تھے: لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب۔ حضرتؒ نے پوچھا: اس حدیث کا کیا معنیٰ ہے کہ نماز نہیں ہوتی یا رکعت نہیں ہوتی؟ ایک غیر مقلد کہنے لگا: نماز نہیں ہوتی۔ حضرتؒ نے فرمایا: تم کہتے ہو کہ ہر رکعت میں فاتحہ پڑھنی فرض ہے، چار رکعت میں چار دفعہ پڑھی فرض ہے یا ایک دفعہ۔ اس نے کہا: چار دفعہ۔ حضرتؒ نے فرمایا: پھر یہ حدیث تو تمہارے کام کی نہیں اس میں تو یہ ہے کہ نماز میں ایک دفعہ فرض ہے، آپ تو کوئی ایسی حدیث لائیں جس میں یہ ہو کہ لا رکعۃ الا بفاتحۃ۔ کہ کوئی رکعت بغیر فاتحہ کے نہیں ہوتی۔ وہ غیر مقلدین کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ آپ کی شرارتیں ہمیں بہت تنگ کرتی ہیں ہمارے پاس ایک ہی حدیث تھی وہ بھی آپ نے ہمارے کام کی نہیں رہنے دی۔

بہشتی زیور اور غیر مقلد

حضرت رحمہ اللہ نے ایک آدمی کو سمجھایا کہ لا مذہب غیر

مقلدین کہتے ہیں کہ فقہ حدیث کے خلاف ہے۔ آپ فقہ کی کوئی کتاب لے کر ایک ایک مسئلہ پر حدیث پوچھتے جائیں۔ اوکاڑہ میں ایک آدمی بہشتی زیور لے کر غیر مقلد مولوی کے پاس چلا گیا اور کہا: حضرت! یہ کتاب صحیح ہے یا غلط؟ اس نے کہا: ساری غلط ہے۔ اس آدمی نے کہا: کسی مسئلہ کو غلط نہ تم کہہ سکتے ہو نہ میں۔ کسی مسئلے کو اگر غلط کرے گا تو قرآن کرے گا یا حدیث رسول ﷺ۔ اس لئے آپ ہر مسئلہ پر ایک آیت یا حدیث سنا دیں اور یہ سو روپیہ آپ کی فیس ہے آپ پیشگی لے لیں۔ اس نے پہلا مسئلہ پڑھا اور کہا: یہ حدیث کے خلاف ہے یا نہیں؟ لا مذہب نے کہا کہ نہیں۔ اس آدمی نے کہا: حضرت! پھر اس کے مطابق حدیث سنا دیں۔ مولوی صاحب ناراض ہو گئے اور کہنے لگے: چلے جاؤ یہاں سے۔ اس آدمی نے کہا: حضرت! آپ سو روپیہ لے لیں اور حدیث سنا دیں اللہ تعالیٰ آپ کو قیامت کے دن اجر عطاء فرمائیں گے۔ اس نے کہا: میں نہیں سنتا۔ اس آدمی نے کہا: اگر آپ فارغ نہیں تو میں کل عصر کے بعد آ جاؤں گا۔ لا مذہب نے کہا: خبردار! اگر تو دوبارہ آیا۔ دوسرے دن وہ آدمی عصر کے بعد پھر چلا گیا۔ مولوی صاحب نے اسے دیکھ کر دروازہ بند کر لیا۔

بیت المقدس میں انبیاء کی روحیں

مولوی سعید احمد چتروڑی کو ایک آدمی نے تقریر میں پرچی لکھ کر دی کہ آیا حضرت محمد ﷺ امام الانبیاء تھے یا نہیں؟ سعید نے کہا: یہ تو سب مانتے ہیں کہ آپ ﷺ امام الانبیاء تھے۔ اس آدمی نے کہا: نبی صرف روح کو کہتے ہیں یا جسم مع الروح دونوں کو؟ اگر دونوں کو کہتے ہیں تو معلوم ہوا کہ

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات اسی جسم سے ہے۔ سعید نے کہا: وہاں بیت المقدس میں صرف روحیں تھیں بس نقش سے نظر آرہے تھے۔ اس نے کہا: اگر آپ خانہ کعبہ کو سامنے رکھ کر نماز پڑھادیں تو آپ خانہ کعبہ کے امام بھی بن جائیں گے یا نہیں؟ اس پر سعید نے گالیاں دینی شروع کر دیں کہ تم شرارتیں کرتے ہو اور میرا وقت خراب کرتے ہو۔

آمین نہ کہی

حضرت رحمہ اللہ نے مسئلہ حیات فی القبر کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جو لوگ اس قبر کو قبر نہیں مانتے ہم دعاء کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں یہ قبر ہی نصیب نہ کرے، آمین کہو۔ اس پر مماتیوں نے آمین نہ کہی حالانکہ ان کے نزدیک تو یہ قبر ہے ہی نہیں انھیں تو خوش ہونا چاہئے تھا۔

باری کا بخار

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یونس نعمانی میانوالی سے اس لئے بھاگا تھا کہ وہاں دیہات کے رہنے والے ایک مولوی صاحب مجھے کہنے لگے کہ آپ بہت دیر سے آتے ہیں، مجھے کوئی گر بتلادیں کہ میں باری کے بخار کی طرح دوسرے تیسرے دن ان کے پاس چلا جایا کروں اور اس گر سے ان کو لاجواب کر دیا کروں۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قبر والی آیات واحادیث لکھ کر ساتھ لیتے جایا کرو کہ ہم جس کو قبر کہتے ہیں اس کا ذکر قرآن میں ہے۔ آپ جو کہتے ہیں علیین میں ہے، کبھی کہتے ہیں سجین میں ہے، کبھی کہتے ہیں کہ جسم مثالی قبر ہے تو اس کی کوئی آیت دکھادیں یا کوئی حدیث دکھادیں جس میں

صراحت ہو کہ اس دنیا کی قبر مراد نہیں بلکہ علیین کی قبر مراد ہے یا جسم مثالی کی۔ حضرت نے فرمایا: یہ کام آپ نے خود اس سے کرنا ہے اور اس کے مقتدیوں سے یہ کرنا ہے کہ تم کہتے ہو کہ یہ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان کا شاگرد ہے حالانکہ یہ تو ان کو مسلمان بھی نہیں سمجھتا۔ جس عقیدے پر شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان نے مولانا قاری محمد طیب نور اللہ مرقدہ کے سامنے دستخط کئے تھے اسے کہہ دو کہ اس پر دستخط کر دے، اگر اس نے دستخط کر دیئے تو میں اپنے ساتھیوں سمیت اشاعت التوحید والسنہ میں شامل ہو جاؤں گا۔ پھر یہ مولوی صاحب دوسرے تیسرے دن اس کے مقتدیوں کے پاس چلے جاتے اور کہتے کہ آپ نے نعمانی صاحب سے بات کر لی ہے وہ دستخط کرنے کے لئے تیار ہیں؟ جب یہ مقتدی اس کے پاس گئے کہ اس تحریر پر دستخط کر دو جس پر مولانا غلام اللہ خان نے دستخط کئے تھے تو اس نے کہا: یہ عقیدہ تو قرآن کے خلاف ہے لہذا میں اس پر دستخط نہیں کروں گا۔

ایوب کے پیر کا فیصلہ

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جنڈانوالہ میں جو بات مماتیوں سے ہوئی اس میں حیات النبی کا جو عقیدہ لکھا گیا وہ چھپا ہوا موجود ہے، اس کا نام ہم نے "عنایت اللہ شاہ کے نام کھلی چٹھی" رکھا۔ وہ حوالہ ہم نے چھتیس کتابوں کے حوالہ جات سے لکھا اور حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ کتابیں ہر ملک کے سنی حضرات مانتے ہیں کہ واقعی یہ کتابیں سنیوں کی ہیں۔ مماتیوں سے کہا گیا: تم لوگ اپنی جماعت کا عقیدہ لکھنا چاہتے ہو تو اپنی جماعت کی ایسی کتاب سے لکھو جس کو ساری جماعت مانتی ہو کہ واقعی یہ

کتاب ہماری یعنی اشاعت التوحید والسنہ کی ہے اور یہ ہمارا جماعتی عقیدہ ہے۔ان کا عقیدہ سلف کی کسی کتاب میں پہلے ہوتا تو لکھتے، جس طرح مرزا قادیانی نے وفاتِ مسیح کا عقیدہ گھڑا جو پرانی کسی کتاب میں نہیں، اس کا عقیدہ پہلے کسی صدی میں لکھا گیا ہو تو دکھلا دے،اسی طرح یہ مماتی ہیں۔سب پریشان ہو گئے۔ مولوی عنایت اللہ بھی تھا اور مولوی طاہر پنج پیری بھی تھا اور بات ہو رہی تھی محمد ایوب خان کی کوٹھی پر جو مولانا غلام اللہ خان صاحب کا خاص مرید تھا۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ یہ جھگڑا ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے جس کے لئے قاری محمد طیب صاحب دیوبند سے تشریف لائے تھے۔ بہتر یہی ہے کہ اگر آپ حضرات اپنے آپ کو حنفی کہلاتے ہیں تو فقہ اکبر یا عقیدۃ الطحاویہ میں جو کچھ لکھا ہے اس پر دستخط کر دیں کہ اسی زمینی قبر میں عذاب وثواب ہو گا اور روح لوٹائی جائے گی، میں بھی اس پر دستخط کر دیتا ہوں آپ بھی دستخط کر دیں تاکہ پتہ چلے کہ آپ واقعی حنفی ہیں مگر انہوں نے اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آپ المہند علی المفند پر دستخط کر دیں تاکہ پتہ چل جائے کہ آپ دیوبندی ہیں، میں بھی اس پر دستخط کر دیتا ہوں۔یونس نعمانی نے کہا کہ ہم یہاں المہند پر دستخط کرنے نہیں آئے ہم قرآن کو مانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ جن حضرات کے المہند پر دستخط ہیں وہ مکہ،مدینہ، شام اور دیوبند کے بلند پایہ مفتی حضرات ہیں کیا یہ سب حضرات قرآن پاک کے منکر ہیں؟ حضرت رحمہ اللہ نے صاف تحریر دی جس میں صاف طور پر لکھا تھا کہ اشاعت التوحید والسنہ والے بدعتی ہیں نہ کہ اہل سنت جیسے جبری یا قدری ہیں کہ اہل سنت کی ان کے پیچھے نماز نہیں

ہوتی اسی طرح ان کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: جس طرح میں نے لکھ کر دیا ہے آپ بھی لکھ دیں کہ جن حضرات کے المہند پر دستخط ہیں ان کے پیچھے ہماری نماز جائز نہیں جیسے مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ، مولانا مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ وغیرہ تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ ہم کس درجے کے گناہ گار ہیں پھر ہم اسی درجہ کی توبہ اللہ تعالیٰ سے کریں۔ ہم نے لکھ دیا ہے کہ آپ اہل سنت سے خارج ہیں اور اہل بدعت میں داخل ہیں اور بدعتی بھی اعتقادی ہیں عملی نہیں۔ اعتقادی بدعتی ہونے کی وجہ سے آپ کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی واجب الاعادہ ہے، اسی طرح آپ بھی لکھیں کہ ہم کیا ہیں؟

وہ کہنے لگے کہ ہم فتویٰ دینے کے لئے یہاں نہیں آئے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: بڑی حیرانی کی بات ہے کہ یہ ایک ایسا فرقہ ہے جس کی عقائد کی کوئی کتاب دنیا میں نہیں ہے۔ مولوی محمد امیر مماتی اتراں والے کھڑے ہوگئے اور کہا: ہماری شرح عقائد نفسی ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: آیئے اس میں جو عقیدہ عذابِ قبر کا ہے اس پر میں بھی دستخط کرتا ہوں آپ بھی کریں۔ اس پر مولوی امیر نے کہا: یہ جو ہمارا عقیدہ عدم حیات کا ہے وہ اس میں نہیں باقی سارے عقیدے ہیں۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: یہی بات مرزائی کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ اجرائے نبوت کا شرح عقائد میں نہیں ہے باقی سارے ہیں۔ ان باتوں سے محمد ایوب خاں ککو بڑی پریشانی ہوئی کہ ان مماتیوں کو مولوی امین اتنا دبا رہا ہے کہ شاید مرزائیوں کی کوئی کتاب کہیں مل جائے لیکن ان مماتیوں کی کوئی کتاب عنایت اللہ شاہ بخاری سے پہلے دنیا میں نہیں ہے۔ ایوب خاں نے کہا: آپ ایسی کتاب دیں

جس میں تمہاری پوری جماعت کا متفقہ عقیدہ ہو۔ مماتی مولوی کہنے لگے کہ وہ جو دستور ہماری جماعت کا چھپا ہوا ہے اس میں ہمارا عقیدہ درج ہے اور وہی ساری جماعت کا عقیدہ ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: چلو ماشاء اللہ کچھ کام تو بنا۔اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ آپ کا فرقہ پندرھویں صدی میں بنا ہے اس سے پہلے نہیں تھا۔ پہلی کتابوں میں آپ کا عقیدہ بھی نہیں تھا صرف آپ کے دستور میں وہ عقیدہ ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: آپ نے یہ جھوٹ بولا ہے یہ عقیدہ آپ کے دستور میں بھی نہیں ہے۔ کہنے لگے کہ ضرور ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا اگر ہے تو لاؤ دستور کی عبارت لکھ لیتے ہیں۔ مماتی مولوی صاحبان بولے کہ دستور ساتھ لانا ہمیں یاد نہیں رہا۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: میں ساتھ لایا ہوں مجھ سے لے لیں۔ ایوب خاں جلدی سے آکر کہنے لگے: آپ دو منٹ کے لئے دستور دے دیں گے؟ حضرت نے فرمایا: بالکل لے جائیں۔ مماتیوں نے کہا: اب کیا کریں دستور میں تو اس کے خلاف لکھا ہوا ہے۔ وہ بہت پریشان ہوئے۔ حضرت رحمہ اللہ نے جب دیکھا کہ بات کہیں بھی نہیں بن رہی تو ان سے کہا کہ یہ مسئلہ تقریری طور پر عوام میں بیان نہ کیا جائے اور چلو میں جھک جاتا ہوں۔ آپ حنفی ہونے سے منکر ہو گئے ہو اور آپ نے المہند سے انکار کر دیا، چلو شیخ القرآن نے جس تحریر پر دستخط کئے تھے اسی پر آپ دستخط کر دیں اور تقریروں میں بے شک بیان نہ کریں۔ اگر کوئی چٹ لکھ کر پوچھے تو وہی شیخ القرآن والی بات سنا دیں اور کہیں ہمارا اسی پر اتفاق ہو گیا ہے، عوام کو نہ لڑایا جائے کسی کو زیادہ ضرورت ہو تو وہ نجی طور پر گفتگو کر لے۔

ایوب خاں نے کہا: آپ اس عقیدے پر دستخط کر دیں گے؟

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے دستخط کر کے رکھے ہوئے ہیں آپ ان سے کروالیں۔ ایوب نے کہا: ان کا باپ بھی دستخط کرے گا۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ بالکل نہیں کریں گے۔ ایوب خاں شیخ القرآن والا عقیدہ لے کر ان کے پاس گئے اور کہا کہ آپ لوگ اس پر دستخط کر دیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم دستخط نہیں کرتے۔ ایوب خاں نے کہا: کیوں نہیں کرتے؟ مماتی کہنے لگے کہ یہ عقیدہ قرآن کے خلاف ہے (اور لکھا شیخ القرآن نے ہے)۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: جس نے قرآن کے خلاف عقیدہ رکھا اس کو شیخ القرآن کہتے ہیں، جس رسالے میں عقیدہ قرآن کے خلاف لکھا ہوا سے تعلیم القرآن کہتے ہیں۔ اس پر ایوب خاں بہت پریشان ہو کر کہنے لگے: ہمیں مل جل کر توحید کا کام کرنا چاہئے اور ایسے مسائل میں نہیں پڑنا چاہئے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: میں تو ہر طرح جھک رہا ہوں تاکہ معاملہ ختم ہو جائے۔ پہلے بھی ان لوگوں نے بات شروع کی جس کی وجہ سے قاری محمد طیب صاحب دیوبند سے تشریف لائے تھے اور دستخط ہو گئے تھے بات ختم ہو گئی تھی اب بھی اسی پر دستخط کر دیں میں تو اسی متفقہ بات کو لئے بیٹھا ہوں۔ ایوب خاں کہنے لگے: آپ جس مکان میں ٹھہرے ہیں میں آپ کو وہاں گاڑی پر چھوڑ آتا ہوں۔ جب حضرت سوار ہو گئے تو راستہ میں ایوب خاں کہنے لگے: آپ نے دستخط کی جو بات کی تھی وہ مناظرانہ بات تھی یا واقعی میں اگر ان کو راضی کر لوں تو آپ کل اس پر دستخط کر دیں گے یا نہیں؟ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: آپ ان کو راضی کر لیں میں تو بیس سال بعد بھی اس پر دستخط کرنے کے تیار ہوں کیونکہ اس پر مولانا خیر محمد صاحب جالندھری، مولانا محمد علی جالندھری اور مولانا قاری محمد طیب

صاحب مہتمم دارالعلوم دیو بند کے دستخط ہیں۔ میں عقیدہ تبدیل کرنے والا نہیں ہوں۔ آخر کار ایوب خاں نے مماتی مولویوں سے کہا: آپ اس پر دستخط کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا: یہ عقیدہ بعد میں منسوخ ہو گیا تھا۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: آج پہلی مرتبہ سنا ہے کہ عقیدے بھی منسوخ ہو جایا کرتے ہیں۔ اگر عقیدے منسوخ ہوا کرتے ہیں تو بحث کی ضرورت نہیں آپ ہمیں لسٹ دے دیں کہ عقیدۂ توحید کس سال منسوخ ہوا ہے اور عقیدہ ختم نبوت کس سن میں منسوخ ہوا ہے تاکہ لڑائی جھگڑے کی گنجائش ہی نہ رہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس عقیدے کو منسوخ کس نے کیا ہے؟

مماتی کہنے لگے: بس ہم جو کہتے ہیں منسوخ ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے ایوب خاں سے فرمایا: آپ اگر آج مناظرہ کروا دیں اور فیصلہ یہ لکھ دیں کہ اہل سنت والجماعت جیت گئے ہیں اور اشاعتی ہار گئے ہیں۔ یہ گھر جا کر آپ کے فیصلے کو منسوخ کر دیں گے تو آپ کیا کر لیں گے؟ ایوب خاں کہنے لگے: یہ کیسے کر دیں گے؟ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: انہوں نے تو آپ کے پیر کا فیصلہ منسوخ کر دیا ہے۔

ڈھکوسلے

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اشاعتی نام تو قرآن کا لیتے ہیں حالانکہ ان کے پاس ڈھکوسلے ہوتے ہیں۔ مماتی ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ ہم معاذ اللہ موت کے قائل نہیں۔ ہم موت کے بعد والی زندگی کے بھی قائل ہیں جیسے لِمَن یُّقتَلُ فِی سَبِیلِ اللہِ اَموَات ۔بَل اَحیَآءٌ وَّلٰکِن لَّا تَشعُرُونَ تو یہ حیات بعد الموت ہے نہ کہ موت کی نفی۔

استنجا خانے میں وضو کی دُعا

ایک دفعہ گرمیوں کی چھٹیوں میں حضرت رحمہ اللہ مظفر گڑھ کے اڈے پر بیٹھے تھے۔ حضرت کو دیکھ کر دو تین آدمی وہاں آگئے اور پوچھا آپ امین صاحب ہیں؟ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: جی ہاں۔ وہ کہنے لگے: ہم بھی سکول ماسٹر ہیں اور جماعت میں چلہ لگا کر آ رہے ہیں۔ نیز انہوں نے کہا کہ بس میں ایک مولوی صاحب نے ہمیں بہت تنگ کیا۔ وہ کہتا تھا کہ فضائل درود شریف جو حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے لکھی ہے وہ قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن میں صاف ہے کہ نبی فوت ہو گئے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ نبی زندہ ہیں۔ تبلیغی ماسٹر صاحبان کہنے لگے کہ وہ ہمیں بار بار قرآن دکھاتا تھا اور یہ آیت بار بار پڑھتا تھا: اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ۔ ہم نے اس سے کہا کہ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کو قرآن آپ سے زیادہ آتا تھا لیکن اس نے دل میں وسوسہ تو ڈال دیا اس لئے ہم نے آپ سے بات کی ہے۔ کیا اس آیت پر ہمارا ایمان نہیں ہے؟ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: اس نے آیت کا جو معنیٰ کیا ہے یہی جھوٹ ہے اور غلط ہے یعنی حضور ﷺ پر موت آگئی۔ حضرت نے فرمایا: وقوعِ موت کا ذکر سرے سے قرآن میں ہے ہی نہیں نہ ہماری موت کا اور نہ نبی پاک ﷺ کی موت کا۔ ماضی کے صیغے سے موت کا ذکر کہیں بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہاں فرمایا ہے کہ میرا نبی فوت ہو چکا ہے۔ حدیث میں بھی وقوعِ موت کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ دنیا کی کسی کتاب میں ایسی کوئی عبارت ہے کہ پانچ دن ہوئے میں فوت ہو کر قبر میں دفن ہو چکا ہوں ایسی کوئی حدیث کہیں بھی نہیں ہے۔ باقی رہا اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ تو یہ وعدۂ موت ہے کہ تو بھی مر جائے گا وہ

بھی مر جائیں گے جیسے کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْت موت آنے کی پیش گوئی ہے۔ ہم جن کے ہاتھوں میں مریں گے وہ ہماری موت کا تذکرہ کریں گے۔ قبل از وقت موت کے وقوع کا ذکر قرآن میں کیسے ہو سکتا ہے؟ ہاں حضور ﷺ کی وقوعِ موت کا ذکر خطبہ صدیقی میں موجود ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے ماسٹر حضرات سے پوچھا کہ آپ اس وقت زندہ ہیں یا مردہ؟ قرآن پاک میں ہے: کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَ کُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ۔ اس میں موت کا ذکر پہلے ہے زندگی کا بعد میں تو اللہ نے بعد میں حیات دی ہے، اسی طرح جو اگلی موت آئے گی اس کے بعد اللہ تعالیٰ حیات عطا کریں گے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر میں آپ پر یہ آیت پڑھتا رہوں: کُنْتُمْ اَمْوَاتًا۔ تم مردے ہو تم مردے ہو اور میں کہوں کہ میں نے قرآن سے ثابت کر دیا ہے کہ تم مردے ہو تو تم یہ بات مان جاؤ گے؟ انہوں نے کہا: نہیں ہم تو زندہ ہیں وہ تو پہلی حالت تھی اب تو ہم فَاَحْیَاکُمْ کے مصداق ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہم کو زندہ کر دیا ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: جس طرح یہ آیت حق ہے مگر آپ کی موت کے لئے اس کو پڑھنا بے موقع ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی وفات کے بعد انہیں بہت اعلیٰ قسم کی حیات قبر میں عطا فرمائی ہے۔ یہ آیتیں تو ان کو سنائیں جو موت آنے کے قائل نہ ہوں۔ جب ایک دفعہ موت آ گئی تو کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْت اور اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ کا وعدہ پورا ہو گیا۔ ہم قطعاً موت کا انکار نہیں کرتے۔ ہم تو دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی آیت کا صحیح معنی سمجھا دیں۔

پھر حضرت نے ایک لطیفہ سنایا کہ ایک بابا جی لیسٹرین گئے، باہر

طلباء کھڑے تھے۔ باباجی نے اونچی آواز سے یہ دعاء پڑھنی شروع کر دی: اللّٰھم ارحنی رائحة الجنة ولا ترحنی رائحة النار۔ طلباء نے سمجھا کہ شاید باباجی وضو کے لئے بیٹھ گئے ہیں کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ یہ دعاء ناک میں پانی ڈالتے وقت پڑھی جاتی ہے۔ جب باباجی باہر آئے تو طلباء نے پوچھا: باباجی! وضو کر لیا ہے؟ باباجی نے کہا: وضو کہاں؟ ابھی تو صرف استنجا ہی کیا ہے۔ باباجی! بڑا استنجا کیا ہے یا چھوٹا؟ اس نے کہا: بڑا۔ اچھا باباجی! آپ دعاء کونسی پڑھ رہے تھے؟ باباجی نے پھر وہ دعاء سنادی یعنی اللّٰھم ارحنی رائحة الجنة ولا ترحنی رائحة النار۔ طلباء نے کہا: باباجی! آپ کو دعاء تو خوب یاد ہے لیکن آپ کو اس کا موقع بھول گیا جہاں مرضی پڑھنی شروع کر دیتے ہو۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: یہی حال ان غیر مقلدین کا ہے کہ اگر ان کو ایک آیت اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ یاد ہو گئی ہے تو یہ باباجی کی طرح ہر جگہ پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہم دعاء کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطاء فرمادیں کہ یہ آیت کس موقع پر پڑھنی ہے۔

پراٹھے سے استنجا

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: شہداء کی حیات قرآن سے ثابت ہے اور شہداء کا درجہ تیسرا ہے۔ جب شہید کی حیات ہے تو صدیقین کی حیات ان سے اعلیٰ ہے اور انبیاء کی حیات ان سے اعلیٰ ترین ہے کیونکہ ان شہداء کو جو حیات ملی ہے وہ نبی پاک ﷺ کی تابعداری سے ملی ہے۔ اگر یہ نبی ﷺ کے تابعدار نہ ہوتے تو ان کو یہ انعامِ الٰہی کبھی نہ ملتے۔ قرآنِ پاک میں شہداء کی حیات بعبارت النص ثابت ہے اور صدیقین اور نبیین کی بدلالۃ

النص ثابت ہوئی۔ دلالۃ النص بھی عبارت النص کی طرح قطعی ہوتی ہے اس میں اجتہاد کی گنجائش نہیں ہوتی کہ علت تلاش کی جائے۔ دلالۃ النص کیسی ہوتی ہے؟ اسے مثال سے سمجھیں۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک مماتی تھا وہ میرے پاس بحث کے لئے آیا کہ اس آیت میں انبیاء کا لفظ ہی نہیں آپ کس طرح کہتے ہیں کہ انبیاء کی حیات اس آیت سے ثابت ہوتی ہے۔ اس مماتی کا لڑکا مدرسے میں پڑھتا تھا۔ حضرت نے فرمایا: تیرا لڑکا تیرے منہ پہ جوتے مارنے لگے اور تو قرآن کی آیت سنائے: فَلَا تَقُل لَّهُمَآ اُفٍّ ۔ وہ کہے: میں اُف کب کہتا ہوں میں تو جوتے مارتا ہوں۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: تو اس کو کس آیت سے روکے گا؟ مماتی نے کہا: اسی آیت سے۔ حضرت نے فرمایا: وہ اُف تو نہیں کہہ رہا بلکہ جوتے مار رہا ہے۔ مماتی نے کہا: جب اُف کہہ کر والدین کو چھوٹا صدمہ پہنچانا حرام ہے تو جس سے زیادہ صدمہ ہو گا وہ زیادہ حرام ہو گا۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تیری طرح تیرا بیٹا کہے کہ مجھے قرآن میں جوتے کا لفظ دکھاؤ جس طرح تو کہتا ہے کہ مجھے نبی کا لفظ قرآن سے دکھاؤ۔ اسی طرح تیرا بیٹا تیرے منہ میں پیشاب کرنے لگے اور کہے کہ قرآن میں اُف کہنا منع ہے پیشاب کرنا تو منع نہیں۔ یہ ہے دلالۃ النص کہ جب ادنیٰ تکلیف حرام ہے تو بڑی تکلیف بدرجہ اولیٰ حرام ہو گی۔

دلالۃ النص کی دوسری مثال حضرت نے یہ دی کہ حدیث پاک میں ہے کہ ہڈی سے استنجا نہ کرو کیونکہ جن کہتے ہیں کہ یہ ہماری خوراک ہے۔ اس حدیث کے پیش نظر فقہاء نے لکھا ہے کہ جانوروں کے چارے سے استنجا نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ان کی خوراک تو نظر آتی ہے۔ جنوں کی

خوراک کا ذکر حدیث میں آیا ہے کہ استنجا منع ہے اور جانوروں کی خوراک کا ذکر فقہاء نے کر دیا ہے۔ اب کوئی مماتی کہے کہ میں پراٹھے سے استنجا کروں گا نہیں تو مجھے حدیث میں پراٹھے کا لفظ دکھاؤ کہ اس سے استنجا منع ہے ورنہ میں کروں گا تو اس کو یہ جواب دیا جائے گا کہ جب جن اور جانور کی غذا کا احترام ہے تو انسان تو اشرف المخلوقات ہے اس کی خوراک کا بطریق اولیٰ احترام کرنا ضروری ہوگا، یہ ہے دلالۃ النص۔ اسی طرح آیت میں شہداء کی حیات لفظوں میں آگئی اور جو ان سے اعلیٰ ہیں ان کی حیات بدلالۃ النص ثابت ہو گئی۔

مولوی امین نوں سد دی آں

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہماری ایک بچی کو جنات کی تکلیف ہو گئی۔ ایک عامل کو بلایا۔ اس نے ایک تعویذ جلایا، جن حاضر نہ ہوا۔ اس نے دوسرا جلایا جن پھر بھی حاضر نہ ہوا۔ پھر تیسرا جلایا تب بھی جن حاضر نہ ہوا۔ عامل نے مجھے کہا کہ خوشبو اور سیاہی لاؤ۔ میں لینے چلا گیا تو بعد میں حاضری ہو گئی۔ عامل نے اس سے پوچھا: تو نے دیر کیوں لگائی؟ جن نے کہا: مجھے امین صاحب سے شرم آتی تھی۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تجھے اس سے شرم نہ آئی کہ تو میری بچی کو تنگ کرتا ہے مگر مجھے دیکھ کر تجھے شرم آتی ہے۔ جن نے کہا: مولوی صاحب میں قسم کھاتا ہوں کہ آئندہ کبھی نہیں آؤں گا۔ کچھ دن تو بچی ٹھیک رہی پھر وہی تکلیف دوبارہ ہو گئی۔ وہی عامل پھر بلائے گئے۔ اس نے حاضری کرائی، جن آیا جس کا نام ظہور حسین تھا۔ اس سے پوچھا تو پھر کیوں آگیا ہے۔ اس نے کہا: میں تو اس وقت سے تبلیغی

جماعت میں چل رہا ہوں یہ تو کوئی چوہڑے ہیں جو تنگ کر رہے ہیں اگر آپ نہ بلاتے تو میں اب بھی نہ آتا۔

حضرت رحمہ اللہ کی والدہ ماجدہ نے بتلایا کہ میں تہجد پڑھ رہی تھی، بجلی گئی ہوئی تھی، لالٹین جل رہی تھی تو کبھی اس کی بتی اونچی ہو جاتی اور کبھی نیچی۔ امی جی کہتی ہیں: مجھے ڈر تو آیا لیکن مجھے علم تھا کہ ظہور حسین پھر رہا ہے کیونکہ جب چوہڑے آتے تو بدبو پھیل جاتی تھی اور جب ظہور حسین ہوتا تو خوشبو ہوتی تھی۔ امی جی نے دو رکعت پر سلام پھیر کر فرمایا: اچھا میں امین نوں سد دی آں یعنی میں امین کو بلاتی ہوں۔ وہ بتی ٹھیک کر کے چلا گیا۔ راقم الحروف عطاء اللہ نے عرض کیا حضرت جنات بھی آپ سے شرم کرتے ہیں؟ حضرت رحمہ اللہ نے فوراً فرمایا: مگر غیر مقلد شرم نہیں کرتے۔ یہ بات کہہ کر حضرت بہت ہنسے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو آخرت میں بھی خوش رکھیں۔

سبز پرندوں والی حدیث

مماتی جب لاجواب ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ حدیث میں شہداء کی حیات کی تشریح سبز پرندوں سے کی گئی ہے لہٰذا اور تشریح کی ضرورت نہیں۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سبز پرندوں والی حدیث اس آیت کی تشریح نہیں بلکہ آلِ عمران والی آیت کی تشریح ہے، دوسری بات کہ سبز پرندوں والی حدیث ان کو پڑھنی ہی نہیں چاہئے اسی لئے مولوی سعید چتروڑی نے میرے سامنے یہ حدیث نہیں پڑھی کیونکہ وہ پہلے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول پڑھ بیٹھا تھا۔ اس قول میں دو راوی ہیں: اعمش اور

ابو معاویہ۔ چتروڑی نے اپنے رسالہ میں لکھا تھا کہ اعمش تدلیس کا مریض ہے اور ابو معاویہ شیعہ ہے۔ میں نے مناظرہ ہی میں کہہ دیا کہ یہ حدیث تو نے کیوں پیش کی؟ سبز پرندوں والی حدیث میں یہی دو راوی ہیں: اعمش اور ابو معاویہ، کہیں وہ نہ پڑھ دینا۔ اس نے ڈر کر پھر یہ حدیث نہیں پڑھی۔ چتروڑی نے عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ والی آیت پڑھی اور کہا عِنْدَ رَبِّهِمْ ہے یہاں نہیں ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: عِنْدَ رَبِّهِمْ کا تعلق يُرْزَقُوْنَ سے ہے احیاء کے ساتھ نہیں اگر بالفرض اس کا معنی یہی کرتا ہے تو قرآن میں آیا ہے: اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَام تو تو اعلان کر کہ میں دنیا میں مسلمان نہیں ہوں اللہ کے ہاں ہوں گا اور نہ ہی جماعت اشاعۃ التوحید والسنہ کے قریب اسلام آیا ہے ان سے اسلام بہت دور ہے۔ اس کے بعد اس نے کبھی بھی عِنْدَ رَبِّهِمْ والی آیت پیش نہیں کی۔

حیات اور موت کا ایک ہی معنی

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مماتی موت کا معنی بہت جلد بتلا دیتے ہیں۔ جب اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ پر بات ہو رہی تھی تو حضرت نے ایک مماتی مولوی سے پوچھا کہ موت کا کیا معنی ہے؟ اس نے کہا: روح نکل گئی اور جسم سے اس کا کوئی تعلق نہیں رہا یہی موت ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے تین دفعہ لوگوں کو بتلایا کہ مولوی صاحب نے موت کا یہ معنی بتلایا ہے کہ روح باہر ہو اور جسم سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو۔ حضرت نے فرمایا کہ ذرا حیات کا معنی بھی ارشاد فرمائیں کیونکہ آیت میں بَلْ اَحْيَآءٌ ہے۔ مولوی صاحب نے تین دفعہ یوں دیکھا کیونکہ اس نے حیات کے بھی

معنی بتلانے تھے کہ روح باہر ہے اور یہی معنی وہ موت کا بتلا چکا تھا۔ وہ مولوی کانپنے لگا، کبھی کانپ کر اِدھر گرتا کبھی کانپ کر اُدھر گرتا۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: آخر حیات کا کوئی معنی تو ہے۔ بہت پریشان ہو کر کہنے لگا: حیات کا ایک معنی تو وہی ہوتا ہے جو موت کا ہے، اس بات سے اس کی پارٹی والے ناراض ہو گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ حیات اور موت میں کوئی فرق نہیں پھر لڑائی کس بات کی ہے؟ حضرت نے فرمایا: جو شخص روح کو علیین یا سجین میں بتلاتا ہے اور جسم کے ساتھ روح کا تعلق نہیں مانتا اس نے شہدا کو مردہ کہہ دیا ہے اگرچہ لفظ مردہ کا استعمال نہیں کیا اور قرآنِ پاک کی نص صریح کا انکار کر دیا ہے۔

مولوی سعید کماد میں چھپ گیا

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: جب پہلی دفعہ میں نے گکھڑ ہٹہ میں اس موضوع پر تقریر کی تو مولوی سعید وہاں تھا اور اس کی جماعت اشاعۃ التوحید والسنہ کا صدر مہر حق نواز بھی تھا۔ اس نے کھڑے ہو کر کہا: اب جانا نہیں مناظرہ ہوگا۔ حضرت نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ حضرت مولانا محمد انور صاحب (برادر خورد) مدرس کبیر والا (حال مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان) اور دار العلوم کبیر والا کے مہتمم اور اساتذہ کرام اپنی گاڑی لے کر کتابیں لینے چلے گئے اور حضرت کو وہیں ٹھہرا گئے۔ حضرت گکھڑ ہٹہ میں ٹھہرے رہے۔ رات کو وہاں آرام کیا، صبح کو درس دیا تو مہر حق نواز اور پانچ سات اس کے ساتھی درس سنتے رہے۔ درس کے بعد مہر حق نواز نے کہا کہ مولوی سعید رات سے کماد میں چھپ گیا ہے اب تک نہیں ملا، یہ بات

اس نے مسجد میں بیٹھ کر کہی۔ اس نے کہا: مولوی سعید کا استاد اللہ بخش موجود ہے لہٰذا اب آپ کا مناظرہ اس سے ہو گا۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ بھی ٹھیک ہے۔ حضرت پانچ سات آدمی ساتھ لے کر مہر حق نواز کے گھر چلے گئے اور اتنے ہی آدمی اس کے ساتھ بھی تھے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ دینی مسائل ہیں کوئی کھیل تماشا نہیں، میں اور مولوی اللہ بخش بات کریں گے اور عربی عبارات پڑھیں گے، آپ کو تو سمجھ آئے گی نہیں، نتیجتاً میرے ساتھی کہیں گے امین زندہ باد اور ان کے ساتھی کہیں گے اللہ بخش زندہ باد کیونکہ پتہ تو چلے گا نہیں کون کیا کہتا ہے؟ اگر واقعی آپ نے مسئلہ سمجھنا ہے تو علماء دیوبند کے تراجم قرآن و حدیث موجود ہیں۔ میں طریقہ یہ اختیار کروں گا کہ قرآن یا حدیث پڑھوں گا اور ان کا جو ترجمہ یا تشریح ہو گی وہ نکال کر مہر حق نواز کو دوں گا کہ وہ پڑھ کر آپ کو سنا دیں۔ مولوی اللہ بخش بھی یہی کریں گے کہ ترجمہ اور تشریح نکال کر ہمارے اس آدمی کو دے دیں گے وہ پڑھ کر سب کو سنا دے گا۔ زیادہ نہیں دو دو لیلیں بھی کافی ہیں اگرچہ وقت دو دو گھنٹے لگ جائے گا لیکن آپ کو پتہ چل جائے گا کہ کوئی چیز ہمارے پاس ہے۔ سب نے کہا کہ یہ طریقہ بہت اچھا ہے اور بالکل ٹھیک ہے۔

حضرت رحمہ اللہ نے حدیث الانبیاء احیاءٌ فی قبورھم یصلون دکھلائی، چونکہ عوام عبارت النص کو زیادہ سمجھتے ہیں۔ اس پر یہ بھی لکھا تھا کہ یہ حدیث متواتر ہے فلاں فلاں نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مولوی اللہ بخش نے کہا: یہاں دنیوی کا ذکر ہے کہ یہ دنیوی حیات ہے۔ حضرت نے فرمایا: جس کو تم برزخی کہتے ہو اس برزخی کا ذکر کہاں ہے؟ مولوی صاحب

نے کہا: وہ بھی نہیں ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: پھر یہ حدیث متواتر ہے جس کے بیان کرنے والے بہت زیادہ ہیں۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: حدیث کے الفاظ ہیں: الانبیاء احیاءٌ فی قبورھم اللہ کے نبی کی قبر مسلمان تو مسلمان کافر بھی یقین کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ہے۔ حضرت نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ مانتے ہیں؟ جواب دیا: جی ہاں مانتے ہیں۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: مسلمان تو مسلمان کافر بھی یقین کرتے ہیں کہ اس قبر میں وہی جسم اطہر ہے جو بی بی آمنہ کے بطن مبارک سے پیدا ہوا، جس پر چالیس برس کی عمر میں وحی نازل ہوئی، جس نے ہجرت کی تھی، جس نے معراج کیا تھا۔ جب قبر میں حیات ہے تو اسی جسد اطہر میں حیات ہوئی یا نہیں؟ جب ہم دنیوی حیات کہتے ہیں تو اس سے ہمارا مطلب اتنا ہی ہوتا ہے کہ دنیا والے جسد اطہر میں حیات ہے اور وہ پردے میں ہے اسی لئے اس کو برزخی کہتے ہیں کبھی اس کو روحانی حیات بھی کہہ دیتے ہیں۔ یہ چیزیں آپس میں متضاد نہیں ہیں تو جسمانی کہنے کا مطلب ہے کہ دنیا والا جسم ہی فائز الحیات ہے دوسرے وَلٰکِن لَّا تَشۡعُرُوۡنَ کی مد میں ہے اس لئے ہم سے پردہ میں ہے۔ فقط اتنی ہی بات پر انہوں نے شور مچایا ہوا ہے اور مماتیوں نے پانچ الفاظ کے معانی بدل دیئے ہیں، موت کا معنی انہوں نے بدل دیا ہے۔ قرآن میں موت کے دو معنی ہیں: کَیۡفَ تَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَکُنۡتُمۡ اَمۡوَاتًا فَاَحۡیَاکُمۡ یعنی روح کے تعلق سے پہلے بھی موت کہا گیا ہے۔ دوسرا معنی روح کے نکل جانے کے بعد موت کیا گیا ہے۔ مماتی صرف روح نکل جانے کو کہتے ہیں پہلا معنی کیوں نہیں بتلاتے کہ جتنی آیتیں بتوں کے بارے میں آئی ہیں پہلے معنی میں ان کو بھی قرآن نے

مردہ کہا ہے کیونکہ روح آئی ہی نہیں۔ مماتیوں نے بتوں والی آیات نبی پر فٹ کرنی تھیں اس لئے یہی معانی پکے کئے کہ بت مراد نہیں کیونکہ ان میں تو روح آئی ہی نہیں نکل کیسے گئی؟ معاذ اللہ۔

قبروں والے ذوی العقول بن گئے

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: جب میں نیو ٹاؤن میں پڑھاتا تھا تو میرے درس میں ایک مماتی بچی (معلّمہ) آئی ہوئی تھی۔ مولوی عبد الرحیم صاحب نے کہا کہ وہ کچھ سوالات کرنا چاہتی ہے اور کچھ سمجھنا چاہتی ہے۔ حضرت نے فرمایا: ٹھیک ہے اور بچی سے فرمایا کہ جلالین کھول کر سامنے رکھ لو اور حضرت نے یہ آیت نکالی: اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہِ حَصَبُ جَھَنَّم۔ جلالین کے حاشیہ میں بھی لکھا ہے اور دوسری جگہ بھی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ایک کافر عبد اللہ زبیری نے حضور ﷺ سے مناظرہ شروع کر دیا اور پوچھا کہ مسیح اور عزیر اور فرشتے جن کی عبادت کی جاتی ہے یہ بھی جہنم میں جائیں گے کہ قرآن میں یہی آیا ہے کہ تم اور تمہارے معبود جہنم میں جائیں گے تو ہمارے بت اگر چلے گئے تو یہ سودا کوئی مہنگا نہیں، کافروں نے بہت تالیاں بجائیں لیکن حضور ﷺ خاموش رہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا جواب آئے۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُم مِّنَّا الْحُسْنٰیٓ اُولٰٓئِکَ عَنْھَا مُبْعَدُوْن۔ حضرت نے فرمایا کہ زبیری نے اس آیت میں معاذ اللہ نبیوں کو شامل کر لیا۔ ہاں اس سے ایک فائدہ کی بات بھی نکلی کہ اگرچہ عبد اللہ زبیری نے جماعت بنا کر اس کا نام اشاعۃ التوحید والسنہ نہیں رکھا تھا لیکن یہ قاعدہ کہ بتوں والی بات

میں نبیوں کو شامل کرنا ہے سب سے پہلے یہ معنی اس نے بتایا ہے تو گویا اشاعۃ التوحید والسنہ کا اصل بانی عبد اللہ زبیری کافر ہے، اس نے جو اصول بنایا تھا وہی اصول آج بھی اشاعۃ التوحید والسنہ والوں کے ہاں جاری ہے۔

وہ لڑکی یہ باتیں ٹیپ کر کے لے گئی۔ ٹیپ سن کر مماتی مولویوں نے کہا کہ مولوی امین ان پڑھ آدمی ہے اسے پتہ نہیں کہ اس آیت میں "ما" کا لفظ ہے جو غیر ذوالعقول کے لئے آتا ہے اور ذوالعقول کے لئے "من" آتا ہے۔ یہ جواب گجرات والی زکیہ نے دیا اور کہا کہ امین گرائمر وغیرہ تو جانتا نہیں ویسے ہی شور مچا رکھا ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے اور جوابات کے ساتھ یہ جواب بھی دیا کہ یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ توضیح تلویح، نور الانوار وغیرہ کتب سے دکھلایا کہ "ما" عام ہے ذوالعقول اور غیر ذوالعقول کے لئے البتہ اکثر استعمال غیر ذوالعقول کے لئے ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ مثال تو میں نے تجھے سمجھانے کے لئے دی ہے اور زکیہ کے سمجھانے کے لئے یہ ہے کہ اس سے پوچھنا کیا تو نے نکاح اس لئے نہیں کیا کہ قرآن میں ہے: فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ۔ اس میں "ما" ہے جو غیر ذوالعقول کے لئے ہے کہ جب تک تجھے عقل ہے نکاح نہیں کرے گی اور جب عقل جاتی رہے گی اور تو غیر ذوالعقول بن جائے گی تو پھر قرآن کے مطابق نکاح کرے گی۔ لڑکی نے کہا: یہ جواب بہت سخت ہے۔ حضرت نے فرمایا: سخت ضرور ہے مگر اسے سوچنے پر مجبور کرے گا لہٰذا ضرور پوچھ کر آنا۔

حضرت رحمہ اللہ نے پوچھا کیا واقعی پکی بات ہے کہ من ذوالعقول کے لئے آتا ہے۔ لڑکی نے کہا: جی ہاں پکی بات ہے۔ حضرت نے فرمایا: وَمَآ

اَنۡتَ بِمُسۡمِعٍ مَّنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ کی بنا پر تو سارے قبروں والے ذوالعقول بن گئے اور پھر جب عقل اور شعور ثابت ہو گیا تو حیات اور ثواب وعذاب ثابت ہونے میں کیا ممانعت ہے۔ لڑکی نے کہا: ہمیں روزانہ یہ آیت پڑھاتے ہیں مگر یہ نکلی ان کے خلاف۔ بہر حال اس کے بعد وہ لڑکی ان کے ہاتھوں سے نکل کر اہل السنۃ والجماعۃ ذوالعقول میں داخل ہو گئی۔

جسم کا بغیر روح کے تسبیح پڑھنا

ایک مماتی سے حضرت نے پوچھا: کیا تو اس کو مانتا ہے کہ ہر چیز تسبیح پڑھتی ہے؟ اس نے کہا: ہاں مانتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: کیا حضور پاک ﷺ کا جسم اطہر تسبیح پڑھتا ہے؟ کہنے لگا: ہاں۔ حضرت نے پوچھا: کیا بغیر تعلق روح کے؟ کہنے لگا: جی ہاں بغیر تعلق روح کے۔ اس کے ساتھی اس سے لڑ پڑے کہ ادھر تو کہتا ہے کہ بغیر تعلق روح کے کچھ ہوتا ہی نہیں اور ادھر کہتا ہے کہ جسم بغیر تعلق روح کے تسبیح پڑھتا ہے۔

جنت میں مردے رہتے ہیں؟

حضرت رحمہ اللہ نے ایک مماتی سے پوچھا کہ حدیث میں ہے: روضة من رياض الجنة۔ کیا آپ اس کو مانتے ہیں کہ وہ جگہ واقعی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے؟ کہنے لگا: جی ہاں۔ حضرت نے فرمایا: ایک حدیث ایسی پڑھو جس میں یہ ہو کہ جنت میں مردے رہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا یا تو اس کو جنت کہنا چھوڑ دو یا ان کو مردہ کہنا چھوڑ دو، ایک بات تو چھوڑنا ہی پڑے گی۔ اس پر وہ لاجواب ہو گیا۔

کیا عرش خدا سے بڑا ہے؟

حضرت نے فرمایا کہ میں مکہ سے مدینہ جا رہا تھا۔ راستہ میں غیر مقلدین شرارتیں کر رہے تھے، بس میں بیٹھے ہوئے ایک دوسرے کو کہہ رہے تھے کہ روضہ پاک کی زیارت کی نیت نہ کرنا مسجد نبوی کی نیت کرنا۔ حضرت نے فرمایا: یہ آپ کو گمراہ کر رہے ہیں آپ روضہ پاک کی ہی نیت کریں مسجد میں تو جانا ہی جانا ہے۔ وہ حضرت رحمہ اللہ کی طرف دیکھنے لگے۔ حضرت نے فرمایا کہ لوگ مکہ سے مدینہ کیوں جاتے ہیں ایک لاکھ کا ثواب چھوڑ کر پچاس ہزار کا ثواب لینے کے لئے؟ یہ کوئی عقل مندی تو نہیں کہ اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو حاصل کیا جائے وہ بھی اتنا لمبا سفر کر کے اور اتنے پیسے لگا کر، یہ اتنا نقصان کیوں کرتے ہیں؟ معلوم ہوا کہ وہاں کوئی ایسی چیز ضرور ہے جو بیت اللہ میں بھی نہیں ہے، جس کی شان بیت اللہ سے بھی بڑھ کر ہے۔ ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ وہ خاکِ پاک جو جسد اطہر سے مس کر رہی ہے وہ درجہ میں عرشِ اعظم اور بیت اللہ دونوں سے بڑھ کر ہے۔

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: کوئی یہ نہ سمجھے کہ خدا سے مصطفیٰ کے مکان کو بلند کر دیا ہے اس لئے کہ خدا لامکان ہے، اگر خدا کا مکان ہوتا تو ہم اسے مصطفیٰ کے مکان سے اعلیٰ سمجھتے، لیکن چونکہ خدا لامکان ہے اس لئے جتنے مکان والے ہیں ان میں سب سے زیادہ شان مصطفیٰ کی ہے۔ غیر مقلد جلدی سے بولا: اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى اللہ کا بھی مکان ہے عرشِ اعظم۔ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: آپ کو مکان، مکین کا معنی بھی آتا ہے؟ مکان ہمیشہ مکین سے بڑا ہوتا ہے اسی لئے تو آدمی اس کے اندر بیٹھتا ہے۔ کیا عرش خدا تعالیٰ سے بڑا ہے اور وہ خدا کو گھیرے ہوئے ہے؟ غیر مقلد نے

کہا: بے شک عرش بڑا ہے۔ حضرت نے فرمایا: پھر تو نماز کے شروع میں "اللہ اکبر" کیوں کہتا ہے "العرش اکبر" کیوں نہیں کہتا؟ جب تو اللہ اکبر سے نماز شروع کرتا ہے پھر تو بڑا بے ایمان ہے کہ تجھے اللہ سے بھی بڑی چیز مل گئی پھر بھی تو اللہ اکبر ہی کہتا ہے۔ وہ شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا۔

کیا نبی کا وسیلہ اللہ کو پسند نہیں؟

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: میں پہلے دن جب ملتزم کو چمٹا تو شرطے نے مجھے پیچھے کر دیا۔ مجھے بڑا غصہ آیا۔ پھر جب میں دوسری مرتبہ چمٹا تو غصے میں پولیس والے شرطے کو سنانے کے لئے یہ دعاء پڑھنی شروع کر دی: اللّٰھم انی اسئلك بوسیلة محمد نبیك ورسولك وحبیبك۔ تو شرطہ کہنے لگا: شرك۔ حضرت نے فرمایا: لیس بشرك بل توسل۔ شرک نہیں یہ توسل ہے۔ شرطے نے کہا: التوسل بالاعمال لا بالذوات اور کہا صل رکعتین ثم توسل یعنی دو رکعت نفل پڑھ کے اس سے توسل کر۔ حضرت نے فرمایا: رکعتاك احب الی اللہ من محمد صلی اللہ علیه وسلم کہ تیری دو رکعتیں اللہ کو محمد ﷺ سے زیادہ محبوب ہیں اور نبی کا وسیلہ اللہ کو پسند نہیں؟ شرطہ چپ ہو گیا۔

حیات النبی کا مسئلہ اجماعی مسئلہ ہے

میں نے حضرت سے پوچھا کہ حیات النبی کا انکار سب سے پہلے کس نے کیا؟ حضرت نے فرمایا: عنایت اللہ شاہ بخاری سے پہلے کسی نے انکارِ حیات نہیں کیا۔ حضرت نے فرمایا: عنایت اللہ شاہ شجاع آباد میں تقریر کر رہا

تھا کہ سارے انبیاء اور صحابہ میرے عقیدے پر تھے۔ حضرت نے فرمایا: گویا عنایت اللہ انبیاء اور صحابہ کے عقیدے پر نہیں ہے بلکہ انبیاء اور صحابہ اس کے عقیدے پر تھے۔ بہت پرانی بات ہے مدرسہ بھی ان کا تھا اور حضرت مولانا امین صاحب کو بھی بلایا ہوا تھا۔ حضرت لیٹے ہوئے تھے کہ پانچ سات آدمی آئے اور کہنے لگے: دیکھو شاہ صاحب کیا کہہ رہے ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ شاہ صاحب اپنے سے پہلے ایک بھی نام پیش نہیں کر سکتے جو اس عقیدے کا ہو۔ ان آدمیوں نے یہی بات لکھ کر نیچے حضرت کا نام لکھ کر چٹ شاہ صاحب کو بھیج دی۔ شاہ صاحب نے پرچی اور حضرت کا نام پڑھ کر کہا کہ مولوی امین کا مطالعہ کمزور ہے ابن عبد الہادی حنبلی جن کی کتاب الصارم المنکی ہے وہ اس عقیدہ کا تھا جو ہمارا ہے گویا نہ کوئی نبی رہا نہ کوئی صحابی رہا اب صرف ابن عبد الہادی رہ گیا جو آٹھویں صدی کا تھا۔ حضرت رحمہ اللہ نے پھر خود چٹ لکھی کہ ابن عبد الہادی نے اپنی اس کتاب میں جو عقیدہ لکھا ہے آپ اسی پر دستخط کر دیں کہ وہ صحیح ہے، چلو اسی کو مانو کہ وہ تو کافروں تک کے سماع کا قائل ہے۔ حضرت نے فرمایا: آپ کے دستور میں لکھا ہے جو عوام کے سماع کا قائل ہو وہ اشاعت التوحید والسنہ کا ممبر نہیں بن سکتا۔ آپ کو آج ملا ہی ایک رکن ہے جو ابن عبد الہادی حنبلی ہے۔ چلو لکھیں کہ میں ابن عبد الہادی کے عقیدے پر ہوں۔ جب یہ چٹ گئی تو پڑھ کر سنائی اور کہا کہ مناظرہ علماء کا کام ہے میں طالب علم ہوں میں ان باتوں میں نہیں پڑتا۔

حضرت رحمہ اللہ نے پھر چٹ لکھی کہ چلو آپ اپنے سے پہلے کسی سنی کا نام لیں جو صحابی، تابعی یا مجتہد نہ سہی صرف سنی ہو اپنے آپ کو سنی

کہلواتا ہو، چاہے شرابی ہو زانی ہو بد معاش ہو اچکا ہو کوئی ہو صرف اپنے آپ کو سنی کہلاتا ہو اور حیات النبی کا منکر ہو اور یہ کہتا ہو کہ روح کا تعلق جسد اطہر سے نہیں ہے، یہ بات آپ کسی ڈاکو اور چور سے بھی نہیں دکھلا سکتے کیونکہ وہ تو دنیا کے چور اور ڈاکو تھے دین کے چور اور ڈاکو ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے اس لئے حیات النبی ﷺ کا منکر کوئی نہ تھا۔ حیات النبی ﷺ کا مسئلہ ایک اجماعی مسئلہ ہے۔

ناک ہے یا کٹ گئی

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یونس نعمانی مماتی کو میں نے مناظرے میں کہا کہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے متعلق ۳۰ آیات ہیں اور سعید کہتا ہے کہ ۷۰ آیات ہیں، یہ ستر آیات مرزا محمود نے وفاتِ مسیح میں لکھی ہیں اور ان سے کام سعید لے رہا ہے البتہ سعید اپنے استاد سے آگے بڑھ گیا ہے کیونکہ مرزا نے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کی مگر سعید نے تمام انبیاء علیہم السلام کی وفات اور بعد میں عدم حیات ثابت کر دی۔

حضرت رحمہ اللہ نے مناظرہ میں مولوی سعید چتروڑی کے سامنے جب آیات حیات شہداء پڑھیں تو مولوی سعید نے کہا کہ کسی مفسر سے اس کی روایت دکھلاؤ تو میں ناک کٹوا دوں گا۔ پھر حضرت نے تین چار عبارتیں پڑھیں اور ہر عبارت کے بعد حضرت پوچھتے کہ دیکھو ناک ہے یا کٹ گئی، اگر رہ گئی ہے تو ایک عبارت اور پڑھ دوں۔ بہر حال نعمانی مناظرے میں چیخا کہ آپ نے مجھے مرزائی کہا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اس

آیت کی تفسیر میں کسی مفسر نے تمہارے عقیدے سے ملتی بات لکھی ہو تو وہ دکھلا دو، وہ کہاں سے دکھلاتا؟۔

خس کم جہاں پاک

راولپنڈی میں ایک گھر میں غیر مقلد پروفیسر درس دے رہا تھا۔ حضرت رحمہ اللہ کا شاگرد قمر الدین وہاں موجود تھا۔ وہ غیر مقلد بار بار کہہ رہا تھا کہ ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں کسی امتی کی بات نہیں مانتے۔ پروفیسر نے بعد میں کہا کہ کسی نے سوال پوچھنا ہو تو پوچھ لے۔ حضرت کا شاگرد کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ قرآن ہمارے گھر میں ہے لیکن حدیث کسے کہتے ہیں؟ پروفیسر نے کہا کہ حدیث کہتے ہیں نبی کے قول، فعل اور اس کام کو جس سے نبی نے روکا نہ ہو اور وہ کام نبی کے سامنے ہوا ہو، اسی کو حدیث کہتے ہیں۔ حضرت کے شاگرد نے کہا کہ ذرا دوبارہ سنا دیں تاکہ مجھے یاد ہو جائے۔ اس نے دوبارہ یہی بات دہرا دی تو حضرت کے شاگرد نے کہا: لوگو! آپ نے سن لیا ہے کہ حدیث کی تعریف کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ اب حضرت کے شاگرد نے کہا کہ جس آیت میں حدیث کی یہ تعریف ہے کہ حدیث نبی کے قول، فعل اور تقریر کو کہتے ہیں وہ آیت ذرا پڑھ دیں۔ بے چارہ کہاں سے پڑھتا؟ پروفیسر نے کہا کہ قرآن میں نہیں ہے۔ اب حضرت کا شاگرد بولا کہ اچھا یہ جس حدیث کا ترجمہ ہے وہ حدیث ہی سنا دیں۔ کہنے لگا کہ حدیث میں بھی نہیں ہے۔ اس شاگرد نے کہا کہ تو سارا دن جھوٹ بولتا رہا ہے، امتیوں سے چوری کر کے تعریف بتلا رہا ہے اور کہتا ہے کہ ہم قرآن و حدیث کے سوا کچھ نہیں مانتے۔ اس پر لڑائی ہو گئی۔

مالک مکان نے سب کو گھر سے نکال دیا اور آئندہ درس سے منع کر دیا۔ خس کم جہاں پاک۔ آئندہ سب محلہ والے اس کی سمع خراشی سے محفوظ ہو گئے۔

ایک مہینہ کے بعد اسے دوسرا مکان مل گیا۔ درس ہوا تو وہی قمرالدین بھی پہنچ گیا۔ پروفیسر نے پھر یہ بات نہیں کہی کہ ہم صرف دو چیزوں کو مانتے ہیں۔ درس کے بعد قمرالدین نے کہا کہ قرآن پاک کی ساری آیات صحیح ہیں یا کچھ ضعیف بھی ہیں؟ کہنے لگا کہ ساری آیات صحیح ہیں ضعیف کوئی نہیں۔ پھر سوال کیا کہ اچھا حدیث پاک کی ساری روایات صحیح ہیں یا کچھ ضعیف بھی ہیں؟ تو کہنے لگا کہ کچھ ضعیف بھی ہیں۔ قمرالدین نے کہا کہ ان کو صحیح یا ضعیف کس نے کہا؟ مجھے صرف ایک حدیث ایسی سنا دو جس کو صحیح یا ضعیف اللہ یا اس کے رسول نے کہا ہو کیونکہ آپ دن رات کہتے ہیں کہ ہم دلیل سے ہر بات مانتے ہیں۔ پروفیسر خاموش ہو گیا۔ قمرالدین نے کہا کہ تم چودھویں صدی کے لوگوں کی بات مانتے ہو، آخر ائمہ خیر القرون نے کونسا جرم کیا ہے کہ تم ان کی بات نہیں مانتے؟

جو آئے سما جائے

مولوی شمشاد سلفی نے مناظرہ راولپنڈی میں کہا کہ چکلے میں جانے والے کون؟ غیر مقلدوں نے بلند آواز سے کہا: حنفی۔ وہاں بیٹھنے والی کون؟ غیر مقلدوں نے کہا: حنفی۔

حضرت نے خطبہ کے بعد جواب دیا کہ مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری کے ساتھ مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد جا رہے تھے۔ راستے میں چکلہ آ گیا تو مولوی ثناء اللہ نے کہا کہ مولانا! یہاں سب حنفنیں بیٹھی

ہیں۔ مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری نے جواب دیا کہ خدا کی قسم! میرا ابھی ان کے پاس آنا جانا نہیں ہوا اس لئے معلوم نہیں کہ یہ کون بدقسمت ہیں، مجھے ان کا مذہب معلوم نہیں، یہ تو اس شخص کو پتہ ہوگا جو ان سے راہ ورسم رکھتا ہوگا۔ مولانا شمشاد صاحب تجربہ کار معلوم ہوتے ہیں جن کو ان کے مذہب کا بھی علم ہے۔

پھر حضرت نے فرمایا کہ میں آپ کا دل نہیں توڑنا چاہتا۔ آیئے! ان سے پوچھتے ہیں۔ اگر یہ ایک کی بن کے رہ رہی ہیں تو مقلد ہیں اور اگر جو آئے سا جائے تو غیر مقلد ہیں۔ مولانا! آپ ایسی باتیں نہ کریں۔ آپ تو کہتے تھے کہ میری ہر بات قرآن و حدیث سے ہوگی۔ حضرت نے فرمایا: مولوی صاحب! میں سنا سکتا ہوں کہ چکلے کا لائسنس تمہاری کتاب ہدیۃ المہدی میں ہے اور چکلے کا لائسنس تمہاری دوسری کتاب نزل الابرار میں ہے جن میں متعہ کو جائز قرار دیا گیا ہے اور یہ متعہ ہی کراتی ہیں۔

انگریز کی پیداوار

مولوی شمشاد نے اسی مناظرہ میں کہا کہ میں جب اللہ کی کتاب کا نام لیتا ہوں تو یہ دانت نکالتے ہیں، یہ ان لوگوں کی روش ہے جو مکہ میں اللہ کے رسول کی زبان سے قرآن سن کر ہنسا کرتے تھے۔ آپ دوستوں نے اگر وہ نمونہ دیکھنا ہو تو ان کو دیکھ لو کہ میں جب اللہ کی کتاب یا رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا مطالبہ کرتا ہوں تو ماسٹر امین کے دانت نکل آتے ہیں اور ان کے ساتھیوں کے بھی۔

حضرت نے فرمایا کہ تو نے ابھی تک ایک آیت یا ایک حدیث

بھی نہیں پڑھی۔ ہم الحمد للہ اس لئے ہنستے ہیں کہ ہم غالب ہیں۔ اگر کسی کی قسمت میں رونا لکھا ہے تو میں تقدیر کو بدل نہیں سکتا۔ تم کہتے ہو کہ قرآن ہمارا ہے، انگریز کے دور سے پہلے ایک ترجمہ تمہارا ہو تو دکھلاؤ، ایک حدیث کی کتاب تمہاری ہو تو پیش کرو بلکہ قرآن وحدیث کا کوئی قاعدہ ہی تمہارا ہو تو دکھلا کر سرخرو ہو جاؤ۔ دورِ انگریز سے پہلے تمہاری کوئی مسجد، کوئی مکتب تمہارا ہو تو دکھا کر اپنی ناک کٹنے سے بچالو۔ کہاں سے لاؤ گے؟ تم خود مرزائیوں کی طرح انگریز کی پیداوار ہو۔ تمہیں نام اہلحدیث بھی انگریزوں نے دیا، تمہیں لامذہبی کا لائسنس بھی انگریز کا عطا کردہ ہے، پھر تم کس منہ سے مسلمانوں کے منہ آتے ہو؟

محمدی بیگم کا دیوث اور بزدل عاشق

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ سفر میں ایک مولوی صاحب سے کسی مرزائی نے پوچھا کہ مولوی صاحب! مرزا صاحب کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ تمام لوگوں نے ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ مولوی صاحب سوچنے لگے کہ کس طرح بات کروں کہ لوگوں کو سمجھ آجائے۔ وہاں ایک جاٹ بھی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ مولوی صاحب مجھے بات کرنے دیں۔ جاٹ اس سے مخاطب ہوا کہ ہاں بھئی! تو نے کیا پوچھا ہے؟ تو مرزائی نے کہا کہ مرزا صاحب کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟ جاٹ نے کہا: کون سا مرزا؟ مرزائی بولا کہ آپ نہیں جانتے! مرزا صاحب تو مشہور آدمی ہیں۔ جاٹ نے کہا کہ دو مرزے مشہور ہوئے ہیں اور دونوں عورتوں کے عاشق تھے۔ ایک مرزا صاحباں کا عاشق تھا، دوسرا محمدی بیگم کا۔ آپ

کس کے متعلق پوچھتے ہیں؟ وہ مرزائی کیا پوچھتا؟ اس کا گھر تو ایک ہی جملے میں پورا کر دیا تھا۔

لوگوں نے کہا کہ ذرا تفصیل سے بتائیں۔ جاٹ نے کہا کہ میں مولوی تو نہیں مگر مولویوں کے جوتے ضرور سیدھے کئے ہیں۔ لو! ذرا تفصیل سے بتاتا ہوں کہ صاحباں کا جو عاشق تھا وہ کم سے کم نر آدمی تو تھا کہ برات کی موجودگی میں وہ اپنی محبوبہ کو اٹھا کر لے گیا، اس کے بھائیوں نے غیرت میں آکر اسے قتل کر دیا۔ یوں اس نے اپنی جان[1] اپنی جان جاناں پر قربان کر دی لیکن جو محمدی بیگم کا عاشق تھا وہ بڑا دیوث اور ربلا کا بزدل تھا۔ کہتا تو وہ یہ تھا کہ میرا نکاح عرش پر خدا نے کر دیا ہے لیکن اس کی منکوحہ محمدی بیگم جو مرزائیوں کی ام المومنین تھی وہ ساری عمر ایک مسلمان کے گھر میں بستی رہی، اسی مسلمان کے بچے جنتی رہی، اسی کے گھر میں مر گئی۔ نہ مرزا کو غیرت آئی نہ مرزائیوں کو۔ جمعرات کی روٹیاں مانگنے والا ملاں نکاح کر دے تو عدالت اسے توڑ نہیں سکتی مگر یہاں خدا کے کئے ہوئے نکاح کی یوں مٹی پلید ہوتی رہی مگر مرزا کچھ نہ کر سکا۔

یا یھا النبی باورچی خانہ میں رہیو

حضرت نے ایک واقعہ سنایا کہ ایک آدمی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ لوگ اس کو پکڑ کر لائے کہ یہ کہتا ہے کہ میں نبی ہوں۔ امیر المومنین کے سامنے پیش کیا، انہوں نے وزیر کی طرف دیکھا کہ یہ نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ وزیر نے پوچھا کہ تو جو نبی بنا پھرتا ہے صبح کا کھانا کھایا یا ناشتہ کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ

اگر نانم بودے خشک و تری کنم من دعویٰ پیغمبری

اگر روٹی ملتی تو نبی بننے کی کیا ضرورت تھی، روٹی کیلئے تو نبی بنا ہوں کہ روٹی مل جائے گی۔ مرتد کو تین دن کی اجازت ہوتی ہے سمجھنے اور سمجھانے کی۔ کہا: اس کو لے جاؤ، کھانا کھلاؤ اور سمجھاؤ۔ جب چوتھا دن آیا تو مذاق سے پوچھا: بھئی! کوئی وحی آئی ہے؟ تو اس مرتد نے کہا: وحی تو صبح شام آتی رہی، فقرہ ایک ہی تھا: یا ایھا النبی باورچی خانہ میں رہیو۔ پوچھا: توبہ کرتا ہے یا نہیں؟ وہ اسلامی حکومت تھی، یہ تو نہیں ہو سکتا تھا کہ اس کی نبوت مرزا کادیانی کی طرح پھیلتی رہتی۔ حکم ہوا کہ آگ جلاؤ، لوگ بیٹھے تماشہ دیکھ رہے تھے، ایک بچہ حافظ قرآن کھڑا تھا، جب وہ مرتد چیخنے لگا تو حافظ قرآن بچہ نے اس کو کہا: فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔ کہ رسول بے صبر نہیں ہوتا اگر رسول ہے تو صبر کر، خوامخواہ چیخ رہا ہے۔

اطمینان کا معنی چھا بارو ٹی

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ پرائمری سکول میں انسپکٹر صاحب معائنہ کے لئے آگئے اور اردو کی پہلی کتاب اٹھالی، اس میں لفظ تھا اطمینان۔ انسپکٹر صاحب نے پوچھا: بتاؤ! اطمینان کا کیا معنی ہے؟ کوئی لڑکا نہ بتا سکا۔ انسپکٹر صاحب نے استاد سے کہا کہ آپ ان کو معنی بتلا دیا کریں، پہلی جماعت ہے، کچھ تو سوجھ بوجھ ہو جائے۔ ماسٹر نے کہا کہ میں تو انہیں معنی بتلاتا ہوں مگر یہ یاد نہیں کرتے۔ انسپکٹر صاحب نے کہا کہ یہ ساٹھ لڑکوں کی جماعت ہے، ان میں سے ایک بھی بتلا دیتا تو میں سمجھتا کہ استاد معنی بتلاتا ہے

لیکن ایک لڑکا بھی معنی نہیں بتلا سکا۔ چلو آپ ہی بتلا دیں۔ اب ماسٹر نے کہا کہ اطمینان دو لفظوں سے مرکب ہے: اطم اور نان۔ نان کا معنی ہے روٹی اور اطم کا معنی ہے چھابا یعنی چھابا روٹی، یہی اس کا معنی ہو سکتا ہے۔ انسپکٹر صاحب یہ عجیب و غریب معنی سن کر پریشان سے ہو گئے۔ ماسٹر نے محسوس کیا کہ انسپکٹر کو میرا بتلایا ہوا معنی پسند نہیں آیا تو کہنے لگا: انسپکٹر صاحب! میں محقق ہوں محقق اور جلدی سے جا کر لغت کی کتاب لے آیا، اس میں سے لفظ نان نکال کر اس کا معنی دکھانے لگا کہ دیکھو نان کا معنی روٹی ہے۔ انسپکٹر صاحب نے کہا کہ آپ نان کی بجائے اطمینان کا معنی کیوں نہیں دکھاتے؟ ماسٹر کہنے لگا کہ میں آپ کا مقلد تھوڑا ہی ہوں کہ آپ کی بات دکھلاؤں۔ انسپکٹر اور پریشان ہو گیا۔ ماسٹر نے لغت کی دوسری کتاب اٹھالی۔ اس میں نان کا معنی روٹی لکھا ہوا تھا۔ سامنے بچے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے نعرہ لگا دیا: ماسٹر صاحب زندہ باد، انسپکٹر کو ہرا دیا۔ انسپکٹر نے سوچا کہ یہ تو میری بہت بدنامی ہوئی، اس سے اطم کا معنی دکھانے کو کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ماسٹر صاحب! آپ نے نان کا معنی روٹی تو دکھا دیا، اب ذرا اطم کا معنی چھابا بھی دکھا دو۔ اس پر ماسٹر بہت پریشان ہوا کہ اطم کا معنی چھابا کہاں سے دکھلاؤں؟

حضرت نے فرمایا کہ میرے دوست (غیر مقلدین) بھی نان کا معنی روٹی تو دکھلاتے ہیں لیکن اطم کا معنی چھابا نہیں دکھلاتے۔ جب ہم پوچھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ عمل فرض سمجھ کر کیا تھا تو کہتے ہیں: ہاں، جب کہتے ہیں دکھلاؤ تو دکھلا نہیں سکتے تو اطم کا معنی چھابا دکھانا میرے دوستوں کے بس کی بات نہیں۔ یہ ساری تفصیل کہ یہ فرض ہے، واجب ہے، سنت ہے، نفل ہے یہ چیزیں تو فقہاء سے ہی ملیں گی۔

ناچار مدن پوری اور پانچ منٹ کی تقریر

غیر مقلد مولوی مدن پوری نے حضرت رحمہ اللہ کے شہر اوکاڑہ میں تقریر کی۔ ابتدائے تقریر ہی میں اس نے کہہ دیا کہ ترمذی شریف میں حدیث ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ جس عورت کا شوہر گم ہو جائے تو وہ چار سال کے بعد کسی اور سے نکاح کر سکتی ہے مگر امام ابو حنیفہ اس حدیث کو نہیں مانتے۔ کسی طالب علم نے چٹ لکھی کہ یہ حدیث ضعیف ہو گی جس کو ہمارے امام نے نہیں مانا۔ مولوی صاحب نے یہ چٹ اسپیکر پر پڑھی۔ حضرت ساتھ ہی کسی جگہ تشریف فرما تھے۔ بڑے حیران ہوئے کہ یہ چٹ کس نے لکھ دی ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ حدیث کا ضعیف ہونا تو معمولی بات ہے یہ حدیث تو سرے سے ہے ہی نہیں۔ حضرت نے اس لڑکے کو بلایا اور فرمایا کہ مدن پوری سے کہو کہ تو نے ترمذی کا نام لیا ہے، تم دنیا کی کسی کتاب میں یہ حدیث دکھلا دو تو تمہیں دس ہزار روپیہ انعام ملے گا۔ اس نے جب مجمع میں جا کر یہ بات کہی تو غیر مقلد شور کرنے لگے کہ بیٹھ جاؤ، کوئی ادھر سے بولا بیٹھو کوئی ادھر سے کہنے لگا بیٹھو۔ لڑکے نے کہا: کیوں میں نے کوئی گولی مار دی ہے؟ یہ نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بول رہا ہے، صریح جھوٹ۔ حدیث دکھلاؤ۔ ناچار مدن پوری صاحب نے پانچ منٹ کی تقریر کے بعد دعائے خیر کرا کر جان چھڑائی اور مجلس برخاست ہو گئی۔

حضرت رحمہ اللہ کا ایک خواب اور اس کی تعبیر

حضرت نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب میں ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں شفٹ ہو گیا تھا۔ میں نے دیکھا

کہ جس محلہ میں تبدیل ہوا ہوں اس کے چوک میں گندے پانی کا ایک کنواں ہے، وہ گندا پانی اوپر کو ابل کر نکل رہا ہے، چاروں طرف کے راستے گندے پانی کی وجہ سے بند ہو گئے ہیں۔ راستہ بند ہونے کی وجہ سے لوگ حیران و پریشان کھڑے ہیں۔ میں نے خواب ہی میں لوگوں سے کہا کہ کب تک کھڑے رہو گے؟ اس کو بند کرو اور گزر جاؤ۔ حضرت سے لوگوں نے کہا کہ آپ ہی بند کر دیں۔ حضرت خواب ہی میں کنویں کے اوپر چڑھ گئے، گھٹنے گھٹنے پانی تھا، کالا سیاہ بدبودار اور رات کا اندھیرا۔ میں سوچ رہا ہوں کہ اسے وہاں سے بند کروں جہاں سے یہ نکل رہا ہے لیکن اندھیرے کی وجہ سے نظر نہیں آرہا کہ کہاں سے نکل رہا ہے، اتنے میں ایک چمک سی محسوس ہوئی، میں نے اوپر دیکھا کہ حضرت محمد ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں۔ میں نے جلدی سے ہاتھ اوپر کر کے مصافحہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ امین کا ہاتھ وہاں رکھو یہ بند ہو جائے گا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا، صرف انگلی کا اشارہ کیا، نہ وہ کنواں رہا نہ گندہ پانی۔

یہ تو خواب تھا، صبح میں جب سکول پہنچا تو مجھے ایک ماسٹر صاحب کہنے لگے کہ کل تین چار آدمی بڑی پریشانی سے آپ کو تلاش کر رہے تھے، وہ آپ کو مل گئے ہیں؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ وہ کون تھے؟ ماسٹر صاحب نے کہا کہ میں نے انہیں بار بار پوچھا لیکن وہ کہنے لگے کہ ہمیں مولوی صاحب نہیں جانتے ہم کل پھر آجائیں گے۔ ان سے بات ہو ہی رہی تھی کہ اتفاقاً وہ حضرات بھی آگئے۔ ماسٹر صاحب نے کہا کہ لو! وہ بھی آگئے۔ ان آنے والوں نے پوچھا کہ امین آپ ہی کا نام ہے؟ میں نے

کہا: جی ہاں۔ تو وہ کہنے لگے کہ اس محلہ میں چار بیٹھکیں مسلمانوں کی ہیں لیکن ان میں مرزائی درس قرآن کے نام سے بیان کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ مسلمان بچے مسجد سے سکول جانے کے لئے نکلتے ہیں تو ان کو پکڑ کر کہتے ہیں کہ بیٹا! کلمہ سناؤ، قرآن سناؤ۔ جب بچہ سنا دے تو کہتے ہیں کہ تو نے قرآن غلط پڑھا، تم ادھر آکر پڑھا کرو، بچوں کو وہ مٹھائی دیتے ہیں، کبھی پیسے دیتے ہیں، کبھی کچھ اور یہ سلسلہ چار جگہوں میں چل رہا ہے، ہم سخت پریشان ہیں، غریب آدمی ہیں، پیسے بھی نہیں خرچ سکتے، اب انہوں نے مناظرے کا چیلنج بھی دے دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ ٹھیک ہے مناظرہ کر لیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دو بجے کا ٹائم انہوں نے ہمیں دے رکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جب چھٹی ہو گی تو ساڑھے گیارہ بجے میں کتابیں لے کر آجاؤں گا اور ان کی مناظرے کی خواہش پوری کر دیں گے۔ چنانچہ وہ چاروں مرزائی مبلغ بھی آگئے اور بات یہاں سے شروع ہوئی کہ ان میں سے جو بڑا تھا اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے نبی بھیجے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے بھی نبی گزرے ہیں ان کی تابعداری سے ولی بنتے تھے، غوث بنتے تھے، قطب و ابدال بنتے تھے لیکن ہمارے نبی ﷺ کو اللہ نے شان سب سے بلند عطا کی ہے، ان کی تابعداری سے ولی، قطب، ابدال بھی بنتے ہیں اور نبی بھی بنتے ہیں کیونکہ ان کی شان نسبتاً بہت زیادہ ہے۔ ان کے بات کرنے کا یہ ایک خاص انداز تھا، ان کا مقصود یہ بتلانا تھا کہ حضرت محمد ﷺ کی شان کو صحیح معنی میں ہم ہی مانتے ہیں کہ ان کے فیضان سے نبوت ملنے کو بھی ہم ممکن تسلیم کرتے ہیں جبکہ دوسرے مسلمان صرف ولایت ملنے کے قائل ہیں۔

حضرتؒ نے ان کی بات سن کر فوراً مرزا قادیانی کی کتاب ردالبلاء نکالی جس میں ایک اشتہار تھا کہ مرزا کا ایک مرید تھا، اس نے چند سال بعد ایک اشتہار دے دیا کہ میں مرزا صاحب کی تابعداری کر کر کے نبی بن گیا ہوں اور اب میں مرزا کا تابع نبی ہوں۔ اس اشتہار کے بعد مرزا خوش نہیں ہوا کہ میرا فلاں مرید میری اتباع کی برکت سے مقام نبوت پر فائز ہو گیا ہے بلکہ مرزا نے اس کے خلاف اشتہار دیا کہ وہ ایمان سے مرتد ہو گیا ہے، اس نے میرے مخلص صحابہ کی توہین کی ہے جو کئی سالوں سے میری خدمت کر رہے ہیں اور اس مرید نے تو میری کوئی خاص خدمت بھی نہیں کی ہے تو میری تابعداری سے اسے نبوت کیسے مل گئی؟

حضرت نے فرمایا کہ تمہارے نبی کی بات سے معلوم ہوا کہ مرزا کو نبی ماننا صدیق اکبر کی توہین ہے، فاروق اعظم کی توہین ہے، سارے صحابہ کی توہین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی تابعداری کو قبول فرما لیا ہے اور قرآن پاک میں رضی اللہ عنہم کا سرٹیفکیٹ دے دیا ہے۔ پھر فرمایا کہ اچھا! دوسری بات بتلاؤ کہ وہ کون سی تابعداری ہے جو ابوبکر نے نہیں کی اور مرزا نے کر لی ہے؟ صدیق اکبر نے دو مرتبہ اپنا پورا گھر نبوت کے قدموں میں نثار کر دیا اور مرزا نے دو کنال زمین کے لئے کہہ دیا کہ ”اگر اسلامی قانون مجھے زمین نہیں دلاتا تو مجھے انگریزی قانون منظور ہے۔ دو کنال زمین تو ملے گی، میں اسلامی قانون کا فیصلہ نہیں چاہتا۔“ یہ لکھ کر عدالت کو دے دیا۔ افسوس! یہ ہے نبی؟

حضرت نے فرمایا کہ مرزا نماز جماعت سے نہیں پڑھتا تھا، گھر میں پڑھتا تھا جبکہ سکینہ اور غوثیہ ساتھ کھڑی ہوتی تھیں، ان غیر محرموں کے

جھرمٹ میں کھڑے ہو کر وہ نماز پڑھتا تھا۔ وہ قرآن کی تلاوت بھی نہیں کرتا تھا۔ مرزا نے خود لکھا ہے کہ میں خود ایک رکوع یا ایک پارہ بھی نہیں پڑھ سکتا کیونکہ تبخیر معدہ شروع ہو جاتی ہے اور میرے سر میں درد ہونے لگ جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ تم کہو گے کہ شاید کوئی اور وظیفہ کرتا ہو گا۔ نہیں بلکہ خود لکھتا ہے کہ مجھے دن میں سو بار پیشاب آتا ہے جو تقطیر البول کا مرض ہے۔ اس کا وضو کتنی دیر ٹھہرتا ہو گا کہ وہ وظیفہ کرے اور مرزا نے زندگی بھر کبھی روزہ نہیں رکھا، ایک رکھا تھا دوسرا اس نے توڑ دیا تھا کیونکہ اس پر ہسٹریا کا دورہ پڑ گیا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ مرزا کی وہ کون سی عبادت ہے جو دوسروں سے زیادہ ہو۔ زکوٰۃ کا وہ منکر ہے، حج پر وہ کبھی نہیں گیا، زکوٰۃ کبھی ادا نہیں کی، نماز وہ اپنے صحابہ کی بجائے صحابنوں سکینہ اور غوثیہ کے پہلو میں پڑھتا تھا گویا

ہم خرما ہم ثواب۔ گنگا کا غسل اور دیوی کے درشن

جب سکینہ کی شادی ہو گئی تو جہاں نماز پڑھتا تھا سامنے اس کا دوپٹہ رکھ لیتا تھا تاکہ اس کی یاد سے دل بہلتا رہے۔ آخر اس نے کون سی ایسی نرالی عبادت کی ہے جو وہ نبی بن گیا بلکہ اس نے یہ دعویٰ کر کے تمام صحابہ کرام، تابعین، ائمہ اور اولیاء کی توہین کی ہے۔ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو اس کو عبرت ناک سزا ملتی۔

حضرت نے جب یہ باتیں مرزا کی اردو کتاب سے پڑھ کر سنا دیں تو تین چار منٹ وہ مبلغ خاموش رہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اب بولو بھی! وہ چاروں کہنے لگے کہ ہمارے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ آپ کی تقریر لاجواب ہے، یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔

تین دن گزر گئے۔ حضرت سکول میں آدھی چھٹی کے وقت تشریف فرما تھے کہ وہ چاروں مبلغ اسکول میں آگئے اور کہنے لگے کہ اس دن سے ہمیں نیند نہیں آئی کیونکہ جو باتیں آپ نے کی تھیں وہ عام فہم تھیں، سب کی سمجھ میں آگئیں۔ ہمارے ذہن میں کچھ اشکالات ہیں اگر آپ انہیں حل کر دیں تو آپ کی بہت مہربانی ہو گی۔ حضرت نے فرمایا کہ ضرور پیش کرو کیا اشکال ہیں؟ مرزائیوں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو تقریباً ساڑھے انیس سو (۱۹۵۰) سال گزر چکے ہیں۔ انہوں نے انجیل میں فرمایا تھا کہ جب مسیح آئے گا تو طاعون پڑے گا، زلزلے آئیں گے، طغیانیاں آئیں گی۔ یہ چیزیں مرزا کے زمانے میں ہوئی ہیں اور اس کے عینی شاہد موجود ہیں۔ کیا مرزا کے اختیار میں تھا کہ وہ طاعون لے آتا؟ کیا زلزلے اور طغیانیاں مرزا کے اختیار میں تھیں؟ حضرت نے جواب دیا: نہیں۔ مبلغ کہنے لگے کہ جب سب کچھ اللہ کے اختیار میں تھا تو ساڑھے انیس سو سال کے بعد مسیح علیہ السلام کی پیش گوئی پوری ہوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ بات تم نے خود انجیل میں پڑھی ہے یا مرزا کی کتب دافع البلاء اور کشتی نوح میں دیکھی ہیں؟ کہنے لگے کہ ہم نے خود انجیل میں پڑھی ہے اور ہم انجیل لے کر آئے ہیں اور دکھاتے ہیں۔ جب انہوں نے دکھلائی تو حضرت نے جواب دے کر ان کی تسلی کرا دی تو وہ کہنے لگے کہ اب مزید گفتگو کی ضرورت نہیں۔ آپ ہمیں مسلمان کرلیں اور اپنے استاذ کے پاس لے چلیں۔ حضرت نے فرمایا: ٹھیک ہے، دو تین گھنٹے کے بعد چھٹی ہو گی تو استاد صاحب کے پاس چلے جائیں گے۔ پانچ سات منٹ گزرے تھے کہ ایک بچہ باہر سے دوڑتا ہوا آیا اور کہا کہ حضرت مولانا بشیر احمد پسروری تشریف لائے ہیں، یہ حضرت

لاہوری کے خلیفہ تھے۔ سکول کے بالکل قریب ایک دوسرے ماسٹر امین کی بیٹھک تھی جو حضرت لاہوری کے مرید تھے، مولانا اس میں آکر ٹھہر گئے۔ حضرت نے ان مبلغین سے فرمایا کہ لو! مسلمان کرانے والے اللہ نے بھیج دیئے ہیں، چلو ابھی چلتے ہیں، ہمیں شہر نہیں جانا پڑے گا۔ آخر چل پڑے، حضرت تشریف فرما تھے، تین آدمی پاس بیٹھے تھے۔ مصافحہ کے بعد بڑا مبلغ کہنے لگا کہ اللہ کا شکر ہے کہ امین صاحب کی برکت سے آپ جیسے بزرگوں کی زیارت ہو گئی۔ آپ ہمیں کچھ نصیحت فرمائیں۔ حضرت کو کوئی علم نہیں تھا کہ یہ کون ہیں۔ حضرت نے بات یہاں سے شروع فرمائی کہ دنیا کا سب سے بڑا فتنہ قادیانیت ہے اور پون گھنٹہ حضرت پسروری نے اس پر گفتگو فرمائی۔ بعد میں وہ آدمی جو بڑا مبلغ تھا کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ دلائل سے بات امین نے سمجھا دی تھی اور اب کرامت آپ کی دیکھ لی۔ اب زیادہ دیر کی ضرورت نہیں، آپ ہمیں مسلمان کر لیں۔ حضرت پسروری نے مولانا امین صاحب کی طرف دیکھا کہ کیا قصہ ہے؟ حضرت نے پوری بات بتلا دی کہ یہ قادیانی مبلغ ہیں اور اس طرح میرا ان سے مناظرہ ہوا، اب یہ مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔ حضرت نے ان کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور پھر کھانا کھایا گیا اور حضرت پسروری واپس تشریف لے گئے۔

بعد میں حضرت مولانا امین صفدر صاحب نے حضرت پسروری کو اپنا گندے کنویں والا خواب سنایا اور رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر کی زیارت کا واقعہ بتلایا اور کہا کہ اب تعبیر بھی سمجھ میں آگئی ہے اور واضح ہے کہ وہ راستہ بند ہو گیا ہے جس سے گندگی نکلتی تھی اور مرزائی مبلغین مسلمان ہو گئے ہیں لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ حضور پاک ﷺ نے

حضرت ابو بکرؓ سے کیوں فرمایا کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر پانی نکلنے کی جگہ پر رکھو۔ خود حضور اگر میرا ہاتھ پکڑ کر وہاں رکھ دیتے تو مجھے زیادہ خوشی ہوتی۔ یہ سن کر حضرت پسروری کے آنسو نکل آئے اور فرمایا کہ پہلے جھوٹے نبی کے خلاف حضرت صدیق اکبر نے ہی جہاد کیا تھا اسی لئے حضور ﷺ نے آپ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمادیا۔ اب انشاء اللہ آپ کو کسی بھی مناظرہ میں شکست نہیں ہو گی۔ سبحان اللہ! واقعی حضرت ہر مناظرہ میں فتح یاب رہے اور شکست مدمقابل کا مقدر بن گئی، فالحمد للہ۔

نظم کا سن کر مرزائی کی سٹی گم ہو گئی

حضرت نے مرزائیوں کی چالاکی کا ایک اور واقعہ سنایا کہ لدھیانہ میں مناظرہ تھا۔ اللہ دتہ جالندھری مرزائی نے مسلمانوں کو مناظرے کا چیلنج دیا۔ یہ مرزائیوں کا سب سے بڑا مناظر تھا۔ اس نے کہا کہ مناظرہ عربی زبان میں ہو گا کیونکہ یہ عرب ملکوں میں رہنے کی وجہ سے عربی اچھی خاصی جانتا اور بول لیتا تھا۔ مسلمان علماء نے اس سے کہا کہ اس سے عوام کو کیا فائدہ ہو گا؟ مرزائی کہنا لگا کہ تم علماء بنے پھرتے ہو تمہیں عربی تو آتی نہیں۔

آخر دیوبند تار بھیجا گیا کہ یہ قصہ ہے۔ مرزائی مناظر مصر ہے کہ عربی میں مناظرہ کرنا ہے۔ دیوبند سے حضرت مولانا انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا کہ مناظرہ عربی میں ہو گا اور نظم میں ہو گا، نثر میں نہیں ہو گا۔ فی البدیہہ تازہ نظم بنائی جائے گی جس میں اپنا مدعیٰ اور جواب دعویٰ سنایا جائے گا۔ یہ بات سن کر اللہ دتہ مرزائی کی تو سٹی گم ہو گئی اور وہ خاموش ہو گیا۔ حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمہ اللہ نے

تقریر شروع فرمادی۔ مرزائی نے کہاکہ حضرت میں آپ سے مناظرہ نہیں کرتا۔ حضرت علامہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایاکہ مناظرہ کا مقصد لوگوں کو سمجھانا ہوتا ہے نہ کہ اپنی علمیت جتلانا۔ حضرت نے یہ بھی فرمایاکہ میں نے کئی مرتبہ کشفی حالت میں مرزاکو جہنم میں جلتاہوادیکھاہے، آج میں دعاکرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھے بھی دکھلادے تاکہ تیرے سامنے حق واضح ہو جائے۔اگر تو مناظرہ نہیں کرتاتو یہ بتلاکہ اگر مرزا تجھے دوزخ میں جلتانظر آ جائے تو تو توبہ کرلے گا؟ مرزائی مناظر نے کہاکہ مرزائی ہونے کے بعد مجھے اتنامال ودولت ملاہے کہ اب میں اس کو چھوڑنے کاتصور بھی نہیں کر سکتا۔ حضرت مولاناانور شاہ کشمیری کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایاکہ یہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِهِمْ کا مصداق بن چکاہے،اس کے دل پر مہر لگ گئی ہے۔

پانچواں تھن کون سا ہے؟

حافظ عبدالقادر روپڑی بیان میں کہہ رہے تھے کہ شیر کے چار پیر ہیں اور بھینس کے چار تھن ہیں۔ایک تھن سے حنفیوں نے دودھ نکال لیا، ایک سے شافعیوں نے،ایک سے حنبلیوں نے اور ایک سے مالکیوں نے اور ہم نے سارادودھ لے کر مکھن خود کھالیااور لسی ان کے منہ پر دے ماری۔ اس پر نعرے لگے مسلک اہلحدیث زندہ باد۔ حضرت نے چٹ لکھی کہ کس حدیث میں لکھاہے کہ مجتہد کا معنی بھینس کا تھن ہے؟اگر حدیث میں ہو تو پھر تو نعرہ اہلحدیث زندہ باد درست ہے،اس سے معلوم ہوتاہے کہ یہ اپنی بات کو بھی حدیث سمجھتے ہیں۔ پھر حضرت نے پوچھاکہ یہ تو سمجھ میں آگیا

کہ ایک ایک تھن مقلدوں میں تقسیم ہو گیا۔ یہ آپ کا احسان ہے لیکن تھن تو چار ہی ہوتے ہیں وہ پانچواں تھن کون سا ہے جہاں سے تم نے سارا دودھ نکال لیا؟ شاید تم نے بالٹی پیچھے لگا دی ہو گی جس سے وہ فل بھر گئی۔ حضرت نے فرمایا کہ تھن میں سے دودھ نکلتا ہے بنتا نہیں۔ بننے کی جگہ اندر ہے اسی طرح چاروں ائمہ نے مسائل بتائے ہیں بنائے نہیں، ایک مسئلہ بھی خود نہیں بنایا اور چاروں تھنوں سے ایک ہی چیز نکلتی ہے یعنی دودھ، اسی طرح چاروں ائمہ کا مقصد سنت نبوی کی تلاش اور اس کا پرچار ہے۔

دین فروش پروفیسر سے ملاقات

حضرت نے فرمایا کہ ایک مجلس میں جانے کا اتفاق ہوا۔ اس مجلس میں ایک صاحب جن کی سیرت شرعی تھی نہ صورت وہ علماء کرام پر برس رہے تھے کہ یہ مولوی فرقے بناتے ہیں، فرقہ پرست ہیں، دین فروش ہیں اور یہود کے احبار و رہبان کی طرح حرام خور ہیں، امامت اور دین کے کاموں کی تنخواہ لیتے ہیں جو بالکل حرام ہے اور جو امام تنخواہ لے اس کی اقتداء میں نماز بالکل نہیں ہوتی، یہ سب مولوی مشرک ہیں، دین سے دور ہیں، دوسروں کو دین سے دور کرتے ہیں، دین فروش یہودی ہے۔

حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: یہ جو کچھ آپ فرما رہے ہیں یہ العتاً قرآن و حدیث یا فقہ میں ہے یا آپ نے یہودی احبار و رہبان کی طرح خود ہی گھڑ لیا ہے؟ یہ تو واضح ہے کہ احبار و رہبان کے ایجنٹ تو آپ ہیں اور الزام لگا رہے ہیں علماء پر۔ آپ وہ آیت یا حدیث پیش کریں کہ تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ وہ کہنے لگا کہ کیا انبیاء نے نہیں فرمایا کہ ہمارا اجر

اللہ پر ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر کوئی ڈاکٹر کہے کہ میں دوا کے پیسے نہیں لیتا تو اس سے یہ بات کہاں سے ثابت ہوئی کہ جو دوا کے پیسے لے وہ حرام لے رہا ہے۔ آپ یہ دکھائیں کہ کسی نبی نے یہ فرمایا ہو کہ جو امام تنخواہ لے اس کی اقتداء میں نماز جائز نہیں۔ کہنے لگا کہ یہ تو صاف طور پر کسی حدیث یا آیت میں نہیں ہے البتہ یہ ہے کہ میری آیتوں کو نہ بیچو۔ حضرت نے پوچھا کہ یہ آیت آپ نے کہاں سے پڑھی؟ اس نے کہا قرآن پاک میں ہے۔ حضرت نے پوچھا کہ وہ قرآن پاک آپ کو کہاں سے ملا؟ تو کہنے لگا کہ میں نے خود دکان سے خریدا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تو ایک آیت کے بیچنے سے بھی منع فرمایا ہے مگر ملک میں پورا قرآن پاک بیچا اور خریدا جا رہا ہے، کیا یہ اس آیت کے خلاف نہیں؟ اور اس خریدے ہوئے قرآن پاک پر تلاوت کیسے جائز ہے؟ کیا وہ تمام ادارے جو قرآن پاک کی نشر و اشاعت کرتے ہیں اور قرآن پاک فروخت کر رہے ہیں وہ سب دین فروش اور یہود کے احبار و رہبان ہیں اور آپ ان سے خرید کر پڑھ رہے ہیں تو گویا ان دین فروشوں سے تعاون کر رہے ہیں۔ اب وہ صاحب خاموش ہو گئے۔

حضرت نے پوچھا کہ آپ کا کیا شغل ہے؟ کہنے لگا کہ میں ایک کالج میں اسلامیات کا پروفیسر ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ اسلامیات پڑھا کر تنخواہ تو نہیں لیتے؟ جھجک کر بولا: کیوں نہیں! تنخواہ تو لیتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ پھر تو آپ خود ہی دین فروش نکلے۔ آپ کے فتویٰ کے مطابق تو آپ بھی یہود کے احبار و رہبان میں سے ہیں اور دنیا بھر میں اسلامیات کے پروفیسر سب دین فروش ہوئے۔ پھر حضرت نے پوچھا کہ

جناب کی تنخواہ کتنی ہے؟ تو کہنے لگا کہ صرف اٹھارہ ہزار روپے۔ حضرت نے فرمایا کہ جو بے چارہ امام صرف ایک ہزار روپے تنخواہ لیتا ہے اس کو آپ دین فروش اور حرام خور کہتے ہیں اور جو اٹھارہ ہزار تنخواہ لے تو وہ یقیناً بڑا دین فروش اور پورا پورا حرام خور ہوا۔ حضرت نے پوچھا کہ ہر اسلامی حکومت میں اسلامی تحقیقاتی ادارے ہیں جن میں دینی مسائل کی تحقیقات ہوتی ہیں اور ان میں کام کرنے والے محققین لاکھوں روپے حکومت سے معاوضہ وصول کرتے ہیں، کیا یہ سب ادارے اور حکومتیں دین فروش ہیں اور یہودی مشن کے کل پرزے ہیں؟ کہنے لگا کہ نہیں وہ دین فروش تو نہیں البتہ وقت کی پابندی کی تنخواہ لیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا تو ائمہ مساجد اور معلمین قرآن کے متعلق بھی یہی مان لیں۔ کہنے لگا: نہیں وہ تو نماز کی مزدوری لیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ جب امام مسجد کسی دوسری جگہ کام کے سلسلے میں جاتا ہے تو وہ وہاں نماز پڑھتا ہے یا نہیں؟ کہنے لگا: یقیناً پڑھتا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ کیا نماز کے بعد کھڑا ہو کر لوگوں سے نماز کی مزدوری طلب کرتا ہے کہ میں نے نماز پڑھی ہے لہٰذا مجھے ایک سو روپیہ مزدوری دے دو۔ کہنے لگا: نہیں۔ حضرت نے فرمایا تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ نماز کی تنخواہ نہیں لیتا بلکہ وقت کی پابندی کی تنخواہ لیتا ہے۔

غیر مقلدین کی نماز کا نقشہ

حضرت نے فرمایا کہ غیر مقلدین کی نماز کا نقشہ پیش کیا جاتا ہے لیکن اس سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ غیر مقلدین کی پہچان کیا ہے؟ کیونکہ دعویٰ بے دلیل تو مانا نہیں جاتا اس لئے مناسب ہے کہ پہلے ان کی

پہچان بیان کر دی جائے۔

ان کی پہچان یہ ہے کہ یہ بجو کے کباب، مینڈک کا اچار، گوہ کا قیمہ، خارپشت کا شوربا، منی کا کسٹرڈ استعمال کرے تو اس دلیل سے اس کا غیر مقلد ہونا معلوم ہو جائے گا۔ پھر وہ گائے کے پیشاب سے وضو کرے، نماز پڑھنے کی جگہ مردار کتے کی انتڑیاں بچھالے، خنزیر کی غیر مدبوغ کھال کو بطور لباس پہن لے، منہ پر منی کا میک اپ اور کتے کے خون کی سرخی لگالے، جسم پر نجاست کا ابٹن مل لے تاکہ مکھیوں کی دعوت کا سامان مکمل ہو جائے، پھر ننگے سر اس طرح کھڑا ہو کہ اسکے پاؤں کم از کم تین فٹ چوڑے ہوں، سر اور داڑھی میں زیادہ نہیں تو ڈیڑھ سیر دھول ہو، لمبی داڑھی ہو اسے جھول کر پڑوسیوں کی کھیاں اڑاتی ہو، وقت سے پہلے ہی بغیر نیت نماز میں کھڑا ہو کر کہنیوں کا کندھوں سے نوے (۹۰) درجے کا زاویہ بنا کر ہاتھوں کو چھاتیوں کی طرف اٹھائے اور گلے کے نیچے رکھ لے، فوراً ایک ہاتھ سے ناک کے چوہے نکالنے شروع کر دے اور دوسرے ہاتھ سے اپنے اعضاء مخصوصہ کی خارش کو سہلائے اور سامنے رکھے ہوئے قرآن میں سے اپنے مخصوص انداز میں تلاوت کرے، پھر ہاتھوں کو آگے پیچھے ہلاتے ہوئے رکوع میں جائے، تسبیحات کی بجائے اردو زبان میں مقلدین کو گالیاں اور بد دعائیں دے، پھر سجدوں میں بھی تسبیحات کی بجائے پنجابی زبان میں برطانوی سامراج کو دعائیں دے۔ دوسری رکعت میں پاؤں مزید چوڑے کر کے مسجد کا محراب بنائے، نماز کے آخر میں بھی سلام سے پہلے مقلدین حنفیوں کو بد دعائیں دے اور مقلدین حنبلیہ کے لئے دعائیں کرے، پھر سامنے کی طرف ایک سلام کرے اور بغیر دعا مانگے علامہ شامی اور صاحب ہدایہ پر تبرا بازی شروع کر دے اور باقی حنفی

مسلمانوں کو ایک ہی سانس میں کافر، مشرک، جہنمی، حرامی اور بدعتی کہتا چلا جائے اور بعد فراغت بازار میں کھڑا ہو کر غیر مقلدین کی جے پکارے۔

اس نقشے میں جن جن افعال کی طرف اشارے کیے گئے ہیں ہم ان کے حوالہ جات کی مکمل ذمہ داری قبول کرتے ہیں جو عندالطلب پیش کر دیے جائیں گے۔

اکتالیسویں پارے کی آیت

حضرت رحمہ اللہ نے مولانا ضیاء القاسمی مرحوم کی مسجد میں تقریر کی۔ اس میں یہ لطیفہ سنایا کہ علامہ احسان الٰہی ظہیر نے فیصل آباد میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میں اپنی جماعت کی طرف سے ذمہ داری کے ساتھ اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ اگر ہمارے مذہب میں ایک مسئلہ بھی کوئی ایسا دکھلا دے جس کا ثبوت حدیث میں نہ ہو تو سورج بعد میں طلوع ہوگا ہم اس مسئلہ سے توبہ پہلے کر دیں گے۔ اس پر خوب نعرے لگے اور پھر فرمایا کہ اگر ہمارے مخالف بھی ایسا ہی کریں کہ جو مسئلہ حدیث کے خلاف ہو اسے چھوڑ دیں تو سارا جھگڑا ہی ختم ہو جائے۔

دو تین نوجوان وہاں چلے گئے اور کہا: علامہ صاحب! یہ جو آپ وتروں میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں یہ کس حدیث میں ہے؟ کیا اس کی حدیث ہے؟ علامہ صاحب کہنے لگے کہ ہی حدیث میں ہے اور زبردست حوالہ ہے۔ سنو کہ مشکوٰۃ شریف کتاب البیوع میں یہ حدیث موجود ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ پڑھے لکھے لوگ جانتے ہیں کہ بیوع تجارت کو کہتے ہیں۔ نماز کے مسائل نماز کے باب میں ہوتے ہیں تجارت کے باب میں

نہیں ہوتے، ان علاموں نے دین کو بھی تجارت ہی بنالیا ہے کہ مسئلہ نماز کا پوچھو تو پھر بھی تجارت کا باب بتلاتے ہیں۔ جن نوجوانوں نے مسئلہ پوچھا تھا انہوں نے کہا کہ یہ شیخ الحدیث بیٹھے ہیں، یہ بتلادیں کہ یہ مسئلہ کتاب البیوع کا ہے۔ شیخ الحدیث کہنے لگے کہ علامہ صاحب سیاسی آدمی ہیں، مذہبی آدمی نہیں۔ نوجوانوں نے کہا کہ علامہ صاحب سیاسی آدمی ہیں پر آپ تو مذہبی آدمی ہیں۔ چلیں آپ ہی بتلادیں کہ وتروں میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کی حدیث ہے؟ کہنے لگے کہ صبح کو دیکھ کر بتلائیں گے۔

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: میں پوچھتا ہوں کہ علامہ صاحب کی سیاست اسلامی ہے یا غیر اسلامی؟ یہ تو ایک عیسائی پادری کو بھی معلوم ہے کہ نماز کا مسئلہ نماز کے باب میں ہوتا ہے اور حج کا مسئلہ حج کے باب میں، زکوۃ کا مسئلہ باب الزکوۃ میں۔ اگر کوئی جج کہے کہ علامہ صاحب ہمیں اسلام کا قانون شہادت لکھ دیں تو علامہ صاحب کتاب الوراثت کھول بیٹھیں گے۔ خود ان کو بابوں کا بھی علم نہیں اور ہمیں کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کی تقلید چھوڑ کر علامہ کی تقلید کرلو۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے نعوذ باللہ کوئی زہر گھول دیا ہے اور علامہ صاحب نے اس میں چینی ڈال دی ہے۔

صبح کو نوجوان پھر چلے گئے اور کہا کہ علامہ صاحب تو مسئلہ بتلا کر نہیں گئے، چلو! تمہی بتلادو۔ کہنے لگے کہ ہمارے مناظر اعظم مولوی رفیق صاحب مدن پوری ہیں مگر یہ بتلاؤ کہ تم اس مسئلہ کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو؟ کیا تمہیں یقین ہے کہ اس مسئلہ کی حدیث نہیں ہے؟ نوجوانوں نے کہا کہ یہ سوال مولوی امین صاحب کا ہے۔ ماتھے پر ہاتھ رکھ کر بولے کہ اگر وہ کہہ گیا ہے تو ضرور بات میں کوئی وزن ہے، یہ بات مناظر صاحب ہی بتلائیں گے۔

دوسرے دن وہ نوجوان مناظر صاحب مدن پوری کے پاس پہنچ گئے کہ رات علامہ صاحب سے سوال ہوا گر جواب نہیں ملا۔ تم ہی کوئی حدیث بتلا دو تو مناظر نے کہا کہ میں نے بہت حدیثیں تلاش کی ہیں مگر وہ حدیث نہیں ملی۔ نوجوانوں نے کہا کہ پھر یہ مسئلہ تم نے کہاں سے لیا؟ کہنے لگے کہ قیاس سے۔ نوجوانوں نے کہا: عجیب بات ہے! آگے پیچھے کہتے ہو کہ قیاس شیطان کا کام ہے اور اکتالیسویں پارہ کی آیت اول من قاس ابلیس پڑھ دیتے ہو اور آج خود ابلیس بنے بیٹھے ہو۔ مناظر نے کہا کہ وہ اور قیاس ہے جو غلط ہوتا ہے اور حدیث کے خلاف ہوتا ہے۔ نوجوانوں نے کہا: کیا آپ کا قیاس حدیث کے مطابق ہے؟ مناظر کہنے لگا کہ ہاں یہ دعا ہے ہاتھ اٹھا کر کرنی چاہئے۔ نوجوانوں نے کہا: کیا سورۃ فاتحہ دعا ہے یا نہیں؟ پھر اسے امام ومقتدی سب ہاتھ اٹھا کر کیوں نہیں پڑھتے؟ اللّٰھم باعد بینی اور رب اجعلنی بھی دعائیں ہیں وہ کیوں ہاتھ اٹھا کر نہیں پڑھتے؟ مناظر صاحب بڑے پریشان ہو گئے۔ نوجوانوں نے کہا کہ جناب نسائی شریف حدیث کی اور صحاح ستہ کی کتاب ہے اس میں یہ باب باندھا ہوا ہے کہ وتروں کی دعا یعنی قنوت میں ہاتھ نہیں اٹھائے جاتے اور رسول پاک ﷺ نماز کے اندر ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ وہ یہ سن کر بوکھلا گیا۔ نوجوانوں نے کہا کہ دوسروں کو تقلید کا طعنہ دیتے ہو، آپ خود کس کی اندھی تقلید میں ہاتھ اٹھائے پھرتے ہو۔ پورے فیصل آباد میں زور لگ رہا ہے مگر حدیث نہیں مل رہی۔

ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور

ایک صاحب تشریف لائے اور کہنے لگے کہ رفع یدین کی احادیث

صحیح بخاری میں ہیں اور ترک رفع یدین کی نہیں اس لئے ان احادیث پر عمل کرنا ضروری ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کے پاس دلائل شرعیہ کتنے ہیں؟ کہنے لگا: اہلحدیث کے دو اصول: فرمان خدا اور فرمان رسول۔ میں نے کہا: یہ بات کہ بخاری کی حدیث پر عمل کرنا ضروری ہے فرمان خدا ہے یا فرمان رسول؟ کہنے لگا کہ یہ نہ فرمان خدا ہے نہ فرمان رسول لیکن "یہ" تو حنفی بھی مانتے ہیں۔ میں نے کہا: کیا حنفی یہ اختلافی رفع یدین کرتے ہیں؟ اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا جب سب حنفیوں کا عمل اس کے خلاف متواتر ہے تو آپ حنفیوں کے ذمہ ایسا جھوٹ کیوں لگاتے ہیں جو ان کے متواتر عمل کے خلاف ہے؟ بڑا چمک کر بولا کہ حنفی کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ میں نے کہا: ہر آدمی دوسرے کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے۔ چونکہ تم کہتے کچھ ہو اور کرتے کچھ اور ہو اس لئے احناف کے بارے میں بھی تمہیں یہی بدگمانی ہے۔ وہ بگڑ کر بولا کہ اس کا ثبوت؟ میں نے کہا کہ بخاری و مسلم میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی حدیث ہے اور بیٹھ کر پیشاب کرنے کی کوئی صریح حدیث نہیں ہے تو تمہارے سب مرد و عورت رات دن بخاری و مسلم کی حدیث کے خلاف بیٹھ کر پیشاب کرتے ہیں۔ یہ ہے آپ کے قول و فعل کا تضاد۔ اب وہ کھسیانا سا ہو گیا۔ میں نے کہا کہ بخاری و مسلم میں حدیث ہے کہ حضور اقدس ﷺ جوتے پہن کر نماز پڑھتے تھے اور جوتے اتار کر نماز پڑھنے کی کوئی صریح حدیث نہ بخاری میں ہے نہ مسلم میں اور تمہارے سب مرد اور عورتیں اس متفق علیہ حدیث کے خلاف جوتے اتار کر نماز پڑھتے ہیں، یہ ہے تمہارے قول و فعل کا دوسرا تضاد۔ اب تم حنفیوں سے لڑنے کی بجائے پہلے اپنی جماعت کو بخاری و مسلم کے عامل بناؤ۔ جب دیکھا کہ کوئی نام نہاد

اہلحدیث مرد یا عورت بیٹھ کر پیشاب کر رہا ہے تو اس کو بازو سے پکڑ کر کھڑا کر دیا اور اسے سمجھایا کہ یہ بیٹھ کر پیشاب کرنا بخاری اور مسلم کی حدیث کے خلاف ہے اس لئے کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرو اور گھر یا مسجد میں جہاں کسی نام نہاد اہلحدیث کو دیکھو کہ جوتے اتار کر مصلیٰ پر کھڑا ہے تو فوراً جوتے لا کر اس کے پاؤں میں پہنا دو اور اسے بتلاؤ کہ یہ جوتوں کے بغیر نماز بخاری و مسلم کے خلاف ہے اس لئے جوتے پہن کر نماز پڑھا کرو تاکہ تمہاری نماز قابل قبول ہو اور اس مضمون کا اشتہار بھی شائع کر دو کہ جو نام نہاد اہلحدیث کھڑے ہو کر پیشاب کرنے اور جوتے پہن کر نماز پڑھنے کی بخاری و مسلم کی حدیث کا منسوخ و ممنوع ہونا ثابت کر دے اسے دس لاکھ روپے انعام دیا جائے گا۔ میں نے کہا کہ اگر آپ نے یہ تحریک شروع نہ کی اور سب اہلحدیثوں کو اس پر نہ لگایا تو تمہارا قول و فعل کا تضاد عالم آشکارا ہو جائے گا کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہیں۔ خبردار آئندہ کسی حنفی کو یہ نہ کہنا کہ بخاری کی ہر حدیث پر عمل واجب ہے ورنہ لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ وہ چلا گیا۔ پھر ایک عرصہ کے بعد ملا تو میں نے پوچھا کہ تمہاری اس تحریک کا کیا حال ہے؟ کہنے لگا کہ اہلحدیث کہا کرتے تھے کہ بخاری کی ہر حدیث پر عمل واجب ہے، یہ سب کا مانا ہوا مسئلہ ہے۔ میں نے ایک دو کو پیشاب کرتے ہوئے کھڑا کر دیا اور ایک دو کو نماز پڑھتے ہوئے جوتے پہنا دیئے تو انہوں نے مجھے مار مار کر مسجد سے نکال دیا۔ اب میں دوسری مسجد میں جا کر خاموشی سے نماز پڑھ آتا ہوں، وہ تو سب جھوٹے اہلحدیث نکلے۔

میں نے کہا: معلوم ہوا کہ آپ نے بخاری مسلم کی حدیث پر عمل لازم کی تحریک مسجد میں شروع کی تو انہوں نے تمہیں مسجد سے نکال دیا اور اگر تم

یہی تحریک گھر سے شروع کرتے تو گھر سے بھی نکال دیئے جاتے۔ میں نے کہا کہ تم اپنے گھر میں یہ کام نہیں کر سکتے تو حنفیوں کی مسجد میں جا کر ایسی شرارتیں کیوں کرتے ہو؟ کہنے لگا: اب تو بالکل چھوڑ دی ہیں، جب ہمارے نام نہاد اہلحدیث خود ہی بخاری و مسلم کی حدیث پر عمل نہیں کرتے تو ہمیں دوسروں سے کیوں لڑاتے ہیں؟ وہ چند دن بعد پھر ملا تو کہنے لگا کہ ان کی یہ بات تو صحیح معلوم ہوتی ہے کہ جس کی سند زیادہ صحیح ہو اس پر عمل واجب ہے۔ میں نے کہا: صحیح بخاری ص ۵۳ پر ہے کہ ران کا شرم گاہ میں داخل نہ ہونا (یعنی ستر میں) حضرت انس کی حدیث میں ہے اور اس کی سند نہایت صحیح ہے اور اس کو امام بخاری نے سند کے ساتھ بخاری میں روایت کیا ہے مگر یہ حدیث کہ ران شرمگاہ ہے یعنی ستر کی جگہ ہے بخاری کی شرط پر نہیں اسلئے امام بخاری نے اسے بخاری میں سند کے ساتھ نقل نہیں کیا مگر فرمایا کہ اس پر عمل کرنے میں زیادہ احتیاط ہے تو اب یہ تحریک بھی شروع کر کے دیکھیں کہ خود بھی ران ننگی کر کے نماز پڑھا کریں اور دوسرے اہلحدیثوں کی رانیں بھی نماز میں ننگی کر دیا کریں کیونکہ زیادہ صحیح حدیث کا تقاضا ہے۔ کہنے لگا کہ آپ مجھے گھر سے نکلوائیں گے۔ میں نے کہا: وہ کیوں نکالیں گے؟ کیا وہ اہلحدیث نہیں؟ کہنے لگا کہ اب واسطہ پڑنے سے پتہ چلا ہے کہ وہ صرف نام کے اہلحدیث ہیں اور ان کے قول و فعل میں تضاد ہوتا ہے۔

ایک دفعہ پھر وہ نوجوان آیا اور کہنے لگا کہ آپ لوگ ترک رفع یدین کی احادیث کو کیوں راجح قرار دیتے ہیں جبکہ وہ بخاری و مسلم میں نہیں ہیں۔ میں نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ نماز میں میرے نزدیک اولوالاحلام کھڑے ہوا کریں۔ (مسلم شریف) ایک اور حدیث میں فرمایا کہ

مہاجرین و انصار میرے نزدیک کھڑے ہوا کریں تا کہ وہ مجھ سے نماز کے مسائل سیکھیں اور دوسرے لوگ ان سے سیکھیں۔ (ابن ماجہ)

اس لئے امام اعظم نے اپنی مسند میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے ترک رفع یدین کی حدیث روایت کی۔ یہ سنداً بھی متواتر ہے کہ امام ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ حدثنی من لا احصی۔ کہ یہ حدیث مجھے اتنے لوگوں نے سنائی جن کا میں شمار نہیں کر سکتا اور عملاً بھی متواتر ہے کہ تمام اہل کوفہ نے بالاتفاق اس پر عمل کیا اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نہ صرف مہاجرین میں سے ہیں بلکہ السابقون الاولون میں سے ہیں۔ ابو نعیم کی مسند میں حضرت براء بن عازب انصاریؓ سے بھی امام اعظم نے ترک رفع یدین کی حدیث روایت کی ہے، اس پر بھی اہل کوفہ کا عمل ہے تو حضرت امام اعظم نے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق مہاجرین اور انصار کی حدیث لی ہے۔ امام محمدؒ نے کتاب الحجہ میں چیلنج کیا ہے کہ کسی بدری صحابی سے رفع یدین کی حدیث جس پر حضور ﷺ نے بھی مواظبت فرمائی ہو پھر اس صحابی کا بھی اس پر عمل رہا ہو ہرگز ثابت نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ اور حضرات تو رہے ایک طرف امام بخاری اور امام مسلم بھی اس چیلنج کو قبول نہ کر سکے اور وہ دونوں بھی کسی بدری صحابی سے رفع یدین کی حدیث نہ لا سکے۔ چونکہ امام اعظم نے رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے اصول کو سامنے رکھا ہے اور امام بخاری نے انتخاب حدیث میں نبی ﷺ کے اس اصول سے صرف نظر کیا ہے اس لئے آپ لوگوں کو احناف کے خلاف اتنی ضد نہیں کرنی چاہئے کہ احناف دشمنی میں نبی کی بھی نہ سنیں۔ وہ کہنے لگا کہ الحمد للہ آج دل صاف ہو گیا کہ حضرت امام اعظم سب سے زیادہ متبع سنت تھے۔

اب میں انشاء اللہ العزیز انہی کی رہنمائی میں کتاب و سنت پر عمل کروں گا،
واللہ الموفق۔

تین ماہ میں سنت مؤکدہ کی تعریف یاد نہ ہو سکی

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کئی سال گزرے حضرت اقدس
صاحب السیف مولانا بشیر احمد پسروری خلیفہ اعظم حضرت سلطان العارفین
شیخ التفسیر قطب الارشاد حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ حیات تھے
کہ مولوی محمد رفیق پسروری سے مناظرہ طے ہوا۔ اس نے اپنا دعویٰ یوں
لکھا کہ ماہ رمضان میں آٹھ رکعت تراویح باجماعت سنت مؤکدہ ہے۔ میں
نے کہا کہ آپ تراویح اور سنت مؤکدہ کی تعریف بیان فرمادیں لیکن صرف
کتاب و سنت سے ہو، حنفیوں کے اصول سے یا فقہ سے چوری نہ کریں ورنہ
چوری کی سزا آپ کو معلوم ہے۔ آپ کا ایک ہاتھ تو پہلے ہی نہیں ہے
دوسرا بھی کٹ جائے گا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ جو کام حضور ﷺ نے
خود ہمیشہ کیا ہو سنت مؤکدہ ہے۔ میں نے کہا کہ یہ تعریف نہ جامع ہے نہ مانع
ہے اور نہ ہی اس کا حوالہ قرآن و حدیث میں ہے۔ میں نے سب لوگوں سے
پوچھا کہ بھائی آپ سب جانتے ہیں کہ پنجگانہ نماز کے لئے اذان بالاتفاق
سنت مؤکدہ ہے جبکہ حضور ﷺ نے زندگی بھر ایک دفعہ بھی اذان خود
نہیں پڑھی۔ اس تعریف کے مطابق تو اذان سنت رہی نہ اقامت۔ دوسری
بات یہ ہے کہ حضور ﷺ فرائض ہمیشہ ادا کرتے تھے یا نہیں؟ سب کہنے
لگے کہ کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ پھر اس تعریف کے مطابق تو فرائض بھی
سنت بن گئے۔ بات چونکہ عام فہم تھی اس لئے سب لوگ سمجھ گئے کہ

مولوی صاحب کو تو سنت و فرض کی تعریف بھی نہیں آتی۔ اس پر مولوی صاحب نے تین ماہ کی مہلت مانگی تاکہ سنت مؤکدہ کی تعریف یاد کر سکیں۔ چنانچہ مہلت دے دی گئی لیکن تین ماہ تک وہ سنت مؤکدہ کی تعریف نہ یاد کر سکے اس لئے مجبوراً پولیس کو کہہ کر مناظرہ بند کرا دیا۔

مناظرہ اثری کے بس کا روگ نہیں

اسی طرح جھنگ میں مولوی ارشاد الحق اثری نے کہا کہ آٹھ رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ میں نے کہا کہ اس کی جامع مانع تعریف کرو، ایسی تعریف کہ حضور ﷺ کا کھڑے ہو کر پیشاب کرنا سنت مؤکدہ نہ بنے جو کہ بخاری ج ۱/ ص ۲۵، مسلم ج ۱/ ص ۱۳۳، ابوداؤد ج ۱/ ص ۴، ترمذی ج ۱/ ص ۹، نسائی ج ۱/ ص ۱۱، ابن ماجہ ص ۲۶ اور مسند احمد ج ۵/ ص ۳۸۲ پر باصراحت موجود ہے اور آٹھ رکعت تراویح باجماعت جس کا پوری صحاح ستہ میں کہیں نام و نشان تک نہیں وہ سنت مؤکدہ بن جائے۔ جوتے پہن کر نماز پڑھنے کی جو متواتر حدیث ہے وہ تو سنت مؤکدہ نہ بنے اور آٹھ رکعت تراویح باجماعت جس کی ایک خبر واحد بھی صحیح نہیں وہ سنت مؤکدہ بن جائے تو اثری صاحب نہ تراویح کی تعریف کر سکے اور نہ سنت مؤکدہ کی اور اعتراف کیا کہ مناظرہ میرے بس کا روگ نہیں۔

اقتداء شرک نہیں تو تقلید بھی شرک نہیں

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے نام میں سنت کا لفظ بھی ہے اور جماعت کا بھی۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے: يد الله على الجماعة۔

اچھا بتلاؤ اگر گھر میں نماز پڑھیں تو کتنی نمازوں کا ثواب ملے گا؟ لوگوں نے کہا کہ ایک کا۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر کوئی مسجد میں امام بنا کر اس کے پیچھے نماز پڑھے پھر کتنا ثواب ہو گا؟ جواب ملا ستائیس (۲۷) کا۔ حضرت نے فرمایا: معلوم ہوا جماعت بڑی چیز ہے کہ ایک کی بجائے ستائیس کا ثواب مل گیا۔

حضرت نے فرمایا کہ ایک جگہ جماعت ہو رہی تھی، ایک صاحب آئے اور علیحدہ نیت باندھ لی۔ جماعت کے بعد لوگوں نے پوچھا کہ تو نے علیحدہ نماز کیوں پڑھی ہے؟ اس نے کہا کہ اگر سب لوگ قرآن و حدیث کو چھوڑ دیں تو کیا میں بھی چھوڑ دوں؟ لوگ حیران ہوئے کہ ہم نے کون سا قرآن و حدیث چھوڑ رکھا ہے۔ کہنے لگا کہ قرآن میں آتا ہے: اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی کہ نماز تنہا پڑھنی چاہئے۔ ایک آدمی نے کہا کہ تو نے غلط ترجمہ کیا ہے۔ آؤ شاہ رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ کا ترجمہ دیکھتے ہیں۔ کہنے لگا: کیا میں ان کی تقلید کر کے مشرک ہو جاؤں؟ جیسے میرے دل میں آئے گا ویسے کروں گا۔ مناظرہ شروع ہو گیا۔ اس نے کہا کہ اچھا تم لوگ کلمہ سناؤ۔ کلمہ سنایا گیا تو کہنے لگا کہ کلمے میں اللہ اور رسول کا نام ہے امام کا تو نہیں ہے تو میں امام کے پیچھے نماز کیوں پڑھوں اور امام کی تقلید کیوں کروں؟ لوگوں نے کہا کہ کلمہ والے نے بتایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَارْکَعُوْا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ۔ اور اللہ کے رسول نے فرمایا ہے کہ باجماعت نماز کا ثواب ستائیس درجے بڑھ جاتا ہے اس لئے ہم نے اللہ کی بھی مانی اور رسول اللہ ﷺ کی بھی۔

حضرت نے فرمایا کہ سجدہ اللہ کو ہوتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ خیر المدارس والے عجیب ہیں کہ امام تو اللہ کو سجدہ کر رہا ہے اور یہ امام کو سجدہ کر رہے ہیں یہ بالکل غلط ہے کیونکہ آج تک کسی کے دل میں یہ بات نہیں آئی

بلکہ دونوں کا سجدہ اللہ ہی کو ہے۔

یہی مطلب ہے والجماعۃ کا کہ امام بھی اللہ کی عبادت کرتا ہے اور مقتدی بھی اللہ کی عبادت کرتے ہیں لیکن امام کے پیچھے، آگے نہیں۔ اگر امام رکوع میں ہو اور مقتدی سجدہ میں چلے جائیں تو اس میں کیا حرج ہے کہ عبادت تو اللہ کی کرنی ہے، یہ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَات پر عمل بھی ہے۔ امام دوسری رکعت میں ہے آپ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر نماز ختم کردیں تو کیا قباحت ہے جبکہ نماز تو خدا کی ہے جو چاہے پہلے پڑھے جو چاہے بعد میں پڑھے؟

نہیں ایسا نہیں کرنا کیونکہ خدا ہی کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق امام کے پیچھے پیچھے چلنا ہے آگے نہیں بڑھنا ورنہ نماز صحیح نہیں ہوگی اور سر بھی گدھے کا بن جائے گا، معاذ اللہ۔ یہ تو مسلم شریف کی حدیث میں ہے مگر تلخیص الحبیر میں تو لفظ کتے اور خنزیر کا ہے یعنی جو لوگ امام سے سبقت کرتے ہیں خطرہ ہے کہ ان کے سر کتے اور خنزیر کے نہ بن جائیں۔ اللہ کے نبی تو فرما رہے ہیں کہ امام کی مخالفت نہ کرنا ورنہ سر گدھے یا خنزیر جیسا ہو جائے گا تو معلوم ہوا کہ امام کی مخالفت سخت ترین گناہ ہے۔ تقلید کا قصہ بھی ایسا ہی ہے۔ ہمارے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کتاب و سنت پر عمل کرتے ہیں اور ہم بھی ان کے پیچھے پیچھے ان کی رہنمائی میں کتاب و سنت پر ہی عمل پیرا ہیں۔ اگر مقتدی بننا شرک نہیں تو تقلید کرنا بھی کوئی شرک نہیں۔ اگر چھوٹے اور صرف نماز کے امام کی مخالفت سے سر گدھے کا بن سکتا ہے تو جو لوگ پورے دین کے امام اعظم کی مخالفت کرتے ہیں ان کا سر تو خدانخواستہ خنزیر کا بھی بن سکتا ہے۔ اللّٰھم اعصمنا من مخالفۃ الائمۃ۔

چار رکعات چار امام

ایک غیر مقلد نے حضرت سے پوچھا کہ تم ایک کی تقلید کیوں کرتے ہو؟ حضرت نے فرمایا کہ جب تم عصر کی نماز پڑھو گے تو چاروں رکعت ایک ہی امام کے پیچھے پڑھو گے یا ایک رکعت کسی ایک کے پیچھے، دوسری کسی دوسرے کے پیچھے، تیسری کسی تیسرے کے پیچھے اور چوتھی کسی چوتھے کے پیچھے اور اسی طرح پہلے امام کو گالیاں دے کر دوسرے کے پیچھے لگ جاؤ گے، پھر دوسرے کو برا بھلا کہہ کر تیسرے کے پیچھے لگ جاؤ گے اور پھر تیسرے کو صلوٰتیں سنا کر چوتھے کی اقتداء کرو گے۔ اگر ایک ہی کے پیچھے چاروں رکعات نماز ہو جاتی ہے تو ایک امام کی تقلید میں بھی کوئی حرج نہیں۔ اگر امام نہ ہو تو جماعت ہی نہیں اس لئے ہمارا نام اہل السنۃ والجماعۃ ہے جو علیکم بسنتی وعلیکم بالجماعۃ کے عین مطابق ہے۔

دودھیاروں کی کہانی

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے کسی جگہ جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں کے لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک پروفیسر قادیانی ہے جو دوسرے پروفیسروں کو خراب کر رہا ہے۔ میں نے کہا کہ اس سے کہو ایک سکول ٹیچر کسی کا مہمان آیا ہوا ہے، آپ اس سے بات کر لیں۔ یہ سن کر قادیانی پروفیسر بہت خوش ہوا۔ اس نے پوچھا کہ ٹیچر ہی ہے ناں کوئی مولوی وغیرہ تو اس کے ساتھ نہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں صرف ٹیچر ہی ہے۔ اس نے کہا کہ ہمارے ساتھ بھی پروفیسر ہوں گے کوئی ان پڑھ نہیں ہو گا۔ ہم اس کے پاس چلے گئے۔ اس نے کہا بیٹھ جاؤ۔ ہم بیٹھ گئے۔

اس کا بات کرنے کا انداز واقعی عجیب تھا۔ اس نے بات شروع کی تو اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے اور کہنے لگا کہ میں تو بہت دکھی انسان ہوں، میرا دل بہت زخمی ہے، میں روزانہ کلمے کا ورد کرتا ہوں، ایک پارہ قرآن پاک بھی پڑھتا ہوں اور نماز تہجد کی بھی پابندی کرتا ہوں اور یہ جو سامنے مکان والا ہے یہ تو عید کی نماز بھی نہیں پڑھتا، قرآن پاک کی تلاوت بھی نہیں کرتا بلکہ اس نے قرآن پڑھا ہی نہیں لیکن حیرانگی کی بات یہ ہے کہ لوگ اس کو مسلمان کہتے ہیں اور مجھے کافر۔ سارے محلے والے میرے کفر اور اس کے اسلام پر متفق ہیں تو اس سے میرا دل بہت دکھتا ہے کہ میں کلمہ بھی پڑھتا ہوں، قرآن بھی پڑھتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں، تہجد بھی پڑھتا ہوں لیکن لوگوں کے ہاں میں کافر کا کافر اور وہ کلمہ بھی نہیں پڑھتا، نماز بھی نہیں پڑھتا، قرآن بھی نہیں پڑھتا پھر بھی وہ پکا مسلمان ہے، اس کے ساتھ ہی اس نے زار و قطار رونا شروع کر دیا اور بڑے مظلومانہ انداز میں لوگوں کی بے انصافی کا شکوہ کرنے لگا۔

حضرت فرمانے لگے کہ آج اچھی گھڑی ہے کہ دو دکھی آپس میں مل بیٹھے ہیں، جیسا تو دکھی ہے ویسا ہی میں دکھی ہوں بلکہ میں تجھ سے بھی زیادہ دکھیارا ہوں۔ میں نے تیرا دکھ سن لیا اب تو بھی میرا دکھ سن۔ یہ بتا کہ جب کسی نے تجھے کافر کہا تو یہ کہہ کر کہا کہ تو قرآن پڑھتا ہے اس لئے کافر ہے یا تو تہجد پڑھتا ہے اس لئے کافر ہے یا تو پانچ وقت کا نمازی ہے اس لئے کافر ہے۔ تو میرے سامنے بیٹھ کر جھوٹ نہ بول۔ کوئی پتہ تو چلے کہ لوگ تجھے کافر کیوں کہتے ہیں؟ کس وجہ سے کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں؟

اب میرا بھی ایک دکھ سن لے۔ علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ

بڑے عالم فاضل اور خدا رسیدہ بزرگ گزرے ہیں، وہ بھی یہی کلمہ پڑھتے تھے، اس کا ورد کرتے تھے مگر ان کو تو کسی نے کافر نہیں کہا۔ میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر کہتا ہوں کہ صرف مرزا غلام احمد قادیانی نے انہیں کافر کہا بلکہ اس سے آگے بڑھ کر انہیں انسانیت اور شرافت سے بھی نکال دیا اور یوں کہا کہ جو مجھ پر ایمان نہیں لاتا وہ حرام زادہ ہے اور اس کی والدہ کنجری ہے۔ میں نے اس پر مرزا کی کتاب دکھائی جس میں اس نے کہا ہے کہ جو مجھ پر ایمان نہیں لاتا وہ حرام زادہ ہے، ذریۃ البغایا (کنجریوں کی اولاد) ہے۔ اس پر وہ خاموش رہا۔ میں نے کہا کہ اگلی بات جو مجھے پوچھنی ہے وہ یہ ہے کہ مرزا کا بیٹا فضل احمد جو اس پر ایمان نہیں لایا اس کی والدہ یعنی مرزا کی حرم اور بیوی کا اس فتویٰ کی روشنی میں کیا حکم ہے؟ وہ کنجری ہے یا نہیں؟ اور معاذ اللہ جس کے نکاح میں کنجری ہو اس کو لوگ دلّا تو کہتے ہیں اسے مسیح موعود کوئی نہیں کہتا۔ میں نے کہا: کیا واقعتاً ایسا ہی ہے یا نہیں؟ اس نے کہا کہ اگر مرزا نے غلط بات لکھی ہے تو وہ اس کے گھر تک پہنچ گئی ہے لیکن اس کے بعد بھی وہ اپنا اور مرزا کا کفر ماننے کے لئے تیار نہ ہوا۔ میں نے کہا کہ آخر یہ سارے لوگ بھی تو کلمہ پڑھتے تھے، تہجد گزار تھے، قرآن کی تلاوت بھی کرتے تھے، پانچ وقت کے نمازی بھی تھے تو ان کی پاکباز عورتوں کو کتیوں اور خنزیروں سے بدتر کیوں لکھا گیا؟ اس وقت آپ کے دل میں کوئی ٹیس نہ اٹھی جب اس نے ایسی غیر شریفانہ باتیں لکھی تھیں۔ میں نے کہا کہ اب میں آپ کو آخر تک پہنچانے کے لئے پوچھتا ہوں کہ وہ کلمہ کون سا ہے یہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یا کوئی اور کلمہ ہے؟ اس نے کہا کہ یہی کلمہ ہے۔ میں نے کہا کہ اس کا ترجمہ بھی سن لو۔ شاید اس

میں کوئی غلطی نہ ہو۔ میں نے ترجمہ کیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے کہا: ترجمہ صحیح ہے تو کہنے لگا کہ بالکل صحیح ہے۔ میں نے کہا: کیا میں کلمہ گو ہوں؟ کہنے لگا: ہاں آپ کلمہ گو ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ تو دو نمبر ہوئے۔ اب تیسرا نمبر بھی سن لے کہ تیرے کہنے کے مطابق کلمے کے الفاظ بھی صحیح ہیں ان کے معنی بھی صحیح ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ اس میں جو لفظ اللہ آیا ہے اس سے مراد میں ہوں تو کیا اب بھی تو مجھے کلمہ گو سمجھے گا؟ کہنے لگا نہیں۔ میں نے کہا: کیوں؟ پڑھ تو میں یہی کلمہ لا الہ الا اللہ رہا ہوں اور اس کا ترجمہ بھی صحیح کر رہا ہوں، آپ نے تصدیق بھی کر دی ہے۔ اس نے کہا کہ تم جو اللہ سے اپنی ذات مراد لیتے ہو اس لئے کلمہ گو نہیں اور نہ ہی ایسا کوئی کہہ سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ چلو دوسرا جزو دیکھ لیتے ہیں۔ محمد رسول اللہ کلمے کا دوسرا جزو ہے، صحیح ہے یا غلط؟ کہنے لگا: صحیح ہے۔ اس کا ترجمہ میں نے جو کیا ہے صحیح ہے یا غلط؟ کہنے لگا: آپ نے ترجمہ صحیح کیا ہے۔ میں نے کہا کہ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ معاذ اللہ اس میں جو لفظ محمد آیا ہے اس سے میں مراد ہوں تو کیا اس کے بعد بھی تو مجھے کلمہ گو سمجھے گا اور مسلمان مانے گا؟ کہنے لگا: بالکل نہیں۔ تو میں نے کہا کہ مرزا نے ایسا ہی کیا ہے اور یہی کہا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کر لیا کہ میں خدا ہوں جبکہ نبیوں کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ۔ اس وحی الٰہی میں مجھے محمد کہا گیا ہے اور رسول بھی۔ اگر میں یہ کہوں کہ اس میں محمد رسول اللہ سے مراد میں ہوں تو تو مجھے کلمہ گو نہیں مانتا لیکن یہی بات جب مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے تو تو اسے کلمہ گو مانتا ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ آج دو دکھیارے اکٹھے ہو گئے ہیں اور دونوں اپنے اپنے دکھ سنا رہے ہیں۔ اب میں بھی یہ کہہ رہا ہوں کہ جو کلمہ پڑھتا ہے لا الہ الا اللہ اور اللہ سے خود کو مراد لیتا ہے اور کلمہ پڑھتا ہے محمد رسول اللہ اور محمد سے مراد اپنی ذات کو لیتا ہے جیسے مرزا نے کہا:

منم مسیح زماں و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

اب بتلا کہ یہ کلمہ گو ہے یا کافر؟

اب وہ خاموش ہو گیا۔ اس کے آنسوؤں کے ساتھ اب ہونٹ بھی خشک ہو گئے۔ میں نے کہا کہ اور کوئی دکھ کی بات ہو تو سنا لو اور میرا تو ابھی سارا دکھ باقی ہے۔ میں نے کہا کہ میں تیرے کفر کی جو وجہ بھی بتاؤں گا اس پر مرزا غلام احمد کے دستخط کراؤں گا۔

پھر حضرت نے بات کو مختصر فرماتے ہوئے کہا کہ اس کے کفر کی وجوہات تو ستاروں کی تعداد سے بھی زیادہ ہیں لیکن فی الوقت میں صرف تین چار باتیں سامنے رکھوں گا: انکار ختم نبوت، دعویٰ نبوت، توہین انبیاء اور توہین و تکفیر مسلمین۔

میں نے توہین کے بارے میں چند عبارتیں پڑھیں۔ میں نے کہا کہ ایک طرف تو اس کا دعویٰ ہے کہ میں ہی عیسیٰ ہوں، میں مثیل مسیح ہوں اور مجھ میں وہی خوبیاں ہیں جو کتاب و سنت میں مرقوم ہیں۔ اس سے تو مرزا اپنی زندگی میں ہی لاجواب ہو گیا تھا۔ امرتسر میں جب عیسائیوں سے مناظرہ ہوا جو عبداللہ آتھم اور ایک دوسرے آدمی کے ساتھ تھا، وہ ایک اندھا، ایک مردہ اور ایک کوڑھا لے آئے اور کہا کہ قرآن سے ثابت ہے کہ

عیسیٰ علیہ السلام اندھوں کو بینا، مردوں کو زندہ اور کوڑھوں کو اچھا بھلا کر دیتے تھے اگر تو مسیح ہے تو یہ تینوں موجود ہیں کر کے دکھا۔ وہ کیا دکھاتا۔ اللہ نے اسے عیسائیوں سے ذلیل کرایا۔ پھر کہنے لگا کہ میں اللہ سے مشورہ کرتا ہوں، آج رات استخارہ کروں گا۔ صبح کو لوگ پھر انتظار میں تھے کہ دیکھو کیا مشورہ ہوتا ہے تو مرزا نے کہا کہ جھوٹا فریق پندرہ دن کے اندر یا پندرہ ماہ کے اندر تباہ و برباد ہو جائے گا، خرق عادت عذاب میں مبتلا ہو جائے گا، اس دن کئی اندھے بینا ہو جائیں گے، کئی لنگڑے چل پڑیں گے۔ پھر عبد اللہ آتھم کو مارنے کے لئے مرزا نے چنوں پر سورۂ فیل پڑھوائی، بہت کچھ پاپڑ بیلے گئے کہ آتھم مر جائے لیکن

الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا

اللہ نے آتھم کو جو چھوٹا مرتد تھا زندہ رکھا اور مرزا کو جو بڑا مرتد تھا ذلیل کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مرزا نے کہا کہ اگر وہ نہ مرے تو مجھے سارے لعینوں سے بڑا لعین سمجھا جائے، وہ نہ مرے تو مجھے سارے شیطانوں سے بڑا شیطان سمجھا جائے، میرا منہ کالا کیا جائے اور مجھے پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔

عیسائی کالے توے اور جوتیوں کے ہار اور پھانسی کا پھندا لیکر آگئے اور مرزے کو للکارا کہ باہر نکلو تجھے پھانسی دیں گے۔ مرزا نے پولیس کو پیغام بھیجا کہ کسی طرح میری جان بچاؤ۔ عیسائیوں نے کہا: تو کہتا تھا کہ میں کاسر صلیب یعنی صلیب توڑنے والا ہوں اب تو صلیبیوں عیسائیوں کی منتیں کر رہا ہے کہ مجھے شکست سے بچاؤ، آج تو اسی صلیب کے سامنے جھک رہا ہے۔

پھر حضرت نے فرمایا کہ مرزا بے ایمان نے حضرت مسیح علیہ

السلام کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی تین دادیاں اور نانیاں زناکار اور بدکار عورتیں تھیں، معاذ اللہ اور یہ بھی کہ وہ ایک شرابی اور کھاؤ پیو آدمی تھا، استغفر اللہ، یہ توہین ہے یا نہیں؟ وہ پروفیسر خاموش۔ حضرت نے فرمایا کہ "چشمہ معرفت" میں مرزا خود لکھتا ہے کہ کسی نبی کی ادنیٰ سی توہین کفر ہے تو ہم جو تمہیں کافر کہتے ہیں وہ مرزا کے دستخط سے کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ مرزا کا فتویٰ توہین کرنے والوں کے لئے یہ ہے:

نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا
کتوں سا کھولنا منہ تخم زنا یہی ہے
گو ہیں بہت درندے انساں کی پوستیں میں
نیکوں کا خون چوسے وہ بھیڑیا یہی ہے
بدتر سے بدتریں ہے جو بدزبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا یہی ہے

اس پر پروفیسر کو اپنا دکھ بھول گیا اور میرے دکھ سے ڈر کر بھاگ گیا۔

مفکر اسلام اور منکر اسلام کے جھوٹ میں فرق

ایک مرتبہ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں بھٹو کے خلاف تحریک کے سلسلہ میں جن دنوں جیل میں تھا اتفاق یہ ہوا کہ جس دن میری گرفتاری ہوئی اسی دن مودودیوں کی گرفتاری ہوئی۔ اوکاڑہ میں جماعت اسلامی کا جنرل سیکرٹری ڈاکٹر ذاکر حسین شیعہ بھی جیل میں تھا تو ایک دن سارے مودودی اکٹھے ہو کر مجھ سے کچھ سوالات پوچھنے بیٹھ گئے جن میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ ایک انگریز نے اسلام پر اعتراض کیا ہے کہ

مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ اسلام مکمل قانون ہے اور اس کے بعد ہمیں کسی قانون کی ضرورت نہیں لیکن جب یہ قانون عملی نفاذ میں آیا تو بمشکل تیس سال چل سکا اس کے بعد مسلمانوں نے خود ہی اسلامی قانون کو ختم کر دیا۔ کیا وجہ تھی کہ مسلمانوں کا یہ دعویٰ غلط تھا کہ وہ مکمل قانون ہے لیکن جب اس قانون کے نفاذ کا عملی تجربہ کیا تو وہ بمشکل تیس سال چل سکا اور پھر خود مسلمانوں نے اس کو ناکام قرار دے دیا تو سب کہنے لگے کہ یہ بہت زبردست سوال ہے۔ ہم نے کئی لوگوں سے پوچھا لیکن کوئی اس کا جواب نہ دے سکا۔ میں نے کہا کہ سوال کا جواب میں بعد میں دوں گا پہلے بتاؤ کہ وہ کافر زندہ ہے یا مر گیا؟ اگر زندہ ہے تو کہاں رہتا ہے؟ وہ سارے حیران ہو کر پوچھنے لگے کہ آپ نے اس کو کیا کرنا ہے؟ میں نے کہا: اگر وہ زندہ ہے تو میں پہلے اس کافر کے پاؤں چوم کر آؤں گا پھر آکر سوال کا جواب دوں گا۔ وہ اس پر بڑے حیران ہوئے اور پوچھنے لگے کہ یہ کیوں؟ میں نے کہا: اس لئے کہ وہ کافر ہمارا بہت بڑا محسن ہے جو یہ مان گیا کہ تیس سال تک اسلامی قانون چلا جبکہ نام نہاد مفکر اسلام مودودی بارہ سال سے آگے گزرتا ہی نہیں اور وہ حضرت عثمان کے دور کو بھی دورِ جاہلیت قرار دے رہا ہے۔ وہ کافر یقیناً اس مفکر اسلام سے ہمارا بڑا محسن ہے، اس پر سارے مودودی کھڑے ہو گئے۔ میں نے کہا: جواب تو سن لو۔ تیس سال تک دور خلافت راشدہ کا ہے، اسلامی قانون دنیا میں خلافت عثمانی کے سقوط تک نافذ رہا یعنی ۱۳۶۵ھ تک۔ یہ جو بعد میں خلفاء ہوئے، عباسی ہوں یا سلجوقی، خوارزمی ہوں یا عثمانی ان میں سے بعض میں کوئی ذاتی کوتاہیاں ہوں تو ہوں لیکن قانون ان سب کے زمانہ میں اسلامی ہی رہا اس لئے اس منکر اسلام کافر اور تمہارے مفکر اسلام کی

بات غلط ہے البتہ مفکر اسلام کا جھوٹ اس منکر اسلام سے بڑھا ہوا ہے۔

خلفائے راشدین کی تعداد

ایک مرتبہ فرمایا کہ علامہ فاروقی شہید نے مجھے کہا: جب تمام صحابہ کو قرآن نے اُولٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُوْن کہا ہے تو جتنے صحابہ بھی خلیفہ بنے وہ سب کے سب خلیفۂ راشد ہیں۔ میں نے کہا کہ اس پر تو آپ کا بھی ایمان نہیں کیونکہ آپ بھی تو چھ کو خلیفۂ راشد کہتے ہیں، حضرت عبد اللہ بن زبیر کو خلفاء راشدین سے خارج کیوں قرار دیا؟ دوسری بات یہ ہے کہ خلفاء اربعہ کی خلافت معمورہ اور اصطلاحی خلافت راشدہ ہے اور آیت استخلاف اور آیت تمکین میں صرف مہاجر خلفا کا تذکرہ ہے اور وہ وہی چار ہیں، چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں اور حدیث خلفاء راشدین کی شرح میں تمام سنی مفسرین اور سنی محدثین ان چار کا ہی ذکر کرتے ہیں۔ اُولٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُوْن میں لغوی راشدین مراد ہیں نہ کہ اصطلاحی۔ کہنے لگے کہ کیا لغت قرآن سے بڑی ہوتی ہے؟ میں نے کہا کہ اشتہار میں آپ کا نام لکھا ہے اور ساتھ مؤرخ اسلام لکھا ہے لیکن صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے نام کے ساتھ نہیں لکھا گیا جبکہ آپ مؤمن ہیں اور مؤمنوں کے بارے میں اُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ صاف صاف قرآن پاک میں موجود ہے۔ جلدی سے بولے کہ یہ تو ایک خاص اصطلاح ہے۔ میں نے کہا کہ اگر اصطلاحات کو لغت میں ڈھال لیا جائے تو پورے اسلام کا بیڑہ غرق ہو جائے گا۔ نبی اللہ اسے کہتے ہیں جو اللہ کا پیغام سنائے تو جو شخص ایک آیت بھی سنا دے وہ یقیناً نبی اللہ ہے لیکن اصطلاح ہی اسے دعویٰ نبوت سے روکے گی۔

انہوں نے کہا کہ ہم سمجھتے تھے کہ آپ لوگوں کی رائے قرآن کے مخالف ہے لیکن اب پتہ چلا کہ ہماری سمجھ میں فرق تھا۔

مسئلہ وحدۃ الوجود اور صوفیا کرام

حضرت رحمہ اللہ نے مسئلہ وحدۃ الوجود سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ ایک دفعہ ایک غیر مقلد نے مجھ سے پوچھا کہ وحدۃ الوجود کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا کہ وحدۃ الوجود کا جو مطلب تیرے ذہن میں ہے اس کو صوفیاء کرام بھی کفر کہتے ہیں لیکن جو مطلب صوفیا کرام لیتے ہیں کہ وحدۃ الوجود کا مطلب ہے مابہ الموجود نیست کہ اللہ تعالیٰ پیدا فرمانے کے بعد قیوم بھی ہیں اور ہم ایک لحظہ بھی اللہ کی نوازشوں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے، اصطلاحی الفاظ میں لغوی معنی کرنا غلط ہے۔ یہ صوفیاء کرام کا ایک اصطلاحی لفظ ہے۔

وہ کہنے لگا: کیا یہ اصطلاح قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟ میں نے کہا کہ محدثین نے جو اصطلاحات بنائی ہیں وہ بھی ان معنوں میں قرآن وحدیث میں نہیں ہیں۔ تو جب صرف ونحو والوں کو، منطق وفلسفہ والوں کو، فقہ، حدیث، تفسیر والوں کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی بات کو سمجھانے کے لئے کچھ اصطلاحات مقرر کرلیں تو صوفیاء کرام نے کیا قصور کیا ہے کہ ان کو اس حق سے محروم کردیا جائے؟

مرزائیوں کی غلط فہمی کا ازالہ

حضرت نے فرمایا کہ ایک مناظرہ میں مرزائیوں نے مجھے کہا کہ

مرزا بروزی نبی ہے اور یہ مجازی نبی ہوتا ہے حقیقی نہیں ہوتا چنانچہ اس سے نبوت کی نفی ہوسکتی ہے۔ میں نے تریاق القلوب سے دکھایا کہ مرزا لکھتا ہے: حضرت محمد رسول اللہ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بروز تھے اور یحیٰی علیہ السلام ادریس علیہ السلام کا بروز تھے تو کیا آپ لکھ دیں گے کہ یہ مجازی نبی تھے اس لئے ان سے نبوت کی نفی جائز ہے؟ تو لکھیں یحییٰ علیہ السلام نبی نہیں تھے، حضور اقدس ﷺ نبی نہیں تھے۔ اس پر وہ بہت پریشان ہوئے۔

ظلّی اور بروزی نبوت

ایک مناظرے میں مرزا کی کتاب "ایک غلطی کا ازالہ" کے حوالے سے مرزائی کہہ رہے تھے کہ بروز اور ظل میں اصل کی تمام صفات مکمل طور پر منعکس ہوتی ہیں۔ میں نے کہا کہ اسی کتاب میں مرزا لکھتا ہے کہ میں رسول اقدس ﷺ کا بروز ہوں اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ صاحب شریعت نبی تھے تو مرزا کو بھی صاحب شریعت نبی ہونا چاہئے جبکہ مرزا کے ہاں حضور ﷺ کے بعد صاحب شریعت نبی ہونا کفر ہے۔

خدا کی نعمت اور مرزا کی نبوت

ایک مناظرے میں قادیانی مناظر کہنے لگا کہ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں خدا سے انعام طلب کیا گیا ہے۔ نبوت بھی تو اللہ کی ایک نعمت ہے نا۔ میں نے کہا: شریعت بھی آپ کے ہاں نعمت ہے یا آپ بھی عیسائیوں کی طرح شریعت کو لعنت مانتے ہیں۔ اگر نعمت ہے تو مرزا کو

بھی صاحب شریعت نبی مانو۔

صاحبِ شریعت نبی

ایک قادیانی کہنے لگا: **کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم** میں آل محمد کے لئے وہی نعمتیں مانگی ہیں جو آل ابراہیم پر ہوئیں تو آل ابراہیم میں نبی بھی ہوئے تو آل محمد میں بھی نبی ہونے چاہئیں۔ میں نے کہا کہ آل ابراہیم میں تو صاحب شریعت نبی ہوئے ہیں تو آل محمد میں بھی صاحب شریعت نبی ہونے چاہئیں لیکن آپ بھی اس کو کفر کہتے ہیں۔

تواتر اور افواہ میں بنیادی فرق

ایک مناظرے میں ایک پادری نے کہا کہ تمام دنیا کا مسلمہ اصول ہے کہ ہر قوم کا تواتر حجت ہے۔ یہود و عیسائی دونوں متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت ہوئے اور قرآن نے دونوں کے متفق علیہ تواتر کا انکار کیا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ نے تواتر کا لفظ اگر کسی مسلمان عالم سے سن لیا تھا تو اس کا مطلب بھی کسی عالم سے سمجھ لیتے۔ تواتر کی بنیاد یقین پر ہوتی ہے اور افواہ کی بنیاد شک پر۔ افواہ بھی ہر منہ پر چڑھ جاتی ہے لیکن اس کی اصل بے بنیاد ہوتی ہے۔ قرآن پاک نے اس کو افواہ قرار دیا ہے کہ یہ ایک غلط افواہ پھیل گئی تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دے دی گئی۔ خود سولی دینے والے کو بھی شک تھا اور اس افواہ کی وجہ یہ بنی کہ عیسیٰ علیہ السلام جیسی ملتی جلتی شکل والے آدمی کو واقعتاً پھانسی دے دی گئی تھی تو کسی کا پھانسی پر مرنا یہ تو واقعتاً متواتر ہے۔ اس کا قرآن نے انکار نہیں کیا۔ پھانسی پر کون مرا، اس

میں پھانسی دینے والوں کے پاس بھی شک اور ظن سے زیادہ کوئی چیز نہیں تھی اس لئے یہ ایک بے بنیاد افوہ تھی جس کا قرآن نے انکار کیا ہے۔

بے پٹے کتوں کا امام صاحب کو بھونکنا

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ قادیانیوں اور غیر مقلدوں میں حیات مسیح پر مناظرہ ہوا اور تین دن جاری رہا۔ جس طرح غیر مقلدین اپنی طرف سے شرطیں لگا کر دلیل کا مطالبہ نہیں کرتے بلکہ دلیل خاص کا مطالبہ کرتے ہیں جیسے کافر نبی پاک سے معجزہ نہیں مانگتے تھے بلکہ فرمائشی معجزہ مانگتے تھے، قادیانیوں نے بھی یہ شرط لکھوالی کہ حقیقی، مرفوع حدیث پیش کرنی ہوگی جس میں صراحتاً آسمان پر جانے کا ذکر ہو۔ غیر مقلدین تفسیر ابن کثیر سے ابن عباس کا قول پیش کریں اور ساتھ یہ کہیں کہ تفسیر صحابی حکماً مرفوع ہوتی ہے۔ قادیانی شور مچادیں کہ شرطوں میں مرفوع حکمی کا ذکر نہیں، مرفوع حقیقی کا ذکر ہے۔ تیسرے دن شام کو غیر مقلدین میرے پاس آئے کہ کوئی مرفوع حقیقی حدیث تلاش کردیں ہمیں قادیانیوں نے بہت ذلیل کیا ہے۔ میں نے کہا کہ امام صاحب کو بھونکنے کے لئے تم بہت کچھ اکٹھا کر لیتے ہو لیکن کافروں کے سامنے جب ذلیل ہوتے ہو تو پھر یہاں آتے ہو۔ میں نے تفسیر کشاف پارہ سوم کی پہلی آیت کے نیچے ان کو مرفوع حدیث دکھائی جس میں صاف طور پر آسمانوں پر جانے کا ذکر تھا اور ساتھ براہین احمدیہ حصہ پنجم دی جس میں مرزا نے لکھا ہے کہ زمخشری اتنا بڑا علامہ ہے کہ اس کے سامنے کسی کو چوں چرا کرنے کی مجال نہیں۔ تو جس کے سامنے مرزائیوں کا نبی چوں چرا کرنے کی مجال نہیں رکھتا تو اس کے

امتیوں کو بھی اس کے سامنے چوں چرا کرنے کا حق نہیں۔ چنانچہ پھر غیر مقلدین گئے اور اس حوالے پر انہوں نے مناظرہ جیتا۔

قادیانیوں کا وسوسہ

ایک مناظرہ میں ایک قادیانی نے اعتراض کیا کہ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ میں تو عموم ہے کہ سارے اہل کتاب مسیح پر ایمان لے آئیں گے حالانکہ مسیح کے رفع آسمانی اور نزول جسمانی کے درمیانی زمانہ میں لاکھوں اہل کتاب مسیح پر ایمان لائے بغیر مر رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ نہ مرزا کو بات سمجھنے کا ملکہ تھا اور نہ مرزا کی امت کو۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ اگر مجھے اللہ بیٹا دے تو میں خیر المدارس کے تمام اساتذہ کی دعوت کروں گا۔ اب اگر بالفرض اس بات کے کہنے کے بیس سال بعد اللہ اسے بیٹا دے تو اس وقت جو اساتذہ ہوں گے وہ ان کی دعوت کرے گا۔ کوئی بے وقوف اس فقرے کا یہ مطلب نہیں سمجھتا کہ جب سے اس نے یہ فقرہ کہا ہے اس کے بعد پورے بیس سال میں کوئی نیا استاد آئے نہ پرانا جائے بلکہ اس زمانے سے اس وعدے کا کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح مسیح کی موت سے پہلے ایک زمانہ آنا ضروری ہے جب کوئی اہل کتاب نہیں رہے گا، سب مسلمان ہو جائیں گے۔ اس قسم کے وساوس ان خناسوں کے پاس ہوتے ہیں کوئی علمی بات ان کے پلے نہیں ہوتی۔

قادیانیوں کا پاگل پن

ایک مناظرے میں قادیانیوں کے تین پادری شریک تھے۔ دو فوجی

افسروں کو وہ خراب کر رہے تھے۔ وہ تینوں پادری بار بار مجھ سے یہی پوچھتے کہ متوفیاً کا کیا معنی ہے کیونکہ انہوں نے ان فوجی افسروں کے دماغ میں یہ بات جمار کھی تھی کہ متوفیك کا معنی صرف موت دینا ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ متوفیك کا ایک معنی نہیں ہوتا، اس کے دو معانی ہیں: ایک موت دینا اور دوسرے موت سے بال بال بچالینا۔ لہٰذا کسی کے لئے پہلا معنی استعمال ہوگا اور کسی کے لئے دوسرا معنی۔ اس پر پادریوں نے بھی شور کیا کہ یہ کیا بات ہوئی کہ ایک ہی لفظ کا معنی بالکل متضاد کر لیا جائے کبھی اس کا معنی مارنا اور کبھی موت سے بچالینا، ایسا کام تو کوئی پاگل ہی کر سکتا ہے، عقلمند ایسا نہیں کر سکتا۔ میں نے کہا کہ وہی پاگل تو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ کون ہے؟ قرآن پاک میں یہ لفظ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے آیا ہے تو مرزا کہتا ہے کہ خدا بھی یہودیوں کے ساتھ مل گیا کہ یہودی تجھے کیا ماریں گے میں ہی تجھے ماردوں گا لیکن مرزا نے پنڈت لیکھ رام کے بارے میں پیش گوئی کی کہ اس پر خدا کی طرف سے ایسا خارق عادت عذاب نازل ہوگا کہ جس میں انسانی ہاتھوں کو کوئی دخل نہیں ہوگا۔ اس پیش گوئی کے تین ماہ بعد پنڈت لیکھ رام قتل ہو گیا تو اس کے وارثوں نے یہ قتل مرزا پر ڈال دیا۔ مرزا کہتا ہے کہ میں اس وقت اتنا ہی پریشان ہوا جتنا عیسیٰ علیہ السلام یہودیوں سے پریشان ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے میری تسلی کے لئے یہی آیت مجھے الہام فرمائی: یَا عِیْسٰی اِنِّی مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ ۔ جس کا ترجمہ خود مرزا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عیسیٰ! عیسیٰ سے یہ عاجز مراد ہے، انی متوفیك میں تجھے بال بال بچا لوں گا اور یہ مخالفین تیرا بال بیکا بھی نہ کر سکیں گے۔

میں نے کہا کہ دیکھو یہی پاگل ہے جس نے ایک ہی لفظ کا معنی

عیسیٰ علیہ السلام کے لئے موت دینا کیا ہے اور اپنے لئے موت سے بال بال بچا لینا۔ انہوں نے شور مچایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں نے مرزا کی کتاب سراج منیر نکال کر ان فوجی افسروں کو دی کہ آپ یہ الہام بھی پڑھ کر سنائیں اور اس کا قادیانی ترجمہ بھی۔ وہ فوجی افسران پادریوں سے کہنے لگے کہ تمہارا نبی تو بہت گمراہ ہے جو قرآن پاک کی آیتوں کے بارے میں ایسے متضاد ترجمے کرتا ہے۔ تم نے یہ دوسرا ترجمہ آج تک ہمیں نہیں دکھایا۔ وہ تینوں پادری کہنے لگے کہ یہ ترجمہ ہم نے بھی پہلی مرتبہ سنا ہے۔ آپ ہمیں یہ کتاب دکھائیں۔ فوجی افسروں نے وہ کتاب انہیں دے دی۔ انہوں نے دو تین مرتبہ اس عبارت کو آگے پیچھے سے پڑھا اور کھڑے ہو کر مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا، قادیانیت سے توبہ کی اور جتنی کتابیں وہ مناظرے کے لئے لے کر آئے تھے وہ ساری کتابیں یہ کہتے ہوئے مجھے دے دیں کہ ہم اس کافر، پاگل اور بے ایمان کی کتابیں اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتے۔

مسئلہ نور و بشر

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: ڈیرہ اسماعیل خان کے مناظرہ میں ہم قرآن پاک سے حضرات انبیاء علیہم السلام کی بشریت پر محکم آیات پیش کر رہے تھے۔ مقابلہ میں رضا خانی مناظر نے یہ روایت پیش کی: **یا جابر ان خلق نور نبیك من نوره** ۔ میں نے کہا کہ اس حدیث کی صحیح سند پیش کرو۔ عام طور پر لوگ اس کے لئے مصنف عبد الرزاق کا نام لیتے ہیں لیکن عبد الرزاق کی مصنف میں اس حدیث کا کہیں نام و نشان تک نہیں اور نہ ہی آج تک کسی کے پاس اس کی کوئی سند ہے۔ رہی متن کی بات تو مولوی احمد

رضا خان نے اپنے رسالہ "نفی الفیئ عمن انار بنورہ کل شیئ" میں صاف لکھا ہے کہ یہ حدیث متشابہات میں سے ہے۔ اس کا ظاہر معنی بالکل کفر ہے۔ (ص ۵) میں نے کہا کہ جس طرح نجران کے مناظرہ میں رسول اللہ ﷺ محکمات بیان فرمارہے تھے اور عیسائی پادری متشابہات، اسی طرح میں محکمات بیان کر رہا ہوں اور تم پادریوں کی طرح متشابہات لیکن تم ان پادریوں سے بھی گئے گزرے ہو کیونکہ انہوں نے تو جو متشابہ کلمات کلمۃ اللہ اور روح اللہ پیش کئے تھے وہ قرآن پاک میں تواتر کے ساتھ ثابت ہیں جبکہ آپ کی پیش کردہ متشابہ حدیث خبر واحد کے طریق پر باسناد حسن بھی ثابت نہیں۔ تاہم اس حدیث میں اضافت تشریفی مراد لی جائے کہ تمام انوار اللہ ہی نے پیدا فرمائے ہیں لیکن خدا کے پیدا کردہ نوروں میں نور محمدی والا نور سب سے زیادہ باعث شرف و عزت ہے تو یہ معنی محکمات سے نہیں ٹکراتا۔

ائمہ اربعہ میں اختلاف کی وجہ

ایک مرتبہ کسی نے حضرتؒ سے پوچھا کہ ائمہ اربعہ میں اختلاف کیوں ہے؟ فرمایا: انبیاء میں اختلاف کیوں ہے؟ اس نے کہا کہ وہاں شریعتوں کا اختلاف ہے۔ فرمایا: یہاں زمانوں اور علاقوں کا اختلاف ہے۔ اس نے کہا کہ وہاں ناسخ و منسوخ کا اختلاف ہے۔ فرمایا: یہاں راجح مرجوح کا اختلاف ہے۔

چار امام اور سات قاری

ایک غیر مقلد کہنے لگا: مولوی صاحب! میں بہت پریشان ہوں۔

حضرت نے پوچھا: کیا پریشانی ہے؟ کہنے لگا: چار امام ہو گئے چار چار۔ حضرت نے فرمایا: سات قاری ہو گئے سات سات۔ سات کا اختلاف بڑا ہے یا چار کا؟ جہاں سات ہیں وہاں تو آپ کو کوئی پریشانی نہیں یہاں صرف چار ہیں تو پریشانی کیوں؟

چار امام

ایک غیر مقلد کہنے لگا: مولوی صاحب! چار امام ہو گئے چار، ہم کدھر جائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ پریشان تو ان کو ہونا چاہئے جہاں چار ہوں یہاں تو ہے ہی ایک، یہاں پریشانی کا کیا سوال؟

حضرت نانوتویؒ، مفتی محمد اور فہم قرآن

ایک موقع پر حضرت رحمہ اللہ رحیم یار خان میں مولوی عبدالروف ربانی کے مدرسہ میں بیٹھے تھے۔ مفتی محمد (دار الافتاء والارشاد کراچی والے) نے کہا کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی نے قرآن پاک کی مخالفت کی ہے کیونکہ قرآن کہتا ہے کہ جب انسان کو موت آتی ہے تو اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے (نکال لی جاتی ہے) جبکہ مولانا قاسم نانوتوی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی روح مبارک جسد اطہر سے نکالی نہیں گئی بلکہ دل کے اندر مرکوز کر دی گئی ہے۔

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: اصل بات یہ ہے کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کو قرآن پاک پورا آتا تھا، آپ کو ادھورا آتا ہے اس لئے کہ قبض دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ایک قبض بمعنی اخذ جیسے کوئی چیز آپ

کے ہاتھ میں تھی میں نے آپ سے لے لی دوسرے قبض بمعنی بسط جیسے روح مبارک پورے جسم میں پھیلی ہوئی تھی پھر دل کے اندر مرکوز کردی گئی تو یہاں بھی قبض روح میں دوسرا معنی مراد ہے یعنی قبض بمقابلہ بسط۔

میں آپ کا رسول نہیں ہوں

ایک مرتبہ حضرت رحمہ اللہ کسی اڈے پر بس کے انتظار میں تشریف فرما تھے۔ چند بریلوی نوجوانوں نے دیکھا تو ان میں سے ہر ایک باری باری حضرت کے قریب آتا اور شرارت کے انداز میں کہتا: الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ۔ حضرت نے ان میں سے ایک کو پاس بلا کر کہا: بھئی آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے میں آپ کا رسول نہیں ہوں۔

سماعِ موتیٰ کا انکار

ایک شخص حضرت رحمہ اللہ سے کہنے لگا: مولوی صاحب! اگر عام سماع موتی کا انکار کر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج تو نہیں، فائدہ اس کا یہ ہو گا کہ شرک کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ حضرت نے فرمایا: بھائی! آپ کی توحید تو بڑی کچی ہے کہ کوئی آپ کی بات سن لے تو آپ کی توحید ختم ہو جاتی ہے۔ نیز فرمایا کہ آپ اس وقت جو میری بات سن رہے ہیں کیا اس لئے سن رہے ہیں کہ آپ خدا ہیں یا میں اس لئے سنا رہا ہوں کہ آپ خدا ہیں۔ کہنے لگا کہ نہیں بلکہ اس لئے سن رہا ہوں کہ میرے اندر روح ہے اور جسم کے ساتھ روح کا تعلق ہے۔ حضرت نے فرمایا: یہی بات مردوں میں ہے کہ جب ان کے ساتھ روح کا تعلق ثابت ہو گیا ان آیات واحادیث کی وجہ سے

جن میں عذاب وثواب قبر کا ذکر ہے تو روح کے سارے ادراکات خود بخود ثابت ہو گئے۔ یہ عجیب بات ہے کہ روح جب گئی تو سارے ادراکات لے کر گئی اور جب آئی تو خالی ہو کر کیوں آگئی، ادراکات کو کیوں چھوڑ آئی؟

آپ بھی کفر کا اعلان کر دیں

ایک مرتبہ حضرت رحمہ اللہ تالاب والی مسجد کہروڑ پکا میں بیان فرما رہے تھے کہ ایک غیر مقلد آیا اور کہنے لگا کہ ہم مباہلہ کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ رسول پاک ﷺ نے کافروں سے مباہلہ کیا تھا۔ اب آپ بھی اپنے کفر کا اعلان کر دیں میں مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔

منعم علیہم کی طرف نسبت

حضرت رحمہ اللہ ایک دن خیر المدارس میں اپنی درسگاہ میں تشریف فرما تھے کہ دو غیر مقلد آئے اور آتے ہی سوال کیا: مولوی صاحب! ہمیں اپنی نسبت کن لوگوں کی طرف کرنی چاہئے؟ حضرت نے فرمایا: منعم علیہم کی طرف۔ وہ دونوں خاموشی سے اٹھ کر چلے گئے۔

حاضر ناظر

ایک مرتبہ ایک بریلوی کہنے لگا: مولوی صاحب! ہم لوگ ہر نماز میں پڑھتے ہیں: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ۔ اس میں عليك صیغہ خطاب کا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ حاضر ناظر ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ کے مولوی احمد رضا نے اپنی زندگی میں جن لوگوں کو خط لکھے ان سب میں

السلام علیکم صیغہ خطاب کا لکھا۔ کیا یہ سب لوگ حاضر ناظر تھے؟ کہنے لگا کہ خط میں السلام علیکم صیغہ خطاب سے لکھنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جب خط مکتوب الیہ کی طرف پہنچے گا تو صیغہ خطاب صحیح ہو جائے گا۔ حضرت نے فرمایا: السلام علیك ایها النبی میں بھی اسی طرح ہے کہ جب فرشتے ہمارا اسلام لے کر حاضر خدمت ہوں گے تو یہ صیغہ خطاب بھی صحیح ہو جائے گا۔

ایک کے بدلے دو

ایک مرتبہ حضرت رحمہ اللہ بہاولپور کسی مکان میں تشریف فرما تھے کہ ایک غیر مقلد آیا اور کہنے لگا: مولوی صاحب! ترک رفع یدین کی ایسی حدیث دکھاؤ جس میں منسوخ کا لفظ ہو۔ حضرت نے فرمایا کہ تم سجدوں کی رفع یدین نہیں کرتے اس کے لئے تم دو مرتبہ لفظ منسوخ دکھادو، مجھ سے ایک دفعہ لفظ منسوخ دیکھ لینا، اسی طرح تم پہلی شریعتوں پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ کہنے لگا: وہ تو منسوخ ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ تم پہلی شریعتوں کے لئے لفظ منسوخ دکھادو مجھ سے رکوع کی رفع یدین کے لئے لفظ منسوخ دیکھ لینا۔ وہ غیر مقلد اٹھ کر چلا گیا۔

غیر مقلدین اور شرائطِ نماز

حضرت رحمہ اللہ ایک جگہ بیان فرمارہے تھے کہ غیر مقلدوں کو تو نماز کی شرطیں بھی نہیں آتیں، اگر آتی ہیں تو کوئی غیر مقلد قرآن وحدیث سے نماز کی شرطیں دکھلا دے تو اسے منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔ یہ سن کر ایک غیر مقلد کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ میں دکھاتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا:

دکھاؤ۔ غیر مقلد کہنے لگا کہ سنو پہلی شرط! حدیث میں آتا ہے: **لا صلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد** ۔جو مسجد کے قریب رہتا ہو اس کی نماز مسجد کے بغیر نہیں ہوتی۔ حضرت نے پوچھا: کیا آپ کی بیوی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آتی ہے؟ کہنے لگا: نہیں۔ حضرت نے فرمایا: تو اس کی تو ایک نماز بھی نہیں ہوئی اور وہ حدیث کی مخالفت کی وجہ سے آپ کے نکاح سے بھی نکل گئی، غیر مقلد بہت پریشان ہوا۔ پھر حضرت نے فرمایا: لو ابھی تو آپ نے ایک ہی شرط سنائی ہے اور بیوی ہاتھ سے کھو بیٹھے ہو، باقی شرطیں سناؤ گے تو پتہ نہیں کیا ہوگا؟

اہل قرآن اور اہل حدیث

ایک مرتبہ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک غیر مقلد میرے پاس آیا اور کہنے لگا: مولوی صاحب! سنا ہے کہ آپ اہلحدیث کے بہت مخالف ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ میں تو موجودہ دور کے اہل قرآن کا بھی مخالف ہوں۔ کہنے لگا کہ ان کا تو میں بھی مخالف ہوں۔ پھر کہتا ہے کہ مولوی صاحب! حدیث کوئی بری چیز ہے جس کی وجہ سے آپ اہلحدیث کی مخالفت کرتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ قرآن کوئی بری چیز ہے جو آپ اہل قرآن کی مخالفت کرتے ہیں؟

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والدعا من اللہ ان یدخلنا فی عبادہ الصالحین۔

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ

ا------ امام اعظمؒ کے باغ کے اک گل معطر امین صفدرؒ
غدوّ کے سینے میں کھٹکتے تھے خار بن کر امین صفدرؒ

م------ مداوائے غم ہو کیسے ہمدم، بتاؤ اس کی کوئی تو صورت
نہ آ سکیں گے جہاں سے واپس، گئے وہاں پر امین صفدرؒ

ی------ یقین اس بات پر تھا ان کا کہ حق پر ہیں ابو حنیفہؒ
اسی لئے حنفیت سے نہ ڈگمگائے پل بھر امین صفدرؒ

ن ------ نکیل ڈالی انہوں نے ایسی حدیث و فقہ کے منکروں کو
پکار اٹھے اماں اماں سب، جب آئے سر پر امین صفدرؒ

ص ---- صفیں عدوّ کی الٹ الٹ کر، شاہین کی مانند جھپٹ پلٹ کر
فقہ کے دشمن کو گھیرتے تھے، سب سے بہتر امین صفدرؒ

ف ---- فقیہ امت، طبیب ملت، محدث و نکتہ رس مناظر
ملیں گے ہم کو نہ اب جہاں میں چراغ لے کر امین صفدرؒ

د ------ دلیل دیتے تھے ایسی حضرت کہ بھاگ اٹھتے تھے سب مقابل
فرق باطل پہ ٹوٹتے تھے قہر بن کر امین صفدرؒ

ر ------ رہیں وہ خلد بریں میں یارب، بلند ہوں ان کے رتبے ہر پل
دعائے حسنی ہے بارگاہِ قدس میں اکثر امین صفدرؒ

از شاعر حقیقت

ابوانظام سید عبید اللہ حسنی

مدرس جامعہ شریفیہ سرگودھا روڈ فیصل آباد

چند ضروری گزارشات

برادرانِ اسلام! حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ کے علمی معرکوں اور مجلسی لطیفوں پر مشتمل ایک مختصر کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کتاب میں حضرت مولاناؒ کے مختلف مواقع پر ہونے والے بیانات، مناظروں اور مجالس میں سے چند ایسی باتوں کو جمع کیا گیا ہے جن سے حضرت رحمہ اللہ کی شگفتگی، حسن مزاح اور بذلہ سنجی کا اظہار ہوتا ہے۔

قارئین کرام سے پہلی گزارش تو یہ ہے کہ اس کتاب کو پڑھ کر اپنی قیمتی رائے سے نوازیں اور اگر اس میں کسی قسم کی کوئی غلطی ہو تو اس کی نشاندہی فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کو دور کر لیا جائے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ کسی صاحب کے پاس حضرت مولانا کے مضامین، لطائف، بیانات اور مناظرے غیر مطبوعہ شکل میں موجود ہوں تو وہ بھی رابطہ فرما کر حضرت کے افادات کو امت مسلمہ تک پہنچانے میں معاون ثابت ہوں۔ ان کے ارسال کردہ مضامین کو ان کے نام کے ساتھ شائع کر دیا جائے گا۔

آخری گزارش یہ ہے کہ حضرت مولاناؒ کی ترقی درجات کے لئے دعا فرماتے رہا کریں کہ جنہوں نے امت مسلمہ کو شرک و بدعت اور الحاد سے بچنے اور ما انا علیہ و اصحابی کے راستے کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔

فقط والسلام

مفتی محمد الیاس صفدر

ناظم جمعیۃ اشاعۃ العلوم الحنفیہ فیصل آباد